ابرشیه میں ہوتے تھے اسقفون کی طرف سے فراہم کئے جاتے تھے اور ایسے اہل کلیسا حضرات میں تقسیم کر دئے جاتے تھے جو اسقفوں کی نظروں میں ان کے مستحق ہوتے تھے - اس طرح جس قدر مناصب کلیسا تھے وہ سب کے سب کلیسا کے تحت و تصرف میں تھے- تاجداران ممالک کو وہ وسائل حاصل نہ تھے کہ اہل کلیسا کے انتظام و انصرام سے عہدہ براہو سکتے اور اگر تھے تو کافی نہ تھے اگرچہ بالواسطہ طور پر ان کو انتخابات میں کچھ دخل نہ ہوتا تھا - تا ہم یہ معمول تھا کہ کبھی کبھی ان سے استمزاج کر لیا جاتا تھا اور انتخاب میں ان کی منظوری حاصل کر لی جاتی تھی اس لئے اہل کلیسا کی طبعی خواہش یہ ہوتی تھی کہ تاجداران ممالک کی دربار داری اس قدر زیادہ نہ کریں جس قدر خود اکابر اہل کلیسا کی کریں کیونکہ ان کو اعزاز و مناصب کی توقع خود اہل کلیسا سے ہو سکتی تھی -

اس کے بعد بڑی حد تک یہ حق محدود ہو کر صرف پاپائے اعظم کی ذات تک محصور تھا -

یورپ کے بیشتر حصے میں پاپائے اعظم نے تمام اسقف خانوں اور راہب خانوں کے اوقاف کو شدہ شدہ اپنی طرف کھینچ لیا - یہ وہی اوقاف و وظائف ہیں جن کو کسی زمانے میں اوقاف اساقفہ کہتے تھے - اس کے بعد اس نے گوناگوں حیلوں اور بوقلموں ترکیبوں سے ادنیٰ اوقاف و وظائف کی تعداد کثیر پر بھی قبضہ کر لیا جو ہر اسقف خانے میں ہوتے تھے - یہاں تک کہ اسقف کے حصے میں صرف اس قدر اوقاف و وظائف رہ گئے جتنے اس کے منصب کی شان اور اہل کلیسا پر اس کا اقتدار قائم رکھنے کے لئے اشد ضروری تھے اس سے زیادہ نہ رہے تھے - تاجداران ممالک کی حالت اول تو پہلے ہی خراب تھی مگر اس انتظام کی وجہ سے اور بھی خراب ہوگئی اس طرح یورپ کے مختلف ملکوں

میں پادریوں کی ایک روحانی فوج تیار ہوئی اگرچہ یہ فوج منتشر اور پراگندہ تھی لیکن اس کی نقل و حرکت صرف سالار کے ھاتھ میں تھی - اب ان کے اعمال و افعال میں ایک تنظیم پیدا ہو گئی اور ان کا انتظام اور انصرام ایک خاص نقشے کے مطابق ہونے لگا - مختلف ملکوں اور مختلف قوموں کے علمائے کلیسا کی حیثیت وھی تھی جو فوج کے دستے کی ہوتی ھے - اس دستے کے اعمال و افعال آسانی سے ان دستوں کے مطابق ھو سکتے ھیں جو اس کے گرد و پیش مقیم ہوتے ھیں اور وہ اس کی کمک و امداد کو بہ سہولت پہنچ سکتے ھیں - ان میں سے ہر دستہ تاجداران ممالک کے حیز اختیار سے باہر تھا یعنی اس تاجدار کا اس پر کچھ اقتدار نہ ہوتا تھا جس میں وہ مقیم ہوتا تھا - حالانکہ اس کے رکھ رکھاؤ کا بار تاجدار ملک پر ہوتا تھا - اس کے علاوہ دستہ کسی اور غیر ملکی تاجدار کے تحت امر و نہی ہوتا تھا اور یہ غیر ملکی تاجدار اس امر پر قادر تھا کہ اس دستے کا رخ اس تاجدار کی طرف موڑ دے جس کے ملک میں یہ دستہ مقیم ہوتا ھے اور اس دستے کی کمک و امداد کے لئے گرد و پیش کے اور دستوں سے اعانت حاصل کرے -

اس تنظیم کی وجہ سے علمائے کلیسا نہایت مخیف و سہیب ھو گئے اس لئے کہ دولت ان کے پاس پہلے ھی کافی تھی -

یہ آلات اس قدر مخیف و سہیب تھے کہ ان سے زیادہ تصور میں نہیں آ سکتے - یورپ کی حالت قدیم میں جب نہ علوم و فنون اور نہ صنعت و حرفت تھی، اس زمانے میں علمائے کلیسا دولت سے مالا مال اور فکر معاش سے فارغ البال تھے - اس دولت و ثروت کے طفیل ان کو وھی شان حاصل تھی جو امراء و روسا ملک کو ہوتی ھے - امراء و روسا کو زرعی غلاموں اور کاشتکاروں پر اقتدار حاصل ہوتا تھا - علمائے کلیسا کو تمام قوم پر شرف نصیب ہوتا تھا -

امراء کے تحت امرو نہی ان کے وابستگان دولت ہوتے تھے۔ علمائے کلیسا کے زیر اثر تمام عامۃ الناس ہوتے تھے۔ والیان ریاست اور دیگر ذی حیثیت حضرات کی غلط بخشیوں کی وجہ سے علمائے کلیسا کے پاس بڑی بڑی جاگیریں جمع ہو گئی تھیں۔ ان جاگیروں کے باعث علمائے کلیسا کو وہی شان نصیب ہو گئی تھی جو امرائے عظام کو حاصل ہوتی ہے اور اس کے علل و اسباب بھی وہی تھے جو دنیوی جاگیر کے ہوتے ہیں۔ ان جاگیروں میں علمائے کلیسا اور ان کے نمائندے آسانی سے اس کار کھ رکھاؤ کر سکتے تھے۔ اس باب میں ان کو تاجداران ممالک کی امداد کی یا کسی اور شخص کی اعانت کی ضرورت پیش نہ آتی تھی لیکن تاجداران ممالک کو اور دیگر اکابر قوم کو علمائے کلیسا کی اعانت و امداد کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ یہ لوگ علما کی امداد بغیر امن قائم نہیں رکھ سکتے تھے۔ اسی طرح اپنے اپنے تعلقوں میں علمائے کلیسا پوری طرح آزاد اور خود مختار تھے۔ تاجداران ممالک کی سرکار اور ان کے دربار سے بے نیاز تھے۔ اس باب میں ان میں اور روسائے ممالک میں کچھ فرق نہ تھا۔ علمائے کبار کے کاشتکار بھی اسی طرح تابع مرضی مالک اور غیر موروثی ہوتے تھے جس طرح امرائے عظام کے ہوتے ہیں۔ یہ کاشتکار سر تا سر ان آقاؤں کے محتاج و دست نگر ہوتے تھے جو بلا واسطہ ان پر حاکم ہوتے تھے اس لئے اس امر کے مستوجب تھے کہ آقا جب چاہے ان کو طلب کر لے کہ آئیں اور اس لڑائی میں شریک ہوں جس میں شریک ہونا علمائے کلیسا ان کے لئے مناسب خیال کریں۔ ان جاگیروں کے لگان کے علاوہ یورپ کی ہر سلطنت میں علمائے دین کلیسا کو اور تمام جاگیروں کے عشر کا حق حاصل تھا اور یہ لگان کا بہت بڑا جزو تھا۔ لگان کی ان دونوں قسموں سے جو کچھ آمدنی

ہوتی تھی وہ جنس ، اناج ، شراب ، مواشی اور مرغی بطخ وغیرہ کی صورت میں وصول کی جاتی تھی - اس کی مقدار اس سے بہت زیادہ ہوتی تھی جتنی ارکان کلیسا صرف کر سکتے تھے - اس کے علاوہ اس زمانے میں علوم و فنون تھے نہ صنعت و حرفت تھی کہ مصنوعات پیدا کرتی کہ اس سے ارکان کلیسا اپنی زائد آمدنی کا تبادلہ کرلیتے - علمائے کلیسا کے پاس آمدنی بے قیاس تھی - اس سر حاصل آمدنی سے نفع اندوز ہونے کا صرف یہی ذریعہ تھا کہ اس کو وسیع پیمانے پر خیراتی امور میں صرف کیا جائے اور دل کھول کر مہمان نوازی کی داد دی جائے - اس باب میں ان میں اور امراء کرام میں کچھ فرق نہ تھا - یہی باعث ہے کہ علمائے کلیسا کی خیرات اور مہمان نوازی بہت بڑھی ہوئی تھی - ہر سلطنت میں غربا و مساکین کی پرورش کا بار علمائے کلیسا پر تھا - اس کے علاوہ اکثر شرفاء حضرات کے لئے ذریعۂ معاش صرف یہی تھا کہ دیر بہ دیر پھرتے اور علمائے کلیسا کی فیاضیوں سے حظ اندوز ہوتے تھے اگرچہ کہنے کو تو کہتے تھے کہ زیارت و عبادت کے لئے پھرتے ہیں - بعض بعض اسقف کے وابستگان دولت کی تعداد اتنی کثیر ہوتی تھی جتنی امرائے دولت کی ہوسکتی تھی - من حیث الکل تو علمائے کلیسا کے وابستگان دولت کی مجموعی تعداد امراؤ دولت کے وابستگان کی مجموعی تعداد سے زیادہ تھی اور علمائے کلیسا کے درمیان جس قدر اتحاد و اتفاق تھا اس کے مقابلے میں وہ اتحاد و اتفاق کوئی چیز نہ تھا جو امرائے دولت میں پایا جاتا تھا - علمائے کلیسا پاپائے اعظم کے مطیع و منقاد تھے اس لئے ان میں ایک خاص نظم و نسق تھا - امرائے دولت کسی کے مطیع و ماتحت نہ تھے - اس لئے ان میں نظم و نسق کا وجود مفقود تھا - اس

کے برعکس ان میں رشک و حسد کے جذبات موجزن رہتے تھے۔
یہاں تک کہ تاجدار وقت سے امراء دولت رشک کرتے تھے۔
علمائے کلیسا کے کاشت کاروں اور دامن گیر لوگوں کی تعداد اتنی
کثیر نہ تھی جتنی امرائے دولت کے کسانوں اور رزعی غلاموں
کی ہوتی تھی اور گمان غالب ہے کہ علمائے کلیسا کے کاشت کاروں
کی تعداد بھی امرائے دولت کے کاشتکاروں کی تعداد سے کم تھی
مگر ان میں ایک اتحاد و اتفاق تھا جس نے ان کو مہیب و
مخیف بنا رکھا تھا۔ علمائے کلیسا کی فیاضیوں اور ان کی مہمان
نوازیوں کی بدولت ان کو زبردست دنیوی قوت پر اقتدار حاصل
تھا۔ اس اقتدار کی وجہ سے ان کی روحانی شان کو چار چاند
لگ گئے تھے۔ ان صفات کے باعث علمائے کلیسا عامۃالناس کے
طبقات زیرین میں ہمیشہ نہایت ادب و احترام کی نظروں سے دیکھے
جاتے ہیں اس لئے کہ اکثرالناس بسااوقات ان کی فیاضیوں کے
محتاج ہوتے ہیں اور کبھی نہ کبھی تو ہر شخص کو ان کا
ممنون منت ہونا پڑتا تھا۔ لہذا ہر دلعزیز طبقے کی ہر چیز
عوام الناس کے نزدیک مقدس گنی جاتی تھی۔ چنانچہ اس طبقے کے
مقبوضات و مراعات کو بھی ایک گونہ تقدس حاصل تھا اور
اس کے عقائد و مسائل کا تو کیا کہنا، ان سے انحراف کفر اور
ان کی خلاف ورزی انتہا درجے کی بددینی اور بے ایمانی سمجھی
جاتی تھی۔ اس سے بحث نہ تھی کہ یہ انحراف و خلاف ورزی
اصلیت پر مبنی تھی کہ نہیں تھی۔ اندریں حالات تاجداران وقت
کے لئے یہ اور مشکل تھی کہ امرائے دولت کے اتحاد و اتفاق
کی مزاحمت کرسکیں۔ اسی طرح ان کے لئے یہ بھی مشکل تھا کہ
تاجداران ممالک اپنے اپنے ملک کے علمائے کلیسا کی مزاحمت کرسکیں

اس لئے علمائے کلیسا کثیر التعداد تھے اور ان میں اتفاق و اتحاد بھی تھا اور ان سب سے بالاتر یہ امر تھا کہ علمائے کلیسا کو دیگر ممالک کے علمائے کلیسا کی کمک بھی حاصل ہوتی تھی جو گرد و نواح میں پھیلے ہوئے تھے - اندریں حالات تاجداران ممالک کو اکثر اوقات علمائے کلیسا کے سامنے سرتسلیم خم کرنا پڑتا تھا - اس میں حیرت و استعجاب کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ حیرت و استعجاب اس میں ہے کہ ان کوتاہیوں کے باوجود بھی تاجداران ممالک کبھی کبھی ان کی مزاحمت کر گزرتے تھے -

علمائے کلیسا کے مفاد و مراعات فطری نتائج ہیں -

ان ایام میں اہل کلیسا کو حقوق اور مراعات تھے وہ اس زمانے کے لوگوں کو بالکل لغو و لا یعنی معلوم ہوتے تھے - مثلاً یہ اہل کلیسا تمام دنیوی عدالتوں کے اختیار سماعت سے بالا تر ہوتے تھے - یہ وہی شان استثنیٰ ہے جو انگلستان میں فوائد کلیسا کے نام سے موسوم ہے - یہ فوائد و مراعات اس زمانے کے حالات کے اعتبار سے اقتضائے فطرت کے مطابق ہیں بلکہ ان حالات و واقعات کے لازمی نتائج ہیں خواہ ارکان کلیسا کیسے ہی جرم کا ارتکاب کیوں نہ کرتے مگر ان کی گوشمالی تاجداران ممالک کے لئے بے حد خطرناک ہوتی - ارکان کلیسا کے طبقات کے لوگ اپنے فرقے کے لوگوں کی حمایت و حفاظت پر آمادہ ہو جاتے اور تاجداران ممالک کی طرف سے جو ثبوت پیش کیا جاتا وہ ارکان کلیسا تقدس مآب ہستیوں کو مجرم قرار دینے کے لئے ناکافی ٹھہرا دیا جاتا اور جو سزا اس مقدس بزرگ کے واسطے تجویز کی جاتی وہ بہت زیادہ ظاہر کی جاتی کیونکہ ارکان کلیسا کو ایک خاص مذہبی تقدس حاصل ہے - اندریں حالات تاجداران ممالک کے لئے

اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ ارکان کلیسا کے مقدمات کی سماعت کو کلیسائی عدالتوں پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ کلیسائی عدالتیں اپنے طبقے کے نام و ناموس کے خیال سے اس امر میں دلچسپی لیتی تھیں کہ اپنے طبقے کے ارکان کو حتی المقدور جرائم کبیرہ کے ارتکاب سے باز رکھیں یا کم از کم ایسی صریح بدنامی سے احتراز کریں جو عامۃ الناس کے دلوں میں نفرت و حقارت کے جذبات کے ہیجان کا باعث ہو۔

عہد متوسطہ میں آزادی وانصاف مسرت و انبساط اور معقولیت کے خلاف کلیسائے رومی نہایت مہیب اور مخیف تنظیم تھی۔

یورپ کے بیشتر ممالک میں دسویں، گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں صدی میں عجیب و غریب حالات تھے۔ اس زمانے میں اور اس سے کچھ پہلے اور اس سے کچھ پیچھے کلیسائے رومی نہایت مہیب اور مخیف تنظیم تھی۔ حکومت ملکی کے امن و امان اور اس کے اختیار و اقتدار کے خلاف کبھی اس قدر زبردست تنظیم وقوع پذیر نہیں ہوئی تھی، حریت وانصاف، مسرت و انبساط اور معقولیت کے خلاف جس قدر مہتم باالشان یہ تنظیم تھی اس قدر اور کوئی تنظیم نہیں ہو سکتی اس لئے کہ جن ملکوں میں دنیوی حکومت نہیں ہوتی، ان میں یہ چیزیں پیدا نہیں ہو سکتیں۔ اس دستور اساسی میں لوگ اپنے ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھتے تھے اور ان کے تحفظ کے لئے نامعقول سے نامعقول وہم پرستی کو اس انداز سے رواج دیتے تھے کہ عقل انسانی اس کی تردید کی جسارت نہیں کر سکتی تھی اور جو لوگ ان پر حملہ کرنے کی جسارت کرتے تھے وہ اپنے آپ کو خطرات کے لئے مفتوح کر لیتے تھے۔ عقل انسانی اس امر پر تو قادر ہو سکتی ہے کہ اوہام پرستی کو بے نقاب کردے اور عامۃ الناس پر بھی

حقیقت کو آشکارا کر دکھائے۔ ذاتی اغراض اور شخصی مفاد کی گتھیوں کو عقل انسانی کسی طرح نہیں سلجھا سکتی۔ اگر اس دستور اساسی پر صرف عقل انسانی کی طرف سے حملہ ہوتا اور کسی طرف سے نہ ہوتا تو یہ نظام شاید رہتی دنیا تک قائم رہتا۔ لیکن عظیم الشان دستور اساسی اور یہ مستحکم و مضبوط نظام مرور زمانہ سے پہلے تو خود بخود انحلال پذیر ہؤا اور اس کے بعد فنا ہوگیا[۱] اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے صرف چند صدیوں کا مہمان ہے۔ اس کے بعد منہدم و معدوم ہو جائے گا حالانکہ یہ نظام اس قدر زبردست تھا کہ انسان کی عقل و دانش اس کی اصلاح سے عاجز اور اس کی فضیلت و عظمت اس کی ترمیم سے قاصر تھی اور یہ تو کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا کہ یہ چیزیں کبھی اس کا تختہ الٹ دیں گی۔

جوں جوں علوم و فنون میں صنعت و حرفت میں اور تجارت و سوداگری میں ترقی ہوتی گئی کلیسا کی قوت میں کمی آتی گئی

جوں جوں رفتہ رفتہ علوم و فنون اور صنعت و تجارت میں ترقی ہوتی گئی ارض یورپ کے بیشتر حصے میں علمائے کلیسا کے دستوری جاہ و جلال میں کمی آتی چلی گئی۔ اس باب میں بھی علمائے کرام اور امرائے کبار میں کچھ فرق نہیں۔ یہی علل و اسباب ہیں کہ امرائے کبار کے جاہ و جلال کی تخریب کا باعث ہوتے تھے۔ صنعت و حرفت اور تجارت کی برکت سے ارکان کلیسا کو یہ قدرت حاصل ہو گئی کہ وہ اپنی خام پیداوار کا مبادلہ مصنوعات سے کرنے لگے اور یہ بزرگ اپنی تمام آمدنی

---

۱ طبع اول میں لفظ 'اور' نہیں ہے۔

کو خود اپنی ذات پر صرف کرنے لگے ۔ اب ان کو یہ ضرورت نہ رہی کہ اس کا کوئی حصہ کسی اور کو دے دیں ۔ بعینہ یہی ماجرا امرائے کبار کے ساتھ بھی گزرا تھا ۔ اب علمائے دین کی فیاضیوں میں کمی ہونے لگی اور ان کی مہمان نوازیوں میں تبذیر اور فراوانی کی جھلکیاں کم نظر آنے لگیں وابستگان دولت کی تعداد میں کمی ہوگئی اور ہوتے ہوتے بالکل ھی معدوم ہو گئی ۔ امراء کبار کی طرح علمائے کرام بھی اپنی جاگیروں کا لگان بڑھانا چاہتے تھے تاکہ اس کو حماقت اور سبک سری کے جذبات کی تسکین کے لئے صرف کر سکیں ۔ لیکن لگان بڑھانے کی ایک صورت تھی اور صرف ایک اور وہ یہ تھی کہ ان اسامیوں کو پٹے دئے جائیں اور ان پٹوں کی وجہ سے یہ لوگ بہت حد تک ان سے آزاد و بے نیاز ہو جاتے تھے ۔ جو چیز عامۃ الناس کے ادنی طبقات اور ارکان کلیسا کے درمیان واسطۂ اتحاد تھی وہ یکسانی مفاد تھی ۔ وھی چیز اس طرح رفتہ رفتہ زائل ہو گئی اور وہ رابطۂ اتحاد باطل اور منسوخ ہو گیا ۔ امرائے کبار اور عوام الناس میں بھی اسی قسم کے رابطے تھے مگر وہ اہل کلیسا کے روابطہ سے زیادہ دیر پا ثابت ہوئے اس لئے کہ امرائے کبار کی جاگیریں بڑی تھیں ۔ علمائے کرام کی اتنی بڑی نہ تھیں ۔ لہذا علمائے کرام اپنی جاگیروں کو اپنی ذاتوں پر امرائے کبار سے پہلے صرف کر بیٹھے ۔ چودھویں اور پندرھویں صدی کے بیشتر حصے میں یورپ کے اکثر ملکوں میں امرائے کبار کا اقتدار اوج کمال پر تھا لیکن علمائے کلیسا کی دنیوی وجاہت روبہ زوال ہو گئی تھی ۔ ایک زمانے میں ان کو بیشتر افراد

است پر غیر مشروط اختیار حاصل تھا۔ اب وہ اختیار بہت کچھ زائل ہو گیا تھا۔ اس وقت تک یورپ کے بیشتر حصے میں کلیسا کا اقتدار بہت کم ہو گیا اور صرف اس قدر رہ گیا تھا جو اس کے روحانی اثر سے پیدا ہوا تھا اور جب اہل کلیسا کی فیاضی اور مہمان نوازی کا خاتمہ ہو گیا تو یہ روحانی اثر بھی زائل ہو گیا۔ عامۃ الناس کے طبقۂ زیریں کے افراد ارکان کلیسا کو مشکل کشا اور حاجت روا خیال کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان کی وجہ سے صعوبات سے نجات اور افلاس سے رستگاری نصیب ہوتی ہے لیکن اب ان کے یہ جذبات نہ تھے۔ اس کے برعکس اب یہ لوگ ان کی سبک سری اور ان کی عیاشی سے بیزار ہو گئے تھے اور سمجھنے لگے کہ علمائے کرام جو کچھ اپنے عیش و آرام پر صرف کرتے ہیں وہ غرباء و مساکین کا حصہ ہے۔

تاجداران ممالک کی کوشش تھی کہ پاپائے اعظم کو انصرام اوقاف و وظائف سے محروم کر دیا جائے۔ اس باب میں انگلستان اور فرانس میں کامیابی بھی حاصل ہوئی

اندریں حالات تاجداران ممالک نے یہ سعی و کوشش کی کہ وہ اثر از سر نو حاصل کرلیں جو ان کو کلیسا کے اوقاف و وظائف کے انتظام و انصرام میں کبھی پہلے حاصل تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انھوں نے کلیسائی علاقوں کی مجلسوں اور ان کے صدر نشینوں کے ان حقوق کو از سر نو زندہ کر دیا جو ان کو ایام قدیم میں اساقفہ کے انتخاب کے متعلق حاصل تھے اور اسی طرح ہر ایک راہب خانے کے راہبوں کے ان حقوق کو بھی بحال کر لیا جو ان کو رئیس دیر کے انتخاب کے باب میں حاصل تھے۔ چودھویں صدی عیسوی کے دوران

میں انگلستان میں کئی آئین وضع ہوئے۔ان سب کا موضوع اسی طبقہ قدیم کا احیائے جدید تھا اور خصوصاً اس آئین کا احیا اس کا موضوع تھا جس کا نام آئین مودی تھا۔۱ اسی طرح اس ھنگامی آئین کا موضوع بھی یہی تھا جو فرانس میں پندرھویں صدی میں رائج تھا اس انتخاب کو جائز اور موثر قرار دینے کے لئے لازم تھا کہ تاجداران ممالک پہلے اس کی منظوری دیں اور اس کے بعد منتخب شدہ شخص کو تسلیم بھی کر لیں۔کہنے کو تو اس انتخاب کو آزاد کہا جاتا تھا لیکن اس میں بالواسطہ ان تمام وسائل و ذرائع سے کام لیا جاتا تھا جو از روئے حالات اپنے مملکت کے ارکان کلیسا پر اثر کرنے کے لئے ضروری سمجھے جاتے تھے۔یورپ کے اور حصوں میں بھی اسی طرح کے آئین وضوابطہ وضع کئے گئے۔ان سب کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ھوتا ھے لیکن پاپائے اعظم کو عطائے اوقاف و وظائف کے جو اختیارات حاصل تھے، وہ اصلاح کلیسا کے دور تک بدستور رھے۔ان میں کسی جگہ بھی کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ھوئی۔اگر کہیں ھوئی تو وہ انگلستان اور فرانس میں ھوئی۔ اس کے بعد سولھویں صدی میں پاپائے اعظم اور تاجداران ممالک میں ایک معاھدہ ھوا۔اس کی رو سے تاجداران فرانس کو اس امر کے غیر مشروط اور بلا قید حقوق حاصل ھو گئے کہ کلیسا کی عدالت اکابر یا مجلس اساقفہ کو کلیسائے گالیکان کے اوقاف و وظائف عطا کریں۔۲

---

۱ یہ آخری ۹ الفاظ طبع اول میں نہیں ھیں۔

۲ تاریخ فرانس۔مصنفہ دانیال۔مطبوعہ ۱۷۵۵ء۔جلد ھفتم صفحات نمبر ۱۵۸ اور نمبر ۱۵۹ اور جلد پنجم۔صفحہ ۳۰۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت سے فرانس کے علمائے کلیسا پاپائے اعظم کے اس قدر پرستار نہیں رہے جس قدر پہلے تھے -

جب سے شاہی ہنگامی آئین نفاذ پذیر ہوئے ہیں اور پاپائے اعظم اور دیگر تاجداران ممالک میں معاہدے عمل میں آئے ہیں اس وقت سے فرانس کے علمائے کلیسا پاپائے اعظم کے فتووں کو اس قدر قدر و منزلت کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے جس قدر اور ملکوں کے علمائے کلیسا دیکھتے ہیں جو کلیسائے روم کے مقلد ہیں - پاپائے اعظم اور تاجداران فرانس کے منازعات میں علمائے کلیسا ہمیشہ پاپائے اعظم کے خلاف تاجداران فرانس کی طرف داری کرتے چلے آئے ہیں - فرانس کے علمائے کلیسا کی اس آزادی اور خود مختاری کی بنا اسی شاہی ہنگامی آئین کا نفاذ اور وہی معاہدہ معلوم ہوتا ہے جو پاپائے اعظم اور تاجداران ممالک کے مابین ہوا تھا - شخصی حکومت کے ابتدائی دور میں فرانس کے علمائے کلیسا پاپائے اعظم کے ایسے ہی پرستار تھے جیسے اور ملکوں کے تھے - رابرٹ ثانی کیپی شن نسل کا ایک شہزادہ تھا - کلیسائے رومی کی عدالت نے اس کو کلیسا سے خارج کر دیا - بیان کیا جاتا ہے کہ جب خود اس شہزادے کے دسترخوان سے اس کے نوکروں چاکروں کے پاس کھانا پہنچا تو انھوں نے اس کو کتوں کے سامنے پھینک دیا - انھوں نے ان چیزوں کو چکھنا بھی گوارا نہ کیا جن کو اس شخص نے چھو لیا ہو - اس لئے کہ جس چیز کو ایسا شخص چھو لیتا ہے وہ نجس اور ناپاک ہو جاتی ہے - حالانکہ یہ شخص کلیسا سے ناحق خارج کیا گیا تھا - ہر شخص آسانی سے قیاس کر سکتا ہے کہ خود اس کی مملکت کے اہل کلیسا نے ان لوگوں کو اس فعل کی تعلیم دی تھی -

اصلاح کلیسا سے پہلے بھی اہل کلیسا کو یہ اقتدار حاصل تھا کہ ریاست کے امن و سکون کو درہم برہم کردیں یہاں تک کہ اس کا یہ میلان بھی اس طرف نہ تھا ـ

کلیسائے رومی کی عدالت اس امر کی دعوے‌دار تھی کہ کلیسا کے تمام اوقاف اور وظائف کی فراھمی میرا حق ھے اور اس حق کے تحفظ کے لئے کلیسائے رومی نے اکثر ریاستوں کو درھم برھم کر دیا اور کبھی کبھی تو والیان ریاست کو بے تخت و تاج کر دیا ـ اب وھی حق بالکل محدود ھو کر رہ گیا اور یورپ کے بعض بعض علاقوں میں تو اصلاح کلیسا سے پہلے ھی بالکل موقوف و معدوم ھو گیا تھا ـ جوں جوں عامۃ الناس پر سے اھل کلیسا کا اثر اٹھتا گیا اھل کلیسا پر تاجداران ممالک کا اقتدار بڑھتا گیا ـ اب وہ وقت آگیا کہ اھل کلیسا میں وہ قوت نہ رھی کہ وہ ریاست کے امن میں خلل انداز ھو سکیں اور نہ ان کا میلان اس طرف رھا ـ

اصلاح کلیسا کے اصول عامۃ الناس کو اس لئے پسند آئے کہ ان کے واعظوں اور مقلدوں نے ان کو ان کے سامنے نہایت جوش و انہاک سے پیش کیا تھا ـ

کلیسائے رومی کا اختیار و اقتدار زوال و انحلال کے اس عالم میں تھا کہ جرمنی میں وہ نزاعات پیدا ھو گئیں جو اصلاح کلیسا کا باعث ھوئیں اور دیکھتے دیکھتے تمام یورپ میں پھیل گئیں ـ یہ نئے مسائل و اعتقاد جہاں کہیں جاتے تھے سر آنکھوں پر لئے جاتے تھے ـ ھر ملک کے باشندے ان کا خیر مقدم جوش و تپاک سے کرتے تھے ـ ان کی تبلیغ و اشاعت میں اس جوش و انہاک سے کام لیا جاتا تھا جس سے نئے فرقے قابو یافتہ جماعتوں کے خلاف کام لیتے ھیں ـ ان عقائد و مسائل کے مبلغ و واعظ تمام تاریخ کلیسا سے

بخوبی واقف تھے اور ان تمام رایوں اور نظاموں سے کماحقہ
باخبر تھے جن پر اقتدار و اختیار کلیسا کی بنیاد تھی - یہی وجہ
ہے کہ ہر معرکے میں ان کو فتح نصیب ہوئی اگرچہ فضل و کمال
میں واعظ و مبلغ کلیسا کے علمائے قدیم کا مقابلہ نہ کر سکتے
تھے - اپنے طرز ماند و بود میں یہ واعظ و مبلغ عیسوی تھے -
سیدھی سادی اور بے تکلف زندگی بسر کرتے تھے اور اپنے
افعال و کردار میں باقاعدگی اور باضابطگی کو کبھی ہاتھ سے
نہ دیتے تھے - ان کے مقابلے میں اکثر اہل کلیسا تھے کہ
بے قاعدگی کے مرقعے اور بے ضابطگی کے مجسمے تھے - تالیف
قلوب اور مریدوں کے حصول میں ان کو یہ خوبی حاصل
تھی - اس باب میں ان کے حریف اور مد مقابل ان کے سامنے
ہیچ تھے - ایک زمانہ تھا کہ ارفع و اعلیٰ ابنائے کلیسا بھی
ان فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے مگر اس سے بے نیاز
ہو گئے کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی تھی - چند
در چند وجوہ و اسباب تھے کہ ان مسائل و عقائد کی کامیابی
کی تہ میں مضمر تھے - اکثرالناس کے لئے تو بڑی وجہ یہ تھی
کہ یہ مسائل و عقائد بالکل نئے تھے - ان سے بھی زیادہ
تعداد ان لوگوں کی تھی جو قابو یافتہ کلیسا کے ارکان و علما
کو نفرت و حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے لیکن تمام علل و
اسباب سے زیادہ موثر اور کارگر وجہ یہ تھی کہ یہ نئے واعظ
اور مبلغ عامۃ الناس کے سامنے جو مسئلہ پیش کرتے تھے وہ
نہایت جوش و خروش سے پیش کرتے تھے - اگرچہ یہ لوگ بھدے
اور گنوار تھے مگر ان کی تقریروں میں جادو کا اثر تھا اس
لئے کہ مذہبی جوش نے ان کو دیوانہ بنا دیا تھا -

کچھ تاجداران ممالک کلیسائے رومی سے برسر پرخاش تھے اس سے ان کو یہ قدرت حاصل ہو گئی کہ کلیسا کا تختہ الٹ دیں -

ان نئے عقائد اور نئے مسائل کو ہر جگہ نمایاں کامیابی نصیب ہوئی تھی - چنانچہ وہ والیان ریاست جو کلیسائے رومی سے برسر پرخاش تھے ان کی وجہ سے اس قابل ہو گئے تھے کہ آسانی سے کلیسا کا تختہ الٹ دیں اس لئے کہ ارکان کلیسا اب ان کی مزاحمت و مخالفت نہ کر سکتے تھے کیونکہ ان عامۃ الناس پر سے اہل کلیسا کا اقتدار و احترام اٹھ گیا تھا - جرمنی کے شمالی علاقوں میں چند چھوٹے چھوٹے والیان ریاست تھے - ارکان کلیسا نے ان کے ساتھ عدم امتنان کا سلوک کیا تھا اور یہ خیال کیا تھا کہ یہ والیان ریاست اس قدر اہم اور مقتدر نہیں ہیں کہ ان کے انتظام و انصرام کے اہل متصور ہوں اس لئے ان والیان ریاست نے جذبات اصلاح کی تائید کی اور ان کو اپنی ریاستوں میں جگہ دی - شاہ کرسچین دوم ظلم و تشدد اور اسقف اعظم اپسال کے جور و ستم کا نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ گستادس واسہ کو تقویت حاصل ہو گئی اور اس نے ان دونوں کو سوئستان سے نکال باہر کیا - پاپائے اعظم شاہ ظالم اور اسقف اعظم کی طرف داری پر مائل تھا، اس لئے گستادس واسہ کو سوئستان میں تحریک اصلاح کی ترویج میں کچھ دشواری پیش نہیں آئی - شاہ کرسچین دوم کو ڈینمارک کے تخت و تاج سے بھی دست بردار ہونا پڑا اس لئے کہ اس کا رویہ یہاں بھی ایسا ہی نفرت خیز تھا جیسا سوئستان میں حقارت آمیز تھا - لیکن پاپائے اعظم تھا کہ اب تک اس ظالم و جابر کی طرفداری پر تلا تھا - اس شاہ ظالم کی جگہ فریڈرک والئے ہولس ٹائن

صاحب تخت و تاج بنایا گیا تھا۔ اس نے گستادس واسہ کی تقلید کی اور اس ظالم و جابر سے انتقام لیا۔ حاکمان برن و زوری ک لور پاپائے اعظم کے مابین کوئی خاص نزاع نہ تھی اس لئے یہ دونوں حاکم اپنی اپنی اقلیم میں اصلاحات کو نہایت آسانی سے رائج کر سکے۔ ان علاقوں میں اب سے قبل معین ارکان کلیسا نے اپنی خدمات کی بدولت اس ظالم طبقہ کلیسا کو ساقط الاعتبار قرار دے دیا تھا۔ اس غیر معمولی طور خدعت کی وجہ سے اہل کلیسا ان علاقوں میں نفرت اور حقارت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

جن ملکوں کے تاجدار کلیسائے روم کے طرفدار تھے ان میں تحریک اصلاح کو دبا دیا گیا یا اس کی رو میں مزاحمت حائل کی گئیں۔

عدالت پاپائے اعظم کے حالات و معاملات اس وقت نہایت نازک منزل میں تھے اس لئے عدالت موصوف اس امر کی زحمت گوارا کرنے کی طرف مائل تھی کہ تاجداران فرانس و ھسپانیہ رشتہ مودت استوار کرتے اس لئے کہ یہ صاحب اقتدار تھے۔ ان میں سے شاہ ھسپانیہ اس زمانے میں شہنشاہ جرمنی بھی تھا۔ ان دونوں کی مدد سے یہ عدالت اس قابل ہوگئی کہ تحریک اصلاح کو ان ملکوں میں دبا دے اور اگر پوری طرح دبا نہ سکے تو اس کی راہ میں زبردست مزاحمتیں حائل کردے اگرچہ اس مقصد کے حصول میں عدالت مذکور کو سخت دقتوں اور دشواریوں کا مقابلہ اور خون ریزیوں کا ارتکاب کرنا پڑا۔ اس کا میلان خاطر اس طرف تھا کہ تاجدار انگلستان کے ساتھ ملاطفت کا سلوک ملحوظ رکھا جائے لیکن حالات وقت کے لحاظ سے وہ اپنے اس رویے پر قائم

نہ رہ سکی اس لئے کہ اس میں اس کو چارلس پنجم شاہ ہسپانیہ اور شہنشاہ جرمنی کی خوشنودی مزاج سے ہاتھ دھونے پڑتے تھے اور یہ تاجدار انگلستان بھی زیادہ مقتدر اور ذی اثر تھا۔ ان اصلاحات کی وجہ سے ہینری ہشتم اپنی مملکت میں تمام راھب خانوں کو مطیع و منقاد کر سکا اگرچہ اس بادشاہ نے عقائد و مسائل کلیسا کے بیشتر حصے کو خود قبول نہیں کیا لیکن ان کے رواج عام کی وجہ[1] سے کلیسائے روم کے اثر کو ملیا میٹ کر دیا۔ اس تاجدار کی اسی کارروائی سے طرفداران اصلاح کو اطمینان ہو گیا تھا اگرچہ یہ کارروائی کچھ زیادہ نہ تھی اس تاجدار کے بیٹے اور جانشین کے عہد میں حامیان اصلاح کو اقتدار حاصل ہو گیا اور ان امور کو بہ سہولت تمام پایہ تکمیل کو پہنچایا جو شاہ ہینری ہشتم نے شروع کئے تھے۔

بعض بعض ملکوں میں اصلاح کلیسا نے ریاست اور کلیسا دونوں کا قلع قمع کر دیا

بعض ملک ایسے تھے کہ ان کی حکومت کمزور و ناتواں غیر مقبول اور ناپائیدار تھی ان ملکوں میں تحریک اصلاح کلیسا اتنی قوی ثابت ہوئی کہ اس نے کلیسا اور ریاست والوں کا قلع قمع کر دیا اس لئے کہ ان ملکوں میں ریاست نے کلیسا کی اعانت پر امداد کی کوشش کی تھی۔ ایسے ملکوں کی مثال میں اسکاچستان کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] طبع اول میں ہے۔ ان عقائد و مسائل کی عام ترویج کے باعث۔

حامیان اصلاح اور دربار رومۃ الکبری میں ایک گونہ فرق تھا دربار روم متحد تھا حامیان کلیسا میں اتحاد نہ تھا ان میں دو فریق تھے ایک فریق لوتھر دوسرا فریق کالوین -

حامیان اصلاح میں انتشار تھا - یہ لوگ تمام یورپ میں پھیلے پڑے تھے - رومۃ الکبری میں ایک مرکزی دربار تھا - ان کا کوئی مرکزی دربار نہ تھا اور ان میں کوئی مجلس معاشی بھی تھی - نہ کلیسائے رومی کے ملکوں میں جو نزاعات پیش آئے تھے، ان کا تصفیہ کلیسائے رومی کی عدالت میں ہو جاتا تھا - کلیسائے رومی میں ایک مرکزی جماعت تھی جو عقیدۂ راسخ کی صحیح صحیح حدود کا تعین کرتی تھی - لیکن جب حامیان تحریک اصلاح کلیسا کے درمیان اس قسم کی کوئی نزاع پیدا ہو جاتی تھی اور ایک ملک کے حامیان اصلاح دوسرے ملک کے حامیان اصلاح سے اختلاف کر بیٹھتے تھے تو ان دونوں بھائیوں کی نزاع جاری رہتی تھی-اس کے تصفیے کی کوئی صورت نہ تھی کیونکہ ان کے درمیان کوئی مشترک حکم یا قاضی نہ تھا جس سے وہ رجوع کر سکتے اور اس قسم کی نزاعات سے چارہ کار نہ تھا - ان کا ظہور پذیر ہونا لازم تھا - اس قسم کی کچھ نزاعات حکومت کلیسا کے متعلق وقوع پذیر ہوئیں اور کچھ اوقاف و وظائف کلیسا کے عطا کرنے کے متعلق ظہور میں آئیں اور غالباً اس قبیل کی نزاعات معاشرۂ ملکی کی فلاح و بہبود کے لئے سب سے زیادہ اہم اور گرانقدر تھیں - ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ حامیان اصلاح کے درمیان دو فریق پیدا ہو گئے - ان میں سے ایک فریق مارٹن لوتھر کا پیرو تھا اور دوسرا کالوین کی تقلید کرتا تھا - حامیان اصلاح کلیسا کے درمیان یہی دو فرقے ہیں جن کے عقائد و مسائل اور جن کے

نظم و نسق از روئے قانون ممالک یورپ میں رواج پذیر ہیں۔

لوتھر کے مقلد اور کلیسائے انگلستان کے حامی حکومت اسقفی کے طرف دار تھے یہ عطائے اوقاف و وظائف کے حقوق تاجداران ممالک اور دیگر اکابر ملک اور معطی و مربی حضرات کو دینے کے قائل تھے

لوتھر کے مقلد اور کلیسائے انگلستان کے حامی حکومت اسقفی کے طرفدار تھے اور اس کو کم بیش برقرار رکھنا چاہتے تھے انہوں نے انصرام مناصب اساقفہ اور عطائے اوقاف و وظائف کے حقوق تاجداران ممالک کو دے دئے اور اس طرح ان کو اصلی اور حقیقی معنی میں صدر کلیسا قرار دے دیا اور ارکان کلیسا کو ان کے ماتحت لا ڈالا۔ لیکن انہوں نے اساقفہ کو اس حق سے محروم نہیں کیا کہ وہ اپنے ماتحت ارکان کلیسا کو مختصر اوقاف و وظائف عطا کر سکیں لیکن انہوں نے اس اصول کو تسلیم کر لیا کہ اعطائے اوقاف و وظائف کے حقوق صرف تاجداران ممالک اور دیگر اکابر ملک اور معطی و مربی حضرات کو حاصل ہیں اور انہوں نے ان مختصر اوقاف و وظائف کے متعلق بھی اس اصول کی طرفداری کا اظہار کیا جو اساقفہ کو عطا کئے گئے تھے۔ حکومت کلیسا کا یہ نظام عمل امن عام اور حسن انصرام کے حق میں موزوں اور تاجداران ممالک کی پیش کش کے لئے مناسب متصور ہونا چاہئے۔ جن جن ملکوں میں یہ نظام عمل نفاذ پذیر ہے، ان میں نہ تو کبھی کسی طرح کا شروفساد برپا ہوا اور نہ کسی قسم کا بلوہ اور ہنگامہ رونما ہوا۔ کلیسائے انگلستان ہمیشہ اپنے اصولوں کی پابندی کرتی رہی ہے اور اس ناقابل اعتراض اطاعت کیشی پر فخر و مباہات بھی کرتی ہے اور اس میں وہ حق بجانب بھی ہے۔ اس قسم کی حکومت میں ارکان کلیسا

تاجداران ممالک کے دست نگر ہوتے ہیں اور فطری طور پر
اس کی رضا جوئی اور ان کے دربار کی خوشنودی کے حصول
کی کوشش کرتے ہیں اور ان ملکوں کے رؤسا و اکابر کے
سامنے بھی سرجھکاتے ہیں کیونکہ سر بلندی اور سرفرازی کے
حصول کی توقع کا انحصار انہیں کے اثر و رسوخ پر ہوتا
ہے اس میں سرمو شک و شبہات کی گنجائش نہیں کہ
کبھی کبھی یہ ارکان کلیسا امرا و اکابر کی درباداری میں اس قدر
غلو کرتے ہیں کہ ادنیٰ ترین چاپلوسی اور کاسہ لیسی کی حد تک
پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن بسا اوقات یہ لوگ اپنے آپ کو ایسے
اوصاف سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں جو ان کی شان کے شایاں
ہوتے ہیں اور جن میں اس امر کا امکان ہوتا ہے کہ
صاحبان جاہ اور اہل ثروت حضرات ان کی طرف التفات کریں گے
اس مقصد کے حصول کے لئے یہ ارکان کلیسا علوم مفیدہ
اور فنون لطیفہ میں معلومات پیدا کرتے اور تعلیم کے
ضروری اور زیبائشی دونوں شعبوں میں کمال حاصل کرتے
تھے اور اپنے اوضاع و اطوار میں پسندیدگی اور اپنی گفتگو میں
نرمی اور شائستگی بہم پہنچاتے تھے اور اس ریاکارانہ عبوست
و صرامت کو نفرت و حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے جن کی
مذہبی ولولے تاکید کرتے تھے اور جن پر عمل کرنے میں
یہ لوگ مدعی تھے۔ یہ لوگ اس ریا و نمائش کا ارتکاب
اس لئے کرتے تھے کہ عوام الناس کی نظروں میں عزیز
ٹھہریں اور ان سے ادب و احترام کرائیں اور ارباب جاہ وحشم
اور صاحبان دولت و ثروت کو یا ان کی تعداد غالب کو
عامۂ الناس کی نظروں میں ذلیل و حقیر ٹھہرائیں کیونکہ یہ

ارباب جاہ و حشم ہیں اور ارکان کلیسا کی نفس کشی محض نمائش اور دھوکا ہے اس قبیل کے ارکان کلیسا کے طبقات اعلیٰ کے بزرگوں کی درباداری اس انداز سے کرتے ہیں کہ طبقات ادنیٰ کے افراد کو بالکل نظر انداز کر سکتے ہیں اور اس اثر و رسوخ کی طرف سے غافل ہو جاتے ہیں جو طبقہ ادنیٰ کے افراد پر قابو رکھنے کے لئے ضروری اور لابدی ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بالائی طبقے کے لوگ ان کی بات سنتے ہیں اور ان کی آؤ بھگت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آتے ہیں لیکن زیرین طبقے کے لوگوں کے سامنے وہ اپنے عقائد و مسائل کا تحفظ اس طرح نہیں کر سکتے کہ سننے والوں کو یقین آجائے اور سامعین ان کے زهد و تقویٰ کے قائل اور اعتدال پسندی کے معترف ہو جائیں۔ اب انہیں کے فریق کے جاهل ترین افراد اور مسحور و مجذوب انفار ان پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ ارکان یکساں سکون بخش جواب نہیں دے سکتے۔

زوونگلی اور کالوین فرقوں نے حق انتخاب عامہ ان کو عطا کردیا اور امکان کلیسا کے درمیان مساوات قائم کی

ان کے برعکس زوونگلی اور کالوین کے مقلدوں نے عامۃ الناس کو یہ حق ادا کر دیا کہ لوگ اپنے اپنے علاقے کے پادری خود منتخب کریں اس کے علاوہ انہوں نے ارکان کلیسا کے درمیان مساوات عامہ قائم کر دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک اس کا پہلا حصہ برقرار رہا اس وقت تک بد نظمیوں اور بدعنوانیوں کا بازار گرم رہا اس کے باعث اهل کلیسا اور تمام اهل ملک دونوں کے اوضاع واطوار میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ لیکن پچھلے حصے سے جو

نتائج برآمد ہوئے وہ نہایت خوشگوار اور دل خوش کن ثابت ہوئے۔

انتخاب عامہ کے باعث بدنظمی پھیل گئی۔

جب تک اھالیان ملک اپنے اس حق پر قائم رہے کہ اپنے قسیس آپ منتخب کریں، وہ ہمیشہ اہل کلیسا کے زیر اثر رہے اور جب کبھی انھوں نے انتخاب کیا وہ نہایت متمرد اور متعصب اہل کلیسا کے اثر سے کیا۔ اہل کلیسا کی یہ خواہش تھی کہ ان انتخابات عامہ پر اپنا اثر برقرار رکھیں۔ اس لئے ان میں سے اکثر تعصب اور دینی جوش کا ظہار کرنے لگے اور اپنے ملازموں اور مریدوں میں بھی یہ جوش پھیلانے لگے اس لئے اہل ملک ان انتخابات میں انھیں لوگوں کو ترجیح دیتے تھے جو اوروں سے زیادہ متعصب اور متمرد ہوتے تھے۔ ہر علاقے میں پادری مقرر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مگر اتنی غیر معمولی بات پر بھی ہمیشہ سخت سخت نزاعات پیدا ہوتی تھیں اور یہ نزاعیں صرف ایک علاقے تک محدود نہ رہتی تھیں بلکہ گرد و پیش کے اور تمام علاقوں میں پھیل جاتی تھیں، کیونکہ یہ بھی ان میں حصہ لینے سے باز نہیں رہ سکتے تھے۔[۱] اگر یہ علاقہ کسی بڑے شہر میں ہوتا تھا تو اس انتخاب کی وجہ سے تمام اھالیان شہر دو گروھوں میں منقسم ہو جاتے تھے اور اگر وہ شہر بطور خود ایک چھوٹی سی جمہوری ریاست ہوتی تھی تو اس قبیل کی ادنےٰ ادنےٰ نزاعات پر تمام فریقوں میں آتش عداوت مشتعل ہو جاتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوتا

---

۱ طبع اول و طبع دوم میں ہے فریق بننے سے باز نہیں رہ سکتے تھے۔

تھا کہ کلیسا میں ایک نیا فرقہ اور ریاست میں ایک نیا گروہ پیدا ہو جاتا تھا - اس قبیل کی چھوٹی چھوٹی جمہوری ریاستیں سوئٹزرلینڈ اور ہالستان کے شہروں میں کثرت سے تھیں ، اسلئے ان جمہوری ریاستوں میں حکمران حضرات کو یہ ضرورت پیش آتی تھی کہ اعطائے اوقاف و وظائف کے تمام حقوق خود اختیار کرلیں تا کہ امن عامہ قائم رہ سکے - اسکاچستان ان ملکوں میں سب سے زیادہ وسیع و فراخ ملک ہے جہاں اس قسم کی قسیسی حکومت کلیسا قائم کی گئی تھی - اس میں حقوق اعطائے اوقاف و وظائف ، اس قانون کے نفاد سے عملاً منسوخ کر دئے گئے تھے - جس کی رو سے ولیم سوم کے عہد حکومت کے اوائل میں عدالت قسیسی قائم کی گئی تھی -[1]

اور مقدمات کی تنسیخ کے بعد بھی بدنظمی پھیلتی رہی - اگرچہ اب بھی عوام کی رائے کا موافق ہونا ضروری تھا -

اس قانون کی رو سے کم از کم خاص طبقات کو یہ حق حاصل ہو گیا کہ اپنے اپنے علاقے کے لئے قسیس منتخب کریں اور اس حق کی خریداری کے لئے جو قیمت دینی پڑتی تھی وہ بہت کم تھی - اس قانون کے نفاذ سے جو دستور حکومت قائم ہوا تھا وہ بائیس سال جاری رہا تھا - اس کے بعد قانون نمبر ۱۰ مجریہ ملکہ این بذریعۂ قانون موضوعہ

---

[1] وہ قانون جسکا تعلق اعطائے اوقاف و وظائف سے ہے وہ بلا شائبہ شک قانون نمبر ۵۳ ہے جو ولیم اور میری کی پارلیمنٹ کے اجلاس دوم میں منظور کیا گیا تھا لیکن یہ قانون اس قانون سے مختلف اور جداگانہ ہے جو اعتراف عقائد کی تصدیق وتوثیق اور کلیسائی حکومت کی قسیسی صورت کے تصفئے کے لئے وضع کیا گیا تھا ملاحظہ ہو قوانین پارلیمان اسکاچستان - موضوعہ (۱۸۲۲)جلد نہم صفحات ۱۳۳-۱۹۶-

پارلیمان نمبر ۲ ۱ یہ منسوخ کیا گیا تھا، اس لئے کہ اس سے جگہ جگہ بد نظمی اور ابتری پھیل گئی تھی حالانکہ انتخابات کا یہ طریقہ جمہوریت سے زیادہ قریب تھا۔ ۱ اسکاچستان تو ایک وسیع اور فراخ مملکت ہے۔ اس میں اگر کسی علاقے میں شورش پیدا ہو جائے تو اس امر کا احتمال زیادہ نہیں ہوتا کہ اس سے حکومت متأثر و ماؤف ہوگی اس لئے کہ دونوں میں فاصلہ کافی ہوتا ہے لیکن جو ریاستیں زیادہ وسیع نہیں ہوتیں وہاں معاملہ دگرگوں ہوتا ہے۔ وہاں حکومت متأثر و ماؤف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ قانون نمبر ۱ مجریہ ملکہ این کی رو سے اعطائے اوقاف و وظائف کے حقوق بحال کر دئے گئے۔ اگرچہ قانون اسکاچستان کی رو سے اوقاف و وظائف بلا اعتراض ان اشخاص کو دئے جا سکتے ہیں، جن کو معطی حضرات دینا چاہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی کلیسا کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ عامۃ الناس کی رضا جوئی بھی کی جائے۔ اس کے بعد وہ شے عطا کی جائے جس کا نام شفائے ارواح یا کلیسائی اختیار سماعت ہے۔ (اس باب میں کلیسا کے فیصلے یکساں نہیں ہیں۔) کبھی کبھی کلیسا اس قسم کے امور کے تصفئے میں تاخیر اور تعویق سے کام لیتی ہے اور اس کا فتویٰ اس وقت تک صادر نہیں کرتی جب تک عامۃ الناس کی رضا حاصل نہیں کر لیتی، اس لئے کہ اس کو امن عامہ کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اگرچہ یہ لحاظ بھی محض زیبائی اور نمائشی ہوتا ہے۔

---

۱ قانون مذکور کی تمہید میں لکھا ہے کہ اس کے معطی اور مربی حضرات کو گونا گوں صعوبات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس کے علاوہ طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے تھے اور ان سے جوش پھیل گیا تھا۔

بعض اوقات قرب و جوار کے پادری اس قسم کی رضامندی کے حصول کے لئے خفیہ کارروائیاں کرتے تھے اور زیادہ تر اس رضا مندی کے اظہار سے لوگوں کو باز رکھنے کے لئے طرح طرح کی جعلسازیوں کا ارتکاب کرتے تھے اور اس قسم کی جعلسازیوں اور جعلی دستاویزوں کے فن کی تکمیل میں یہ لوگ کمال پیدا کرتے تھے ، تاکہ ایسے موقعوں پر ان سے زیادہ موثر اور کارگر طریقے سے کام لے سکیں۔ یہ ہیں وہ علل و اسباب جن سے اسکاچستانی علمائے کلیسا کا دینی جوش اور دیگر اہل ملک کا تعصب قائم ہے۔

چونکہ کلیسائے پریس بی ٹیری میں مساوات ملحوظ تھی اس لئے یہ خود مختار اور واجب الاحترام ہوں گے۔

حکومت کلیسا کی پریس بی ٹیری شکل میں ارکان کلیسا کے درمیان مساوات ملحوظ رکھی جاتی ہے۔ یہ مساوات سب سے پہلے مساوات اقتدار میں جلوہ گر تھی یا کلیسائی عدالتوں کے حیز اختیارات کی صورت میں دیکھی جاتی تھی اور ان کے بعد یہ مساوات اعطائے اوقاف و وظائف میں ملحوظ رکھی جاتی تھی۔ تمام پریس بی ٹیری کلیساؤں میں مساوات اختیارات مکمل صورت میں پائی جاتی ہے۔ عطائے اوقاف و وظائف کی صورت میں جو مساوات ہے وہ اس قدر مکمل نہیں ہے ، لیکن اوقاف و وظائف کے درمیان کچھ زیادہ فرق نہیں ہے اور چھوٹے اوقاف و وظائف یافتہ پادریوں کو اس امر کی تحریص نہیں ہوتی کہ معطی و مربی حضرات کی درباداری کریں اور زیادہ اوقاف و وظائف کے حصول کے لئے کمینہ حربوں پر آتر آئیں اور چاپلوسی اور کاسہ لیسی کا اظہار کریں تمام پریس بی ٹیری کلیساؤں میں حقوق عطائے اوقاف و وظائف بالکل معین اور مشخص ہو چکے ہیں ، اس لئے قابو یافتہ ارکان کلیسا

افسران بالا دست سے مراعات طلبی میں ادنیٰ اور فرومایہ انداز کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ حصول مراعات کے لئے ارفع و اعلیٰ فنون سے کام لیتے اور شریفانہ جذبات کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس کار خیر کے حصول کے لئے علمائے دین اپنی تعلیم کو ترقی دیتے ہیں، اپنے انداز ماند و بود میں باقاعدگی پیدا کرتے ہیں اور اس حد تک کرتے ہیں کہ کوئی شخص حرف گیری نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ اپنے فرض منصبی کی ادائگی میں محنت اور جانکاہی اور خلوص و دیانت داری کا ثبوت دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کے مربی اور سرپرست حضرات اکثر اوقات ان کی خود مختاری کے شاکی اور ان کے استغنا سے بیزار ہوتے ہیں اور ان پر احسان فراموشی کا اتہام لگاتے اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ عنایات قدیم کو فراموش کر چکے ہیں۔ لیکن ان علمائے کلیسا پر جو الزام لگایا جا سکتا ہے، وہ استغنا اور بے پروائی کا لگایا جا سکتا ہے اس لئے کہ ان کو آئندہ حصول مراعات کی توقعات نہیں ہیں۔ اس لئے لا محالہ بے پروا و بے نیاز ہیں۔ تمام یورپ میں کسی جگہ بھی ایسے تعلیم یافتہ ' ایسے خود دار، ایسے مہذب اور شائستہ اور ایسے واجب التعظیم علما نہیں دیکھے جاتے، جیسے ہالستان، جنیوا، سوستان اور اسکاچستان کے بیشتر علاقوں میں کلیسائے پریس بی ٹیری کے علمائے دین دیکھے جاتے ہیں۔

چونکہ اوقاف و وظائف میں اعتدال ملحوظ رکھا جاتا ہے اس لئے علما کلیسا کو عامۃ الناس پر قابو حاصل ہے۔

جن ملکوں میں کلیسائی اوقاف و وظائف قریب قریب یکساں ہوتے ہیں، وہاں نہ کوئی زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہونے پاتا ہے۔ ایسی حالت میں لا محالہ ایک اعتدال اور میانہ روی قائم ہو

جاتی ہے اور اس سے نہایت عمدہ اور خوش گوار نتائج برآمد ہوتے ہیں ، اگرچہ کبھی کبھی یہ میانہ روی حد اعتدال سے متجاوز بھی ہو سکتی ہے - جن بزرگوں کے پاس دولت ثروت کی افراط نہیں ہوتی ان کے اخلاق و عادات پسندیدہ اور اوضاع و اطوار قابل تقلید ہونے چاہئیں ورنہ ان کو وقار نصیب نہ ہونگے - اگر یہ بزرگ سبک سری اور تلون کا اظہار کریں گے تو لوگ ان کی ہنسی اڑائیں گے - یہ عیوب ان بزرگوں کے حق میں ایسے ہی مہلک اور تباہ کن ہیں جیسے اکثر انسان کے حق میں ہیں ، اس لئے ایسے لوگ اس امر پر مجبور ہیں کہ رویہ ایسا اختیار کریں کہ لوگ ان کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھیں اور اخلاق و کردار ایسا پیدا کریں کہ اکثر انسان ان کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آئیں - ان کی مودت حاصل کرنے اور ان کی نظروں میں قابل قدر ٹھہرنے کے لئے ان بزرگوں کو ایسا رویہ اختیار کرنا چاہئے کہ ان کے حشمت و شان کے شایاں اور ان کے مفاد کے موافق ہو - عامۃ الناس ان کو عزت و حرمت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ، جس طرح ہم ان بزرگوں کو دیکھتے ہیں ، جو کم و بیش ہماری حالت میں ہوتے ہیں - لیکن ہماری طبعی خواہش ہوتی ہے کہ کاش یہ لوگ ہماری سطح سے قدرے بلند ہوتے ، چونکہ اکثر انسان ان بزرگوں کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں ، اس لئے یہ بھی ان کے ساتھ الفت و محبت سے پیش آتے اور ان کے حال پر عنایت کرتے ہیں - یہ بزرگ ان کو وعظ و نصیحت کرتے ان کی ضرورت میں کام آتے اور ان کی اعانت و امداد فرماتے ہیں - اس باب میں یہ

بزرگ نہایت محتاط رہتے ہیں اور یہاں تک کہ بعض لوگ ضرورت سے زیادہ ان کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ یہ بزرگ ان کو بھی نہیں ٹھکراتے اور ان کو ان کے تعصب کے لئے معتوب نہیں ٹھہراتے۔ یہ ان دولت مند اور ذی وجاہت پادریوں کا شیوہ ہے جو قابو یافتہ کلیسا کے ارکان ہیں۔ یہ پادری عامۃ الناس کو حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہیں اور ان کے ساتھ رعونت سے پیش آتے ہیں۔ ان تمام امور سے یہ نتائج مرتب ہوتے ہیں کہ کلیسا پریس بی ٹیری کے ارکان کو اکثر الناس کے قلوب پر جو قابو حاصل ہے، وہ غالباً قابو یافتہ کلیسا کے علمائے دین میں کسی کو حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ملکوں میں لوگ نئے اصول و عقائد بہ رضا و رغبت قبول کر لیتے ہیں جن میں پریس بی ٹیری کلیسا کار فرما ہے۔ ان ملکوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں رہتا کہ ان عقائد کا معترف نہ ہو۔ ان ممالک کے علاوہ اور ملکوں میں قابو یافتہ کلیسا کے عقائد کی ترویج کے لئے جبر و تشدد سے کام لیا جاتا ہے۔

ان سے دانش گاہوں کے پروفیسروں کے حصول میں مدد ملتی ہے۔ یہ پروفیسر نہایت مقتدر ادیب اور بلند پایہ انشاپرداز ہوتے ہیں

جن ملکوں میں کلیسائی اوقاف اور وظائف کے باب میں اعتدال اور میانہ روی کا خیال رکھا جاتا ہے ان کے بیشتر علاقوں میں دانش گاہوں کی پروفیسری کلیسائی اوقاف و وظائف سے زیادہ گرانقدر ہوتی ہے۔ اس صورت میں دانش گاہیں اپنے پروفیسر ارکان کلیسا میں سے انتخاب کرتی ہیں اس لئے کہ ہر ملک میں ادیبوں اور انشا پردازوں کی جس قدر تعداد قابل حصول ہوتی ہے اس میں سب سے زیادہ غالب تعداد ارکان کلیسا میں سے مل سکتی ہے۔ جن ملکوں میں حالت اس کے برعکس

ہے ان کے بیشتر علاقوں میں کلیسا اپنے ارکان کا انتخاب دانش گاہوں میں سے کرتی ہے اور اپنے نامور اور ادیب اور سربرآوردہ انشاپرداز اسی ادارے سے حاصل کرتی ہے۔ ان ادیبوں اور انشا پردازوں کو فطرتاً کسی ایسے مربی اور سرپرست کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے لئے اوقاف و وظائف کا بندوبست کرے اور اپنے فخر و مباہات کا سامان بہم پہنچائے۔ صورت اول کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دانش گاہوں میں گراں قدر ادیبوں اور انشا پردازوں کی کثرت ہوتی ہے۔ صورت ثانی سے یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ان کی قلت ہو جاتی ہے اور بلند پایہ ادیب محض خال خال ملنے لگتے ہیں اور یہ بھی معاشرۂ انسانی کے نو عمر طبقات میں ملتے ہیں جو یہاں سے رخصت ہونے کے لئے ہمیشہ پا در رکاب رہتے ہیں۔ جب تک ان کے علم اور تجربے میں کمی رہتی ہے یہ لوگ اپنے عہدوں پر قائم رہتے ہیں۔ لیکن جب یہ لوگ اپنے اداروں کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہونے لگتے ہیں اسی وقت ان سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ مسٹر دی والطیئر رقم طراز ہیں کہ فادر پوری ایک یسوعی پادری تھا۔ جمہوریہ ادب و انشا میں اس کو کچھ امتیاز حاصل نہ تھا لیکن فرانسیسی پروفیسروں میں یہی شخص ایسا ہے جس کی تصنیفات قابل اعتنا ہیں۔ اس کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہیں۔[۱] یہ امر قدرے حیرت خیز ہے کہ جس ملک میں ادیبوں اور انشا پردازوں کی اس قدر افراط ہو وہاں کی دانش گاہوں میں ان میں سے کوئی شخص پروفیسر نہ ہو۔ گینڈی مشہور ادیب اور نامور عالم

---

۱ والطئیر کا بیان اس قدر زور دار نہیں ہے جس قدر یہاں ظاہر کیا گیا ہے۔

تھا۔ یہ شخص اوائل عمر میں دانش گاہ ایکس میں پروفیسر تھا۔ جب اس کی غیر معمولی ذھانت اور طباعی کا شہرہ ھوا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر آپ ارکان کلیسا میں شامل ھو جائیں تو نہایت سکون و اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں گے اور مطالعے اور کتب بینی کے لئے بھی عمدہ موقعے مل سکیں گے۔ اس شخص نے اس نصیحت کو سنا اور سنتے ھی اس پر عمل شروع کر دیا۔ جو کچھ مسٹر والٹئیر نے بیان کیا ھے اس کا اطلاق نہ صرف فرانس پر ھوتا ھے بلکہ مجھے یقین ھے کہ ان تمام ملکوں پر بھی ھوتا ھے، جن میں کلیسائے رومی کار فرما ھے۔ ان ملکوں میں شاذو نادر ھی کوئی ادیب و انشا پرداز ایسا ھوتا ھے جو کسی دانش گاہ میں پروفیسری کے منصب پر فائز ھو۔ شاید ھمیشہ قانون اور فن طب اس سے مستثنیٰ ھیں۔ یہ وہ پیشے ھیں جن کی نسبت گمان غالب یہ ھے کہ یہ کلیسا ان سے اکتساب کرتی ھے۔ تمام مسیحی دنیا میں کلیسائے رومی کے بعد کلیسائے انگلستان سب سے زیادہ متمول اور سب سے زیادہ اوقاف یافتہ کلیسا ھے۔ انگلستان میں بہترین اور قابل ترین ارکان دانش گاھوں سے کھچ کر کلیسا کی طرف چلے جا رھے ھیں۔ وھاں کے کسی کالج میں کبھی کوئی پروفیسر ایسا نہیں ملتا کہ تمام یورپ میں ممتاز و سر برآوردہ اور نام ور اور مشہورو معروف ھو حالانکہ کلیسائے رومی کے ملکوں میں اکثر ملتے ھیں۔ اس کے برعکس جینوا میں اور سوئستان کے احتجاجی (یعنی پروٹسٹینٹ) علاقوں میں اور جرمنی کے احتجاجی علاقوں میں ھالستان میں، اسکاچستان میں سوئیڈن اور ڈینمارک میں نہایت ممتاز اور سر برآوردہ عالم اور

ادیب دانش گاھوں میں پروفیسر تھے - اگرچه یه سچ ھے که یه سب کے سب اس منصب پر فائز نه تھے مگر اس میں شک نہیں که ان کی تعداد غالب اس منصب جلیله پر ضرور فائز تھی - ان ملکوں میں دانش گاھیں ممتاز اور سر بر آوردہ ادیبوں اور انشا پردازوں کو کشاں کشاں اپنی طرف لاتی رھتی ھے -

یونان اور روسة الکبریٰ میں ممتاز اور سر برآوردہ ادیب اور عالم زیادہ تر زمرہ اساتذہ میں ھیں -

غالباً اس جگه یه بیان کرنا بے محل نه ھوگا که یونان اور روسة الکبریٰ کے ادیبوں اور عالموں کی تعداد غالب کا تعلق زمرۂاساتذہ سے تھا- ان میں سے کچھ مدرس و معلم ریاست سے وابسته تھے اور کچھ بطور خود درس و تدریس میں مصروف تھے - یه اساتذہ عام طور پر فلسفے اور علم معانی اور بیان کی تعلیم دیتے تھے - اگر اس کلیے سے کچھ لوگ مستثنیٰ تھے وہ شاعر کچھ خطیب اور کچھ مورخ تھے - یه صورت حالات لسیاس ، آئیسو قراطیس ، فلاطون اور ارسطو کے زمانے سے لے کر پلوتارک ، اپکٹیٹس ، سوی ٹونیوس اور کوین ٹی لین کے زمانے تک برابر پائی جاتی تھی -[۱] جب کسی شخص کو اس امر پر مجبور کر دیا جاتا ھے که وہ کسی خاص علم کی کسی

---

۱ طبع اول میں لکھا ھے که سوی ٹونیوس کے سلسلے میں کواٹر کا بیان ھے که کچھ ایسے نامور ادیب اور عالم تھے که ھم ان کی نسبت یه نہیں کہه سکتے که ان کا تعلق ریاست سے تھا لیکن جن کا تعلق ریاست سے نه تھا وہ بطور خود درس و تدریس میں ضرور مصروف تھے - مثلاً ھمیں معلوم ھے که پولی بیوس سیپیو ایمی لینوس کا اتالیق تھا - اسی طرح اس امر کے باور کرنے کے لئے کافی وجوہ موجود ھیں که دائیو نیسوس ساکن ھالی کار ناسوس مار کس اور کوین توس سسرو کے بچوں کی اتالیقی کرتا تھا -

مخصوص شاخ کی تعلیم سال به سال دیا کرے تو اس شخص کو اس
شاخ کا لامحاله ید طولیٰ حاصل هو جائے گا اور معلوم هوتا هے
که اس مقصد کے حصول کا اصلی اور حقیقی معنی میں نہایت موثر
اور کارگر طریقه یہی هے - جب ایک شخص کو هر سال ایک هی
میدان کو طے کرنا پڑتا هے تو چند سال کے عرصے میں وہ اس کے
هر ایک حصے سے بخوبی واقف هو جاتا هے بشرطیکه اس میں جوهر
قابلیت کا فقدان نه هو- اگر کسی وجه سے یه شخص کسی معاملے کے
متعلق پہلے سال میں تسامح سے کام لیتا اور جلد بازی کا ارتکاب
کرتا هے که آئنده سال اپنے خطبے کے دوران میں یه شخص پھر اسی
مقام پر پہنچتا هے تو اس مسئلے پر ازسرنو غور کرتا اور اس کی
تصحیح کر دیتا هے -۱ ایک ادیب و انشا پرداز از روئے فطرت جو
کچھ کر سکتا هے وہ محض یہی هے که لوگوں کو سائنس کی تعلیم
دے - اس کے لئے اس کے سوا چارۂ کار نہیں هے - اسی طرح تعلیم و تعلم
سے اس امر کا امکان پیدا هے که اس کو علوم و فنون سے وابسته
کر دے اور اس کو جامد قابلیت کا انسان بنا دے - جب کلیسا کے
اوقاف و وظائف اعتدال اور میانه روی پر مبنی هوتے هیں تو
عالموں اور ادیبوں کی تعداد غالب بالطبع اس سمت کا رخ اختیار
کرتی هے جہاں اس کی ضرورت هوتی هے اور جہاں یه لوگ
عامۃ الناس کے لئے مفید اور کار آمد ثابت هوتے هیں - جن ملکوں
میں یه اوقاف و وظائف میانه روی پر مبنی هوتے هیں ان ملکوں میں
علما و ادبا عامۃ الناس کو اس قدر عمده تعلیم دیتے هیں جس قدر یه لوگ
حاصل کر سکتے هیں - اس اعتدال پسندی اور میانه روی کا نتیجه

---

۱ معلوم هوتا هے که تزک ایک جزو هے خطبات کے مطالعے سے اس میں
شک کی سرمو گنجائش نہیں رهتی -

یہ نکلتا ہے۔ ایک طرف تو علما وادبا کی تعلیم نہایت جامد ہو جاتی ہے اور دوسری طرف اس سے عامۃ الناس کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔

کلیسا کے مداخل و محاصل ریاست کے محاصل ومداخل کا ایک جزو ہیں البتہ اس کا کچھ حصہ کہ اوقاف پر مبنی ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

اس مقام پر یہ امر قابل اظہار ہے کہ کلیسا کے محاصل و مداخل ریاست کے مداخل و محاصل کا جز ہیں اور یہ محاصل و مداخل ایسے امور پر صرف کئے جاتے ہیں جن کا ملک کے دفاع و تحفظ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ کچھ کچھ مداخل و محاصل ایسے ہیں کہ زمینوں اور تعلقوں سے حاصل ہوتے ہیں یہ اس کلیے سے مستثنیٰ ہیں مثلاً عشر محاصل اراضی کا ایک جزو ہے۔ اس کو مالکان اراضی سے محض اس لئے وصول کیا جاتا ہے کہ ریاست کے دفاع و تحفظ کے امور پر صرف کیا جائے بطور دیگر یہ مالکان اراضی اس دفاع و تحفظ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ لگان اراضی ہی وہ ذخیرہ ہے۔ جس سے تمام بڑی بڑی شخصی ریاستوں میں بالآخر ریاست کے تمام مصارف کا واحد ذریعہ یہی لگان اراضی ہے اور بعض کے نزدیک یہ ذریعہ واحد تو نہیں ہے بلکہ سب سے بڑا ذریعہ ضرور ہے۔ یہ امر اظہرمن الشمس ہے کہ اس ذخیرے کا جس قدر زیادہ حصہ امور کلیسا کے لئے وقف کیا جائے گا اسی قدر کم حصہ امور دفاع و تحفظ کے لئے باقی رہے گا۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جس نسبت سے کلیسا قوی اور زور دار ہوتی ہے اسی نسبت سے رعایا بھی نادارو ناتواں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اسی نسبت سے تاجداران ممالک نادارو ناتواں ہوتے ہیں اور اگراور تمام امور برابر ہوں تو اس صورت میں تاجداران ممالک امور دفاع و تحفظ کی انجام دہی سے عاجز و قاصر

ثابت ہوتے ہیں ۔ ارض یورپ کے اکثر احتجاجی ملکوں میں وہ محاصل و مداخل مسترد کر لئے گئے ہیں جو ایام قدیم میں کلیسائے رومی کے تحت و تصرف میں تھے مثلاً عشر اور اراضیات کلیسا کے لگانات ۔ یہ محاصل و مداخل اس قدر وافر ذخیرہ ثابت ہوئے ہیں کہ ان میں سے تمام ارکان کلیسا کی تنخواہیں نکل آتی ہیں بلکہ انہیں میں سے ریاست کے اور اخراجات بھی نکل آتے ہیں کبھی کبھی ان اخراجات کے لئے کسی اور ذخیرے میں سے کچھ صرف کرنا پڑتا ہے اور کبھی بالکل نہیں کرنا پڑتا ۔ اس قبیل کے احتجاجی ملکوں میں سوئستان کے احتجاجی علاقے خاص طور پر نمایاں ہیں ۔ برن ایک مقتدر احتجاجی علاقہ ہے ۔ اس علاقے کے فرماں رواؤں نے اس ذخیرے کے انتظام و انصرام میں حسن تدبیر سے کام لیا اور اس سے جو رقوم پس انداز ہوئیں ان سے ایک رقم خطیر جمع ہو گئی ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ رقم کئی ملین پونڈ تک پہنچ گئی تھی ۔ اس کا ایک حصہ سود پر چلا دیا گیا تھا ، اسی کو ارض یورپ کی مختلف مدیون و مقروض اقوام کے سرکاری ذخائر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ اس صنف میں فرانسیسی اور برطانوی قومیں خاص طور پر نمایاں ہیں ۔ میں اس امر کے جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا کہ برن کی یا کسی اور اجتماعی علاقے کی کلیسا کے مصارف کا بار ریاست پر کس قدر تھا ۔ نہایت صحیح اور درست حسابات سے پایا جاتا ہے کہ ۱۷۵۵ء میں بھی کلیسائے اسکاچستان کے تمام محاصل و مداخل ارسٹھ ہزار پانسو چودہ پونڈ ایک

سوئستان کے بعض بعض علاقوں میں کلیسا کو ایام قدیم میں اس قدر آمدنی تھی کہ اب اس سے کلیسا اور ریاست دونوں کے مصارف نکلتے ھیں کلیسائے اسکاچستان کی کل آمدنی نہایت مختصر ھے لیکن اس کلیسا سے اس قدر عمدہ نتائج مرتب ھوئے ھیں جس قدر ھو سکتے تھے -

شلنگ پانچ پنس اور ایک تہائی فاردنگ تھے - اسی میں ان کی کلیسائے اراضی کا لگان اور ان کے اقامتی مکانات کا کرایہ بھی شامل تھا اور یہ تخمینہ نہایت مدلل و معقول تعین قیمت پر مبنی تھا - اگرچہ یہ محاصل و مداخل اعتدال اور میانہ روی پر مبنی تھے لیکن اس سے نو سو چوالیس راھب خانوں کے مصارف بخوبی نکل آتے تھے -

کلیسا کے مصارف اسی بچاسی ھزار پونڈ سالانہ سے زیادہ نہیں ھو سکتے - اسی میں عمارات جدید کی تعمیر اور عمارات قدیم کی مرمت اور درستی کے اخراجات بھی شامل ھیں یعنی اسی میں مکانات کلیسا اور مکانات اھل کلیسا کی گاھے ماھے کی مرمت کے مصارف بھی نکل سکتے ھیں - یہ کلیسائے اسکاچستان اپنے اوقاف کے اعتبار سے اور کلیساؤں سے بہ مدارج فروتر ھے لیکن اتحاد عقائد ، فرومایہ جوش عبادت ، جذبات مذھب ، باقاعدگی ماند و بود اور عبوست و صرامت اوضاع و اخلاق میں یہ کلیسا کسی سے پیچھے نہیں ھے - اس باب میں نہایت متمول اور زیادہ سے زیادہ اوقاف یافتہ کلیسائیں بھی اس سے زیادہ نہیں کر سکتی تھیں - معین اور مشخص کلیساؤں کی ذات سے یہ توقعات وابستہ ھوتی ھیں کہ وہ معاملات ملکی اور امور دینی میں بہت عمدہ نتائج پیدا کریں - ان نتائج کے پیدا کرنے میں کلیسائے اسکاچستان اسی قدر کامیاب اورفائز المرام ھے جس قدر اور کلیسائیں ھو سکتی ھیں - سوئستان کی

سوئستان کی احتجاجی کلیساؤں کے باب میں یہ اصول اور بھی صحیح اور درست ثابت ہوئے ہیں -

احتجاجی کلیساؤں کی تعداد غالب اوقاف کے اعتبار سے اسکاچستان کی کلیساؤں سے کم بہرہ ور ہے - مگر ان کلیساؤں کی ذات سے یہ نتائج اس سے بھی بہتر اور احسن انداز سے رونما ہو رہے ہیں جس انداز سے کلیسائے اسکاچستان کی ذات سے ہو رہے ہیں - احتجاجی علاقوں کے بیشتر حصے میں ایک متنفس بھی ایسا نہیں نکل سکتا جو اپنے آپ کو کلیسائے شخصیہ سے وابستہ نہ کہتا ہو - البتہ اگر وہ اس کی خلاف ورزی کرتا اور اپنے آپ کو کسی اور کلیسا سے وابستہ بناتا ہے تو قانون ملک اس کو مجبور کرتا ہے کہ اس علاقے سے نکل جائے - اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ قانون نہایت سخت بلکہ نہایت ظالمانہ ہے - اس قسم کے قوانین پر آزاد ملکوں میں عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا - اس پر عمل کرنے کے لئے لازم ہے کہ اهل کلیسا محنت و تندھی سے کام کریں اور تمام اهل ملک کو ایک کلیسائے مشخصہ سے منسلک و مربوط کر دیں - جب تک ارکان کلیسا پہلے ایسا نہیں کر دیتے اس پر عمل نہیں ہو سکتا - شاید کہیں کہیں محض چند افراد اس سے مستثنیٰ ہوں تو ہوں ، ورنہ کوئی شخص اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا - چنانچہ سوئستان کے بعض بعض علاقوں میں کلیسائے روسی اور کلیسائے احتجاجی کے ارکان دوش بدوش آباد ہیں - اس اتفاق و اتحاد کا نتیجہ یہ نکلا کہ تبدیلی مذھب میں تکمیل نہ ہو سکی - ان علاقوں میں دونوں فرقوں کے افراد و ارکان ایک دوسرے کی برداشت کرتے اور ان کے ساتھ رواداری سے پیش آتے ہیں بلکہ بسا اوقات دونوں کلیسائیں از روئے

قانون مشخصہ تسلیم کی جاتی ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر قبیل

زیادہ آمدنی ارکان کلیسا کی شان کے شایاں نہیں ہوتی ۔

کی خدمت موزوں اور مناسب انداز سے صرف اس وقت انجام دی جا سکتی ہے کہ اس کے معاوضے میں اجرت یا تنخوا جو کچھ دی جائے وہ اس خدمت کی نوعیت کے اعتبار سے دی جائے ، یعنی خدمت میں اور اجرت میں ہمیشہ ایک خاص تناسب ملحوظ رکھا جائے ۔ اگر کسی خدمت کے معاوضے میں اجرت اس کی نوعیت و اہمیت سے بہت کم دی جاتی ہے تو اس امر کا امکان غالب ہوتا ہے کہ اجیروں اور کارکنوں کی تعداد غالب پر بھی فرومایہ جذبات کا غلبہ ہو جائے اور ان میں کام کرنے کی صلاحیت کم ہو جائے اور اگر کسی خدمت کا معاوضہ اس کی نوعیت و حیثیت سے بہت زیادہ دیا جاتا ہے تو اس سے اور بھی زیادہ مضر اور خطرناک نتائج مرتب ہوتے ہیں ۔ اس صورت میں کارکنوں کی تعداد ۔ غالب پر سستی اور کاہلی کے جذبات طاری ہو جاتے ہیں اور وہ ادائے خدمت میں غفلت کرنے لگتے ہیں ۔ جب کسی شخص کی آمدنی کے ذرائع وسیع ہوتے ہیں تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کی طرح زندگی بسر کرے جن کے ذرائع آمدنی وسیع ہیں ۔ اس سے بحث نہیں کہ اس کا پیشہ کیا ہے اس لئے یہ شخص اپنے وقت کا بیشتر حصہ رنگ رلیوں میں ، لہو و لعب میں اور عیش و نشاط میں گزارنے لگتا ہے اور دل کھول کر سبک سری اور فرومائیگی کی داد دیتا ہے لیکن ارکان کلیسا کی شان اس سے بالا تر ہوتی ہے ۔ ان بزرگوں کا فرض ہے کہ اپنا وقت ادائے خدمت میں گزاریں اور اپنے فرائض منصبی کو بوجہ احسن انجام دیں ۔ اگر یہ لوگ

دنیا دار لوگوں کا رویہ اختیار کرتے اور عامۃ الناس کی طرح رهتے سہتے هیں تو اپنے وقت گرامی کو ضائع کرتے هیں اور عامۃ الناس کی نظروں میں اپنے کردار کے اس تقدس سے هاتھ دهو بیٹھتے هیں جو ادب و احترام کے لئے ضروری هوتا هے اور جس پر ادائے فرض منصبی کا انحصار هوتا هے۔ اس تقدس کی عدم موجودگی میں کوئی شخص احترام و وقار کے ساتھ اپنا فرض ادا نہیں کر سکتا۔

حصہ چہارم

مصارف وقار سلطانی

جس نسبت سے عامۃالناس کے مصارف میں اضافہ هوتا هے اسی نسبت سے ان مصارف میں بھی اضافہ هوتا هے جو وقار سلطانی کے تحفظ پر کئے جاتے هیں۔

تاجدار کو فرائض منصبی کی ادائگی کے لئے بہت زیادہ خرچ کی ضرورت لاحق هوتی هے۔ اس خرچ[۱] کے علاوہ اس کو ایک خاص خرچ اپنے ذاتی وقار کے تحفظ کے لئے بھی کرنا پڑتا هے۔ یہ خرچ مختلف حکومتوں میں مختلف هوتا هے۔ اسی طرح معاشرۂ انسانی جس قدر زیادہ ترقی یافتہ هوتا هے یہ خرچ اتنا هی زیادہ هوتا هے۔

---

۱ طبع پنجم میں هے ”اخراجات“ مگر معلوم هوتا هے کہ سہو کتابت هے اور اگر سہو کتابت نہیں هے تو اس اشتباہ کا نتیجہ هے کہ اس سے پہلے گوناگوں اخراجات کا ذکر کیا گیا هے۔

متمول اور ترقی یافتہ معاشرۂ انسانی میں جملہ طبقات انسانی کے اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کے مصارف خانگی بڑھ جاتے ہیں۔ اثاث البیت، دسترخوان، لباس اور ساز و سامان کے اخراجات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اندریں حالات کسی شخص کو یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ صرف تاجداران وقت اس کلیے سے مستثنیٰ رہیں اور وضع عامہ کے خلاف رویہ اختیار کریں اس لئے ان کو بھی فطرتاً یا ضرورتاً ان اصناف پر زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے بلکہ ان کے رعب و وقار کا تقاضا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔

یہ مصارف شخصی سلطنتوں میں جمہوری ریاستوں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔

جہاں تک رعب و جلال کا تعلق ہے سلطان مطلق العنان اور صدر اعلیٰ دونوں عامۃ الناس سے زیادہ ارفع و اعلیٰ ہوتے ہیں لیکن جمہوری ریاستوں کے صدر اعلیٰ حضرات اس قدر بلند نہیں جس قدر شخصی سلطنتوں کے مطلق العنان تاجدار ہوتے ہیں۔ اس لئے تاجداران مطلق العنان کے رعب و وقار کے تحفظ کے لئے جس قدر صرف کثیر کی ضرورت پیش آتی ہے اس قدر صدر اعلیٰ حضرات کے وقار کے تحفظ کے لئے لاحق نہیں ہوتی - جس قدر شان و شوکت اور تزک و احتشام کی توقع سلاطین مطلق العنان کے دربار میں ہوتی ہے اس قدر خلفاء اور صدر اعلیٰ حضرات کے دربار میں نہیں ہوتی۔

نتیجہ

مصارف دفاع ملک و وقار تاجدار عامۃ الناس کے ذمے ہو جاتے ہیں۔

ملک و ملت کے دفاع و تحفظ کے اخراجات اور تاجداران ممالک کے وقار و جلال کے تحفظ کے مصارف جو کچھ ہوتے ہیں وہ من حیث الکل تمام معاشرۂ انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے

ہوتے ہیں - لہذا یہ امر قرین عقل و دانش ہے کہ ان
کا بار بھی من حیث الکل تمام معاشرۂ انسانی پر ہونا چاہئے -
لازم ہے کہ معاشرۂ انسانی کے تمام ارکان و افراد اس بار میں
اس نسبت سے حصہ لیں جس نسبت سے ان کی قابلیت و صلاحیت
اجازت دے -

اخراجات عدالت رسوم عدالت سے نکلنے چاہیں

اس میں شک نہیں کہ انصرام عدالت پر
جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی فلاح
عامہ کے لئے کیا جاتا ہے اور من حیث
الکل اس کا فائدہ تمام معاشرۂ انسانی کو پہنچتا ہے اس لئے اگر اس
کا بار تمام معاشرۂ انسانی پر ڈالا جائے تو بھی اس میں کچھ مضائقہ
نہیں ہو سکتا - لیکن عام طور پر جن اشخاص و افراد کی وجہ سے یہ
اخراجات لاحق ہوتے ہیں، وہ کسی نہ کسی طرح تارک انصاف
ہوتے ہیں - ان لوگوں کی بے ایمانی کے باعث لازم آ جاتا ہے کہ
ان کے خلاف عدالتی کارروائی کی جائے اور ان کی چیرہ دستی سے
بچنے کے لئے عدالت کا تحفظ تلاش کیا جائے- جن لوگوں کو عدالت
کی کارروائی سے بلا واسطہ سب سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے وہ وہی
لوگ ہوتے ہیں جن کے حقوق عدالت کے فیصلے کے باعث بحال ہو
جاتے ہیں یا جن کے حقوق اوروں کی دست برد کے باوجود بھی قائم
رہتے ہیں - اس لئے مناسب یہ ہے کہ انصرام عدالت کے مصارف
کا بار بذریعہ رسوم عدالت ان میں سے کسی نہ کسی پر ڈالا
جائے یا ان دونوں پر ڈال دیا جائے اور ان کی مقدار مختلف
موقعوں کے لحاظ سے مختلف ہونی چاہئے - اس لئے اس امر کی
ضرورت لاحق نہیں ہوتی کہ انصرام عدالت کے لئے تمام معاشرۂ

انسانی سے چندہ لیا جائے ۔ البتہ ان مجرموں کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے جن کے پاس رسوم عدالت کی ادائیگی کے لئے کچھ نہیں ہوتا ۔

مقامی مفاد کے اخراجات مقامی محاصل میں سے نکلنے چاہئیں ۔

بعض اخراجات ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا فائدہ مقامی ہوتا ہے اور صرف صوبوں تک محدود رہتا ہے۔ اس قسم کے اخراجات مقامی محاصل میں سے نکلنے چاہئیں یعنی ان کا بار ان مداخل پر ہونا چاہئے جو صوبوں سے حاصل ہوتے ہیں ۔ معاشرۂ انسانی کے عام مداخل پر ان کا بار نہ پڑنا چاہئے ۔ (مثلاً کسی خاص شہر یا قلعے کی پولیس پر جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ مقامی ہے اور مقامی محاصل میں سے نکلنا چاہئے)۔ اس قبیل کے مصارف کا بار تمام سوسائٹی پر ڈالنا انصاف کے خلاف ہے اس لئے کہ ان کا فائدہ تمام سوسائٹی کو نہیں پہنچتا ہے بلکہ سوسائٹی کے صرف ایک حصہ تک محدود رہتا ہے ۔

یہ امر قرین انصاف ہے کہ سڑکوں کا خرچ کل قوم پر نہ ڈالا جائے بلکہ محصولات شارعات سے نکالا جائے ۔

سڑکوں اور عام شاہراہوں کی مرمت و درستی پر جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ تمام قوم کے لئے مفید اور کار آمد ثابت ہوتا ہے اس لئے اگر یہ بار تمام قوم پر ڈال دیا جائے تو عدل و انصاف کے خلاف نہ ہوگا ۔ لیکن سڑکوں اور شاہراہوں سے جن لوگوں کو براہ راست فائدہ پہنچتا ہے وہ لوگ ہیں جو ان پر سفر کرتے ہیں اور اپنا مال لاتے لے جاتے ہیں یا ان لوگوں کو پہنچتا ہے جو اس مال کو صرف کرتے ہیں ۔ انگلستان میں شاہراہوں پر محصول عائد ہے ۔ اسی طرح اور ملکوں میں بھی اسی قسم کا

محصول ہے۔ اس کو کوڑی کہتے ہیں۔ یہ محصول صرف ان لوگوں پر لگایا جاتا ہے جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قوم کے محصولات عامہ ایک معتدبہ بار سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

تعلیم اور امور دین کے مصارف کا بار تمام قوم پر ڈالا جا سکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ فیس وصول کی جائے اور قوم سے چندہ وصول کیا جائے۔

تعلیمی اور دینی اداروں پر جو کچھ صرف کیا جاتا ہے وہ بھی تمام قوم کے لئے مفید اور سود مند ہوتا ہے اس لئے اگر اس کا بار تمام قوم پر ڈال دیا جائے تو بھی انصاف کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن یہ بار اگر تمام و کمال ان لوگوں پر ڈال دیا جائے جو براہ راست اور بلا واسطہ ان سے نفع اندوز ہوتے ہیں تو زیادہ موزوں ہوگا اور مفید صورت یہ ہے کہ یہ خرچ قوم کے چندہ سے چلایا جائے۔ خاص طور پر ان لوگوں سے اس کے لئے چندہ لیا جائے جو تعلیم کی اہمیت کو سمجھتے ہیں یا امور دین کی ضرورت کا احساس کرتے ہیں۔

اگر ان اداروں کے محاصل میں کوئی کمی رہ جائے جو کل قوم کے لئے مفید ہیں تو اس کا بار تمام قوم پر ڈال دیا جائے اور کل قوم کے چندے سے اس کی تلافی کی جائے۔

امور عامہ کے بعض ادارات ایسے ہیں کہ کل قوم کے لئے مفید اور سود مند ہیں۔ ان کے رکھ رکھاؤ کا بار اول تو ان لوگوں پر ہونا چاہئے جو ان سے براہ راست فائدہ اٹھاتے ہیں اور اگر یہ لوگ ان کے رکھ رکھاؤ کا بار نہ اٹھا سکیں یا پوری طرح اور بوجۂ احسن نہ اٹھا سکیں تو بار تمام قوم پر ڈالا جائے اور کل قوم کے چندے سے یہ کام چلایا جائے۔ قوم کے محاصل عامہ پر

صرف ریاست کے دفاع و تحفظ کا بار ڈالا جائے یا اس میں
سے وہ اخراجات نکالے جائیں جو تاجداران ممالک اور صدر
اعلیٰ حضرات کے وقار کے تحفظ پر کئے جائیں۔ ان کے
محاصل و مداخل کے اکثر شعبوں میں جو کمی واقع ہو جاتی
ھے وہ بھی انھیں محاصل عامہ میں سے پوری کی جائے۔
محاصل عامہ کے چند ذرائع ھیں۔ ان پر باب آیندہ میں روشنی
ڈالی جائے گی۔

باب دوم

قوم کے محاصل عامه کے ذرائع

محاصل قومی کے دو ذریعے ہیں - (۱) جاگیر شاہی (۲) محصول ملک -

محاصل و مداخل کی علت غائی تو یہ ہے کہ ان کو ریاست کے دفاع و تحفظ پر صرف کیا جائے اور ان کے تاجدار و صدر اعلیٰ حضرات کے وقار کے تحفظ کا اہتمام کیا جائے۔ ان کے علاوہ حکومت کے انتظام و انصرام کے اور اخراجات بھی انھیں میں سے نکالے جائیں اس لئے کہ اکثر مصارف ایسے بھی ہوتے ھیں کہ دستور ریاست میں ان کے لئے کوئی خاص ذریعہ مخصوص نہیں ھوتا ۔ اس قبیل کے اخراجات اول تو ان ذرائع میں سے نکلنے چاھئیں جو تاجدار ملک یا دولت مشترکہ سے منسوب ھوں یعنی ان کا محاصل رعیت سے کچھ تعلق نہ ھو دوسرے یہ محاصل رعایا سے وصول کئے جائیں -

حصہ اول

ذرائع محاصل منسوب به تاجدار و دولت مشترکه

جائداد کی دو قسمیں ھیں (۱) سرمایه (۲) اراضی -

وہ ذخائر اور ذرائع محاصل جو تاجدار سے یا دولت مشترکہ سے مخصوص ھوتے ھیں دو قسم کے ھوتے ھیں (۱) سرمایه (۲) اراضی -

محاصل سرمایہ منافع ہوتا ہے یا سود۔

تاجداران ریاست ان سے محاصل وصول کرتے ہیں۔ اس کے لئے یا تو وہ ان سے بطور خود کام لیتے ہیں یا ان کو لگان پر دیتے ہیں۔ اس باب میں والیان ریاست اور دیگر مالکان اراضی میں کچھ فرق نہیں ہے ایک صورت میں اس کے محاصل کا نام منافع ہے دوسری صورت میں اس کا نام سود ہے۔

امرائے تاتار اور رؤسائے عرب گلوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

امرائے تاتار اور سرداران عرب جو کچھ حاصل کرتے ہیں اس کا تمام فائدہ جانوروں کے دودھ اور بچوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ امراء و سردار ان کا انتظام و انصرام اپنے ہاتھ میں رکھتے اور ان کی نگرانی خود کرتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے گلوں کے گلہ بان اور اپنے قبائل کے پاسبان آپ ہوتے ہیں۔ یہ حکومت ملکی کی نہایت ابتدائی اور غیر ترقی یافتہ صورت ہے۔ یہ امر اس قبیل کی شخصی صورت میں ممکن ہے کہ منافع محاصل عامہ کا بڑا حصہ ہے۔

ہمبرگ میں شراب فروشی اور دوا فروشی کی دکانوں سے اور اکثر ریاستوں کو بنک سے فائدہ پہنچتا ہے۔

کبھی کبھی چھوٹی ریاستیں تجارت اور سوداگری کے ذریعے معتد بہ محاصل حاصل کر لیتی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جمہوریہ ہیمبرگ شراب کی آمدنی سے ایسا کرتی تھی۔ اس نے شراب فروشی اور دوا

فروشی کے لئے سرکاری ۱ دکان کھول رکھی تھی - وہ ریاست بڑی نہیں ہو سکتی جس کے تاجدار کو اس قدر فرصت مل سکے کہ وہ شراب فروشی اور دوا فروشی کی دکان کا انتظام کر سکے - سرکاری بنکوں سے جو منافع ہوتا ہے وہ اکثر مقتدر ریاستوں کے لئے محاصل و مداخل کا معتدبہ ذریعہ ہوتا ہے یہ منافع نہ صرف ہیمبرگ کے لئے ذریعۂ محاصل تھا بلکہ ریاست وینس اور ریاست ایمسٹرڈم کے لئے سرچشمۂ مداخل تھا - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ذریعہ محاصل اس قابل ہے کہ سلطنت برطانیہ بھی اس کو نظر انداز نہیں کر سکتی '

---

۱ ملاحظہ ہو یادداشت و اجبات و محصولات - در یورپ - جلد اول - صفحہ ۳۷ - فرانس کی مالی حالت کی اصلاح و ترمیم کے لئے اور موزوں اور مناسب تجویزیں پیش کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا - یہ کمیشن اس کام میں کئی سال تک مصروف رہا تھا - یہ یادداشت دربار فرانس کے حکم سے اس کمیشن کے استعمال کے لئے تیار کی گئی تھی - محصولات فرانس کا حال چوبندی صفحات کی تین جلدوں میں لکھا گیا ہے - خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بیان بالکل صحیح اور درست ہے- دیگر اقوام یورپ کے محصولات کا بیان ایسے ذرائع معلومات سے قلمبند کیا گیا ہے جو وزراء فرانس مختلف قوموں کے درباروں سے حاصل کر سکتے تھے - یہ بیان نہایت مختصر ہے اور غالباً اس قدر زیادہ صحیح اور درست بھی نہیں ہے- جس قدر فرانسیسی محصولات کا بیان ہے - اس کے مصنف کا نام '' موریردی بیومان '' ہے - یہ کتاب پیرس میں ۱۶۶۸ اور ۱۶۶۹ء میں شائع ہوئی تھی اس کی چوبندی صفحے کی چار جلدیں ہیں - ڈاکٹر آدم اسمتھ کو اس کی ایک جلد ٹرگوٹ کی وساطت سے حاصل ہوئی تھی - ڈاکٹر موصوف کے نزدیک یہ تصنیف نہایت گراں قدر تھی - وہ اس کو شاذ و نایاب سمجھتے تھے - ملاحظہ ہو فہرست بونار - صفحہ ۱۰ -

حالانکہ برطانیہ ایک وسیع اور مقتدر سلطنت ہے۔ اگر انگلستانی بنک کے معمولی مقسوم کی شرح ساڑھے پانچ فیصدی شمار کی جائے اور اس کا راس المال ایک کروڑ سات لاکھ اسی ہزار تسلیم کیا جائے تو ادائے اخراجات کے بعد خالص منافعہ پانچ لاکھ بانوے ہزار نو سو پونڈ ہوتا ہے۔ اس امر کا ادعا کیا جاتا ہے کہ حکومت اس راس المال کو تین فیصدی سالانہ سود پر قرض لے سکتی ہے اور اگر اس کے انتظام و انصرام کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لے تو اس کو دو لاکھ انہتر ہزار پانسو پونڈ سالانہ منافعہ ہو سکتا ہے۔ ریاست وینس اور ریاست ایمسٹرڈم کے انتظام و انصرام کی زمام ایسے شریف بزرگوں کے ہاتھ میں تھی جو باضابطہ، ہوشیار اور کفایت شعار تھے اور تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کے تجارتی امور کے انصرام کے لئے ایسے ہی بزرگوں کی ضرورت ہے۔ حکومت انگلستان میں کتنی ہی خوبیاں کیوں نہ ہوں لیکن جز رسی اور کفایت شعاری اس میں کبھی نہیں ہوئی۔ زمانہ امن و امان میں یہ حکومت سستی، کاہلی، تبذیر اور فضول خرچی کی طرف مائل رہتی اور غفلت و بے پروائی کا ارتکاب کرتی ہے اور شخصی سلطنتوں کا خاصہ یہی ہے اور زمانہ جنگ میں ہمیشہ بے سوچے سمجھے کام کرتی اور بے قیاس و بے اندازہ خرچ کرتی ہے اس لئے کہ جمہوری ریاستوں کی ذات میں یہ مضمر ہے کہ حد جائز سے تجاوز کر جائیں۔ یہ امر نہایت مشکوک و مشتبہ ہے کہ حکومت انگلستان اس قسم کے تجارتی امور کے انتظام و انصرام سے عہدہ برآ ہو سکے گی کہ نہیں؟

اور ڈاکخانوں سے۔

محکمہ بوسطہ حقیقت میں ایک تجارتی محکمہ ہے۔ حکومت پیشگی خرچ کرتی اور مختلف دفتر قائم کر دیتی ہے۔ حکومت گھوڑے اور گاڑیاں خریدتی یا کرائے پر لے لیتی ہے اور جو چیزیں ان پر لائی اور لے جائی جاتی ہیں ان پر محصول لگا دیتی ہے اور اس سے بہت کچھ منافعہ حاصل کر لیتی ہے۔ یقین ہے کہ شاید یہی محکمہ ایسا ہے جس کا انتظام و انصرام حکومتیں بوجہ احسن کر سکتی ہیں۔ جو سرمایہ اس میں پیشگی لگایا جاتا ہے وہ کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ اس کار و بار میں نہ کوئی پردہ ہے اور نہ کوئی بات صیغۂ راز میں ہوتی ہے۔ اس کی بازیابی یقینی اور فوری ہوتی ہے۔

لیکن والیان ریاست عام طور پر تجارت میں کامیاب نہیں ہوتے۔

کبھی کبھی والیان ریاست کو بھی اس امر کی ضرورت پیش آتی ہے کہ اپنی حالت کی اصلاح و درستی کریں اور تجارت کی عام شاخوں میں قسمت آزمائی فرمائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے یہ لوگ عامۃ الناس کی مانند انہاک و استغراق کے لئے رضامند ہوتے ہیں لیکن والیان ریاست عموماً ان امور میں کامیاب اور فائزالمرام نہیں ہوتے۔ والیان ریاست انصرام مہمات میں ہمیشہ افراط و تبذیر کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ تجارت میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ والیان ریاست کے کارندے اپنے آقا کی دولت کو لازوال سمجھتے ہیں۔ ان کو اس امر کا بالکل خیال نہیں ہوتا کہ وہ کیا چیز کس نرخ سے خریدتے اور کس شرح سے بیچتے

ہیں - اسی طرح ان کو اس کی بھی پروا نہیں ہوتی کہ بار برداری اور نقل و حمل پر کیا صرف ہوتا ہے - اکثر اوقات یہ کارندے بھی اپنے انداز ماند و بود میں اسی افراط و تبذیر کا ثبوت دیتے ہیں جو ان کے آقاؤں کا طبعی خاصہ ہے اور کبھی کبھی تو افراط و تبذیر کے باوجود بھی اس قدر دولت فراہم کر لیتے ہیں کہ والیان ریاست کی شان کے شایاں ہوتی ہے - میکاویل کا بیان ہے کہ لورینزو ساکن میڈیسی کے کارندے تجارت میں مصروف تھے - یہ والئے ریاست خود کچھ کم قابل و مستعد نہ تھا - جمہوریہ فلورینس کو بارہا اس امر پر مجبور ہونا پڑا کہ ان قرضہ جات کو بے باق کرے جو اس کے کارندوں نے اپنی افراط و تبذیر کی وجہ سے ریاست کے ذمے کر دئے تھے - اس والئے ریاست کو سہولت اور آسانی اس امر میں محسوس ہوئی کہ تجارت اور سوداگری کو خیر باد کہے اور اپنی حیات کے باقی ماندہ اخیر حصے کو ان امور کے انتظام اور انصرام میں بسر کرے جو اس کی شان کے زیادہ شایاں ہو اور اپنی دولت کے باقی ماندہ حصے کو اور ریاست کے مداخل و محاصل کو ان کاموں میں لگائے جو اس کے مرتبے کے زیادہ لائق ہوں اگرچہ اس والئے ریاست کے خاندان کی دولت و ثروت کا راز اسی تجارت و سوداگری میں مضمر تھا - ۱

یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں -

تاجر اور تاجدار دو مختلف شخص ہیں - دونوں کے کردار میں جس قدر اختلاف ہے اس قدر اختلاف اور شخصوں کے کردار میں نہیں ہوتا - انگلستان کی شرق الہندی کمپنی پر تجارتی

---

۱ ملاحظہ ہو تاریخ فلورینس - جلد ہشتم -

خیالات کا غلبہ تھا۔ یہی باعث ہے کہ اس کے ارکان نہایت خراب حکمران تھے اور چونکہ ان کو حکمرانی بھی نصیب ہو گئی تھی اس لئے تجارت اور سوداگری کے اعتبار سے بھی وہ ناکام و نامراد ثابت ہوئے۔ جب تک اس کمپنی کے ارکان نرے سوداگر ہی سوداگر رہے یہ لوگ امور تجارت کو بہ خوبی انجام دیتے رہے اور تجارت کے نفع میں سے کمپنی کے حصے داروں کو ان کے سرمائے پر معتدل اور معقول مقسوم ادا کرتے رہے۔ لیکن جب یہ تاجر تاجدار بن گئے تو اس امر پر مجبور ہو گئے کہ حکومت سے غیر معمولی اعانت و امداد کی درخواست کریں تاکہ یہ دیوالے سے بچ سکیں حالانکہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدا ابتدا میں ان کے محاصل و مداخل تیس لاکھ پونڈ طلائی تھے۔[۱] پہلی حیثیت میں یہ لوگ اپنے آپ کو تاجروں کے محرر سمجھتے تھے۔ دوسری حیثیت میں یہ لوگ اپنے آپ کو والیان ریاست کے وزیر سمجھنے لگے تھے۔

زر خزانہ رعایا کو بہ طریق قرض دیا جا سکتا ہے اور غیر ملکی ریاستوں کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

یہ امر بھی حیز امکان میں ہے کہ ایک ریاست اپنی رعایا کو قرضہ دے اور ان سے سود بھی وصول کرے۔ یہ سود بھی مداخل عامہ کا ایک جزو ہوتا ہے۔ اسی طرح بادشاہ سرمائے سے منافع حاصل کرسکتا ہے۔ والیان ریاست کے پاس ایک خزانہ جمع ہوتا ہے اور ان کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اس خزانے کا ایک حصہ غیر

---

۱ ملاحظہ ہو دفتر پنجم کا پہلا باب۔ مگر یہ تفصیلات ایک ایسی عبارت سے ماخوذ ہیں جو طبع سوم میں سب سے پہلے درج کی گئی تھی۔

ملکی ریاستوں کو قرض دے دیں یا اس کو خود اپنی رعایا کو سود پر دے دیں۔

برن غیر ملکی ریاستوں کو قرضہ دیتی ہے۔

جمہوریہ برن اپنے خزانے کا ایک معتدبہ حصہ غیر ملکی ریاستوں کو بطریق قرضہ دیتی اور اس ذریعے سے بہت مداخل و محاصل پیدا کر لیتی ہے۔ جمہوریہ مذکور اس زر خزانہ کو مختلف مقروض و مدیون اقوام یورپ کے سرکاری ذخائر میں تحویل کر دیتی ہے۔ ان مدیون اقوام میں فرانس اور انگلستان خاص طور پر ممتاز ہیں۔[۱] ان مداخل و محاصل کی سلامتی کا انحصار ان ذخائر کی سلامتی پر ہے جن میں یہ تحویل کئے جاتے ہیں یا اس کا دارومدار اس ملک کی نیک نیتی پر ہوتا ہے، جو ان کے انتظام و انصرام کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کا بہت کچھ انحصار اس امر کے یقین و احتمال پر بھی ہوتا ہے کہ مقروض و مدیون قوموں سے صلح اور آشتی رہے گی۔ جب جنگ چھڑ جاتی ہے تو مقروض قوم کی طرف سے جو معاندانہ کارروائیاں کی جاتی ہیں ان میں سب سے پہلے یہ ہوتی ہے کہ دائن کا زر قرضہ ضبط کر لیا جاتا ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے غیر ملکی ریاستوں کو قرض دینے کا یہ رویہ صرف جمہوریہ برن کے ساتھ مخصوص ہے۔

ہیمبرگ نے ایک رہن خانہ قائم کر رکھا ہے۔

شہر ہیمبرگ میں ایک سرکاری رہن خانہ قائم ہے۔ یہ رہن خانہ اہل شہر کو چھ فیصدی شرح سود پر قرضہ

---

[۱] ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر پنجم کے پہلے باب کا تیسرا حصہ۔

دیتا اور چیزیں رهن رکھ لیتا هے ۱ اس رهن خانے کا نام لومبارڈ هے - بیان کیا جاتا هے که اس سے ریاست کو ڈیڑھ لاکھ کراؤن سالانه کی آمدنی هے جو ساڑھے چار شلنگ فی کراؤن کے حساب سے تینتیس هزار سات سو پچاس پونڈ طلائی هوتے هیں -

حکومت پین سلوانیه اراضی کی کفالت پر زر کاغذ دیتی تھی -

حکومت پین سلوانیه نے قرضه دینے کا ایک طریقه ایجاد کر لیا حالانکه اس کے پاس خزانه جمع نه تھا - یه زر نقد نه تھا مگر زر نقد کے برابر ضرور تھا - یه حکومت افراد رعایا کو سود پر زر کاغذ دیتی تھی اور اس سے دوچند مالیت کی زمین رهن رکھ لیتی تھی - یه کاغذی هنڈیاں تاریخ رهن سے پندره سال بعد سکاری جاتی تھیں اور اگر اس سے پہلے ان کے سکارنے کی ضرورت پیش آتی تھی تو بنک کے نوٹوں کی مانند دست بدست چلائی جا سکتی تھیں اور مقننۂ پین سلوانیه کے قانون کی رو سے یه هنڈیاں افراد رعایا کے درمیان لین دین کے لئے زر قانونی کا حکم رکھتی تھیں - اس ریاست کا سالانه خرچ ساڑھے چار هزار پونڈ تھا - اس سالانه خرچ کا ایک معقول حصه اس آمدنی سے نکل آتا تھا جو ان هنڈیوں کے سود سے حاصل هوتی تھی - یه ریاست جزرس اور کفایت شعار تھی اور قاعدے اور قرینے سے خرچ کرتی تھی اس لئے اس مختصر سی رقم میں سے وه اپنا سالانه خرچ پورا کر لیتی تھی - اس قبیل کے منصوبوں کی کامیابی کے لئے تین شرطوں کا موجود هونا ضروری تھا اول تو یه که زروسیم

۱ ملاحظه هو - یادداشت و واجبات و محصولات در یورپ جلد اول صفحه نمبر۳۷ -

کے علاوہ کسی اور آلۂ تجارت کی ضرورت محسوس ہوتی ہو اور اس کی مانگ بھی ہو یا قابل صرف مال کی مقدار کثیر کی ضرورت ہو اور اس کے حصول کےلئے زروسیم کی مقدار کثیر کا باھر بھیجنا لازم ہو اور اس کے سوا چارۂ کار نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اس حکومت کا اعتبار قائم ہو، اس کی ساکھ بندھی ہو جو اس قسم کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا چاھتی ہو۔ تیسرے یہ کہ اس کے استعمال میں اعتدال اور میانہ روی کو ملحوظ رکھا جائے اور اس کی ھنڈیوں کے زر کاغذ کی مقدار اس زر نقد سے متجاوز نہ ہونے پائے جو اس کو دور و گردش میں رکھنے کے لئے ضروری ہو، اس لئے کہ زر کاغذ صرف زر نقد کی عدم موجودگی میں اس کی قائم مقامی کر سکتا ھے۔ یہی ترکیب ھے کہ مختلف موقعوں پر امریکہ کی مختلف نوآبادیات نے اختیار کی تھی مگر اعتدال سے قائم نہ رکھ سکیں اس لئے ان میں سے اکثر نو آبادیات میں اس سے زیادہ بد نظمی اور بے ترتیبی پیدا ہو گئی تھی جتنی سہولت اور آسانی کی توقع تھی۔

اس قسم کے ذرائع سے بہت زیادہ محاصل و مداخل کی توقع نہیں ہوتی۔

اگر سرمایہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے فنا پذیر ہوتا ھے اور اعتبار ایک حالت پر قائم نہیں رہتا تو اس قسم کی کاغذی ھنڈیاں ساقط الاعتبار ہوتی ھیں اور ان سے یقینی مستقل اور دائمی مداخل و محاصل کی توقعات وابستہ نہیں رھتیں اور حکومت کی سلامتی اور ریاست کی شان کا انحصار انھیں امور پر ھے۔ معلوم ہوتا ھے کہ کسی بڑی قوم کی حکومت کو جو چوپانی کی منزل سے گذر چکی ہو اس ذریعے سے کبھی معتدبہ آمدنی نہیں ہوتی۔

محاصل اراضی بہت زیادہ اہم اور مقتدر ہوتے ہیں۔

زمین اپنی نوعیت میں غیر متغیر، مستقل اور ابد قرار ہے۔ جو قومیں چوپانی کی منزل سے گزر کر تہذیب و تمدن کی حد تک پہنچ چکی ہیں، ان تمام قوموں کی مستقل آمدنی میں لگان اراضی کو سب سے اعلیٰ درجہ حاصل ہے۔ زمین کی پیداوار اور لگان اراضی سے اطالی اور یونانی جمہوری ریاستوں کو عرصۂ دراز تک اس قدر آمدنی رہی ہے کہ اس میں سے دولت مشترکہ کے تمام سالانہ اخراجات کا بیشتر حصہ نکل آتا تھا۔ ایام قدیم میں تاجداران یورپ کی آمدنی میں سب سے زیادہ حصہ اسی لگان کا ہوتا تھا، جو شاہی اراضیات سے حاصل ہوتا تھا۔

خصوصاً اس صورت میں کہ اخراجات جنگ بہت کم تھے، جیسے قدیم زمانے میں یونان اور اطالیہ میں

دور حاضر میں دنیا کی بڑی بڑی قوموں کو جن حالتوں میں بہت زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے وہ یا تو حالت جنگ ہے یا وہ حالت ہے جس میں جنگ کی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ ایام قدیم میں یونان اور اطالیہ کے تمام باشندے سپاہی ہوتے تھے۔ یہ لوگ اپنے خرچ پر جنگ کی تیاری کرتے اور خود اپنے ہی خرچ سے جنگ کرتے تھے۔ اس زمانے میں ریاست پر ان دونوں حالتوں میں سے کسی حالت کا بار بھی ضرورت سے زیادہ نہ پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ ریاست کے اور اخراجات جو کچھ ہوتے تھے ان کے لئے زرعی جاگیر کی آمدنی پوری طرح کافی ہو جاتی تھی۔

جاگیردارانہ دور میں تمام اخراجات کم تھے۔

ایام قدیم میں یورپ کی سلطنتوں میں اس دور کے رسوم و رواج کا احترام کیا جاتا تھا اور رعایا کے بیشتر حصے کو فنون جنگ سے

آراستہ کیا جاتا تھا۔ جب یہ لوگ میدان کار زار میں در آتے تھے تو اپنا خرچ آپ آٹھاتے تھے یا ان کے بالواسطہ آقا یہ خرچ اپنے ذمہ لیتے تھے اس لئے کہ جاگیردارانہ نظام میں عام طور پر یہی رواج کار فرما ہوتا تھا۔ بہر کیف حالت جنگ میں تاجداران ممالک پر کسی قسم کا مزید بار نہ پڑتا تھا۔ ان میں سے اکثر سلطنتیں ایسی تھیں کہ ان کے دیگر اخراجات نہایت کم تھے اور کسی حد پر بھی حد اعتدال سے متجاوز نہ تھے۔ یہ امر قبل از ایں معرض اظہار میں آچکا ہے کہ انصرام عدالت پر کچھ صرف نہ ہوتا تھا بلکہ یہ سر چشمہ محاصل تھا۔ مزدوروں سے تین دن فصل سے پہلے اور تین دن فصل کے بعد کام لیا جاتا تھا۔ یہ کام سڑکوں اور پلوں کے بنانے اور ان کے رکھ رکھاؤ کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی امور عامہ تھے کہ تجارت اور سوداگری کے فروغ کے لئے ضروری تھے۔ یہ چھ روزہ کام ان تمام کے رکھ رکھاؤ کے لئے کافی ذخیرہ متصور ہوتا تھا۔ آج کل معلوم ہوتا ہے کہ تاجداران ممالک کے ذمہ جو مصارف ہیں ان میں بڑا حصہ ان کے خاندان کے رکھ رکھاؤ اور ان کے اہل بیت کی پرورش کے اخراجات کا ہے۔ اس دور میں تاجداران ممالک کے خانگی ملازم ریاست کے افسران اعلیٰ بھی ہوتے تھے۔ امیر خزانہ تحصیل لگانات کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ امیر توشہ خانہ اور میر سامان مصارف خانہ کی نگرانی کرتے تھے۔ میر آخور اور میر توزک اس کے طویلوں اور اصطبلوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ ان کے مکانات قلعے ہوتے تھے اور معلوم ہوتا ہے یہی ان کے گڑھ تھے۔ ان گھروں کے

محافظ اور نگران کوٹ وال یا قلعے دار گنے جاتے تھے - یہی فوجی گورنر تھے کہ دوران امن میں رکھے جاتے تھے ان کے علاوہ کسی اور فوجی افسر کی خدمات کی ضرورت نہ سمجھی جاتی تھی - اندر ایں حالات زرعی جائداد سے جو لگان حاصل ہوتا تھا وہ معمولی حالت میں حکومت کے ضروری اخراجات کے لئے کافی ہوتا تھا -

موجودہ حالات میں تمام ملک کا لگان حکومت کے معمولی اخراجات کے لئے کافی نہیں ہوتا -

اس زمانے میں یورپ کی اکثر مہذب اور متمدن سلطنتوں میں حالات کچھ اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ تمام اراضیات کے لگان بھی معمولی محاصل کے برابر نہیں ہوتے جو تاجداران ممالک دوران امن میں رعایا سے وصول کرتے ہیں اگرچہ ان کے انتظام و انصرام میں اس قدر احتیاط برتی جاتی ہے جتنی اس وقت برتی جاتی جس وقت یہ تمام اراضیات ایک شخص واحد کے قبضہ و تصرف میں ہوتیں - مثلاً برطانیہ کے معمولی محاصل ایک کروڑ پونڈ سالانہ سے زیادہ ہیں اس میں وہ رقوم بھی شامل ہیں جو سال بھر کے اخراجات کے لئے ضروری ہیں اور وہ رقوم بھی ہیں جو قرضہ جات کے سود کی ادائیگی کے لئے لازم ہیں اور انھیں رقوم میں وہ رقوم بھی شامل ہیں جو ذخیرہ ادائی کے لئے مخصوص ہوتی ہیں - اگرچہ محصول زمین کی شرح چار شلنگ فی پونڈ ہے ، لیکن یہ محصول بیس لاکھ پونڈ سالانہ سے کم ثابت ہوتا ہے - خیال کیا جاتا ہے کہ یہ محصول نہ صرف تمام لگان اراضی کا پانچواں حصہ ہے بلکہ سکنی جائداد کی آمدنی کا بھی اور برطانیہ کے راس المال یا سرمایہ سے جو کچھ سود وصول ہوتا ہے وہ بھی سب شامل ہے - اس سے صرف وہ حصہ

مستثنیٰ ہے جو عامة الناس کو بطریق قرض دیا جاتا ہے یا
کاشت اراضی میں زراعت کا رانہ سرمایہ کی حیثیت سے لگایا جاتا ہے۔ اس
محصول سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس کا ایک معتدبہ حصہ کرایہ
مکانات کی صورت میں اور راس المال کے سود کی صورت میں وصول
ہوتا ہے مثلاً شہر لندن کا محصول زمین چار شلنگ فی پونڈ کی شرح سے
وصول کیا جاتا ہے۔ اس کی مالیت ایک لاکھ تیئیس ہزار تین سو ننانوے
پونڈ چھ شلنگ اور سات پنس ہے۔ اسی طرح شہر ویسٹ منسٹر
کے محصول زمین کی مقدار تریسٹھ ہزار بانوے پونڈ ایک شلنگ اور
پانچ پنس ہے۔ قصر وائٹ ہال اور قصر سینٹ جیمس کی زمینوں کے
محصولات تیس ہزار سات سو چون پونڈ چھ شلنگ اور تین پنس ہے۔[۱]
اس شرح تناسب سے سلطنت برطانیہ کے اور شہروں اور شخصائی
قصبوں میں زمین پر محصول لگایا گیا ہے۔ یہ محصول تمام و کمال
کرایہ مکانات سے حاصل کیا جاتا ہے یا تجارتی سرمایہ کے سود سے
حاصل کیا جاتا ہے۔ لہذا اس تخمینے کی رو سے جس سے برطانیہ
میں محصولات عامہ لئے جاتے ہیں ان تمام مداخل کی کل مقدار جو
محصول اراضی سے حاصل ہوتے ہیں ایک کروڑ پونڈ سالانہ سے
زیادہ نہیں ہے۔ اسی میں مکانات کا کرایہ اور تجارتی سرمایہ کا سود
بھی شامل ہے۔ البتہ وہ حصہ اس سے مستثنیٰ ہے جو عامة الناس
کو قرض دیا جاتا ہے۔ یا کاشت اراضی پر لگایا جاتا ہے اور یہ وہ
محصول ہے جو حکومتیں عام طور پر دوران امن میں رعایا پر لگاتی
ہیں۔ جس شرح سے برطانیہ میں محصول اراضی لگایا جاتا ہے وہ
بلا شبہ تمام مملکت کی اوسط کے اعتبار سے اصلی مالیت سے بہت کم ہے۔

---

۱ یہ اعداد قوانین محصول اراضی سے ماخوذ ہیں۔

اگرچہ خاص علاقے اور ضلعے ایسے بھی ھیں جہاں محصول اراضی اور اصلی مالیت میں مساوات ھوتی ھے۔ بعض لوگوں کا تخمینہ ھے کہ ایک کروڑ پونڈ سالانہ صرف محصول اراضی کی مالیت ھے۔ اس میں مکانات کا کرایہ اور تجارتی سرمایہ کا سود شامل نہیں ھے۔ یہ تخمینہ بھی بڑی حد تک یونہی بے سروپا ھے اور اس میں بھی نشیب و فراز کا احتمال اور افراط و تفریط کا اندیشہ ھے۔ [1]

لیکن جب تمام ملک کی اراضی ریاست کے تحت و تصرف میں ھوتی ھے تو اس کے لگان میں کمی پڑ جاتی ھے کیونکہ ریاست کفایت شعار نہیں ھوتی۔

لیکن جب برطانیہ کی تمام اراضیات سے کاشتکاری کی موجودہ حالت میں دو کروڑ سالانہ سے زیادہ آمدنی نہیں ھوتی تو اگر ایسی اراضیات ایک واحد مالک کے قبضے میں ھوں، ان سے اس سے آدھی بلکہ ایک چوتھائی آمدنی بھی نہیں ھو سکتی۔ اس لئے کہ بڑے زمینداروں کے کارندے سست اور کاھل ھوتے ھیں اور فضول خرچ اور ظالم ھوتے ھیں اور انصرام امور میں جبر و تشدد سے کام لیتے ھیں۔ تاجدار برطانیہ کو اس وقت جو محاصل شاھی اراضیات سے حاصل ھوتے ھیں وہ اس لگان کے ایک چوتھائی حصے کے بھی برابر نہیں ھوتے جو اس وقت حاصل ھو سکتے جس وقت یہ اراضیات نجی مالکوں کے تحت و تصرف میں ھوتیں اور اگر یہ شاھی اراضیات اس سے بھی وسیع ھوتیں تو ان کے انصرام و انتظام میں اور بھی زیادہ ابتری رونما ھوتی۔

[1] ان تخمینہ جات کے متعلق سررابرٹ گفن نے ایک کتاب لکھی ھے جس کا نام ھے ترقی راس المال۔ یہ کتاب ۱۸۸۹ میں طبع ھوئی۔ ملاحظہ ھو صفحات ۸۹ اور ۹۰۔

اور محاصل عامہ میں اور
بھی زیادہ کمی پڑ جاتی -

عامۃ الناس کی جماعت کثیر کو جو کچھ
آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ زمین سے ہوتی
ہے - اس میں اور زمین کی پیداوار میں ایک خاص نسبت ہوتی ہے -
اس میں اور لگان میں کوئی نسبت نہیں ہوتی - ہر ملک کی اراضیات
کی سالانہ پیداوار ہر سال خرچ ہو جاتی ہے یا اس کے مبادلے میں
کچھ اور سامان لے لیا جاتا ہے جو لوگوں کے کام آتا ہے - صرف
پیداوار کا وہ حصہ اس سے مستثنیٰ ہے جو بیج کے لئے رکھ لیا جاتا
ہے - کبھی کبھی حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیداوار اراضی
اس حد تک ترقی نہیں کرتی جس حد تک ہونی چاہئے - انہیں حالات سے
یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ قوم کی جماعت کثیر کی آمدنی میں بھی
اس حد تک ترقی نہیں ہوتی جس حد تک ہونی چاہئے - اس سے بھی
زیادہ یہ ہوتا ہے کہ مالکان اراضی کی آمدنی بھی اتنی نہیں ہوتی جتنی
ہونی چاہئے - لگان اراضی پیداوار اراضی کا وہ جزو ہے جو زمیندار کا
حصہ گنا جاتا ہے - یہ حصہ تمام انگلستان میں کہیں بھی ایک تہائی
سے زیادہ نہیں ہے - فرض کیجئے کہ ایک قطعۂ اراضی ہے کہ کاشت کی
ایک حالت میں اس سے ایک کڑور پونڈ طلائی کا لگان حاصل ہوتا ہے -
وہی قطعہ ہے کہ کاشت کی دوسری حالت میں اس سے دو کروڑ
پونڈ سالانہ لگان حاصل ہو سکتا ہے - ان دونوں حالتوں میں یہ امر
فرض کر لیا گیا ہے کہ لگان اراضی کی کل پیداوار اراضی کا ایک
تہائی جزو ہے - اس صورت میں مالکان اراضی کی آمدنی اس سے کم
ہوگی جتنی ایک کروڑ پونڈ سالانہ کی صورت میں ہوتی لیکن قوم
کی جماعت کثیر کی آمدنی اس سے کم ہوگی جتنی تین کڑور پونڈ
سالانہ کی صورت میں ہوتی ، اس میں سے صرف وہ مقدار قابل منہائی
ہے جو بیج کے لئے ضروری ہوتی ہے - اس صورت میں ملک کی آبادی

بھی کم ہوگی اور اتنی کم ہوگی جتنی تین کڑور پونڈ سالانہ کی آمدنی پر بسر کر سکتی ہے اور اس طریق ماند و بود اور شرح خرچ کے مطابق بسر کرتی ہے جو اس وقت لوگوں کے مختلف طبقات میں رائج ہوں جن میں باقیماندہ پیداوار اس مقدار کی منہائی کے بعد تقسیم کی گئی ہو جو بیج کے لئے ضروری خیال کی جاتی ہو۔

شاہی اراضیات کی فروخت سے رعایا اور تاجدار دونوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

عہد حاضر میں یورپ میں کوئی مہذب اور متمدن ریاست ایسی نہیں ہے کہ جس کے مداخل و محاصل کا بیشتر حصہ ان اراضیات سے حاصل ہوتا ہے جو ریاست کی ملکیت ہوں، لیکن اس کے باوجود بھی یورپ میں کوئی بڑی شخصی سلطنت ایسی نہیں ہے جس کے تاجدار کے قبضے میں بڑے بڑے قطعات اراضی نہ ہوں۔ عام طور پر یہ قطعات جنگل اور بیابان ہوتے ہیں اور جنگل بھی ایسے ہوتے ہیں کہ میلوں تک درختوں کا نام اور پیڑوں کا نشان نہیں ہوتا۔ ان میں نہ کسی قسم کی پیداوار ہوتی ہے نہ یہاں کسی طرح کی آبادی ہوتی ہے۔ پیداوار اور آبادی کے اعتبار سے یہ علاقے بالکل بیکار ہوتے ہیں۔ یورپ کی ہر ایک شخصی سلطنت میں شاہی زمینوں کی فروخت سے رقوم کثیر حاصل ہو سکتی ہیں۔ اگر ان رقوم سے سرکاری قرضہ جات کی ادائیگی کا کام لیا جائے تو محاصل کثیر کا فک الرھن ہوسکتا ہے یعنی اس کے ذریعہ ایسی چیزیں اس سے چھڑائی جا سکتی ہیں۔ جن کی آمدنی ان بنجر زمینوں کی آمدنی سے کہیں زیادہ ہوسکتی ہے۔ کچھ اراضیات نہایت ترقی یافتہ اور مزروعہ ہیں۔ بیع کے وقت ان سے اتنا زیادہ لگان وصول ہوتا ہے جتنا اس دور کے اعتبار سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جب یہ اراضیات فروخت کی جاتی ہیں تو ان کی قیمت ان کی تیس سالہ پیداوار کے برابر ہوتی ہے اور جو زمین غیر

ترقی یافتہ اور غیر مزروعہ ہیں ان کی چالیس سالہ اور پچاس سالہ پیداوار کی قیمت کے برابر ہوتی ہے اور کہیں کہیں تو ساٹھ سالہ پیداوار کی قیمت کے مساوی سمجھی جاتی ہے اس لئے کہ اس قسم کی شاہی اراضیات کا لگان بہت کم ہوتا ہے۔ تاجداران ممالک ان آمدنیوں سے فی الفور حظ اندوز ہو سکتے ہیں جو ان اراضیات کی قیمت سے حاصل ہو سکتی ہیں کیونکہ ان کے ذریعے ان چیزوں کا انفکاک ہو سکتا ہے جن سے بہت زیادہ آمدنی وابستہ ہوتی ہے اور اس امر کا بھی امکان ہو جاتا ہے کہ چند سال کے دوران میں وہ اور مداخل و محاصل سے حظ اندوز ہونے لگیں۔ جب اراضیات شاہی لوگوں کی ذاتی جائداد بن جاتی ہیں تو ان کی حالت میں ترقی ہونے لگتی ہے اور چند سال کے عرصے میں قابل کاشت بن جاتی ہے۔ جوں جوں ان کی پیداوار بڑھتی ہے ملک کی آبادی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے مصارف میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے مداخل و محاصل میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کے علاوہ تاجداران ممالک کو محصولات چنگی سے بھی آمدنی ہوتی ہے۔ اس میں اسی نسبت سے اضافہ ہوتا ہے جس نسبت سے کل قوم کے مصارف میں اضافہ ہوتا ہے اور اسی نسبت سے مداخل و محاصل شاہی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

> تاجداران ممالک کو اراضیات شاہی سے آمدنی ہوتی ہے۔ اس سے عامۃ الناس پر جس قدر بار پڑتا ہے اس قدر کسی اور سے نہیں پڑتا۔

تمام مہذب و متمدن شخصی سلطنتوں میں تاجداران ممالک کو شاہی اراضیات سے ایک گونہ آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آمدنی کا بار افراد رعایا پر نہیں پڑتا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جس قدر بار معاشرۂ انسانی پر اس سے پڑتا ہے اس قدر کسی اور آمدنی سے نہیں پڑتا جو مقدار میں اس کے برابر ہو۔ اندریں

حالات معاشرۂ انسانی کی فلاح و بہبود اسی میں ھے کہ تاجداران ممالک کے لئے اس ذریعہ آمدنی کو مسدود کر دیا جائے اور اس کی جگہ کوئی اور ذریعہ پیدا کر دیا جائے جو مقدار میں اس کے برابر ہو اور ان اراضیات کو افراد قوم کے مابین تقسیم کر دیا جائے اور اس مقصد کے حصول کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ھے کہ ان کو نیلام کر دیا جائے۔

تاجداران ممالک کے قبضے میں صرف باغات ہونے چاہئیں ۔

دنیا کی مہذب اور متمدن شخصی سلطنتوں میں جو زمینیں تاجداران ممالک کے قبضے میں ہونی چاہئیں وہ سیر گاہیں ہیں جن سے مقصود بالذات تفریح طبع اور حصول مسرت و انبساط ھے یا دولت و ثروت کا اظہار ھے ۔ اس صنف میں باغات اور گلزار ہیں، تفریح گاہیں اور چمن زار ہیں اس لئے کہ ان کا ہونا خرچ کا سرچشمہ ھے آمدنی کا ذریعہ نہیں ھے ۔

تاجداران ممالک کے مصارف کا بیشتر حصہ محصولات میں سے نکلنا چاہئے ۔

مداخل و محاصل کے دو ذریعے ہیں ایک سرمایہ عامہ اور دوسرا اراضیات عامہ ۔ یہ دونوں تاجداران ممالک سے یا دولت مشترکہ سے مخصوص ہوتے ہیں مگر ان دونوں سے متفقہ طور پر بھی اتنی آمدنی نہیں ہو سکتی کہ کسی بڑی اور مہذب ریاست کے تمام مصارف کی کفیل ہو سکے ۔ اس کمی کی تلافی کے لئے کسی نہ کسی قسم کے محصول کی ضرورت ھے جس سے یہ مصارف نکل آئیں جو ان مصارف کے بیشتر حصے کا کفیل ہو سکیں ۔ اس کے علاوہ عامۃ الناس کو چاہئے کہ اپنی ذاتی آمدنی کا ایک جزو مصارف شاہی کے لئے وقف کر دیں جس میں سے تاجدار ملک یا دولت مشترکہ کے سرکاری اخراجات کا کام چل سکے ۔

حصہ دوم

محصولات

مداخل کی تین شاخیں ہیں : لگان ، منافع اور اجرت ۔ محصول ان میں سے ہر ایک پر لگایا جا سکتا ہے اور متفقہ طور پر بھی عاید کیا جا سکتا ہے ۔

اس کتاب کے دفتر اول میں یہ بات معرض بیان میں آچکی ہے کہ افراد قوم کی ذاتی آمدنی کے بالآخر تین جزو ہیں ۔ ان کے نام ہیں ، لگان ، منافع اور اجرت ۔ جو کچھ محصول لگایا جاتا ہے وہ ان میں سے کسی نہ کسی پر لگایا جاتا ہے یا ان تینوں پر متفقہ طور پر عاید کیا جاتا ہے ۔ اوراق ذیل میں اس امر کی کوشش کی جائے گی کہ محصولات کی ان اقسام اربعہ کا بیان شرح وبسط سے کیا جائے ۔ ان میں سب سے پہلے ان محصولات کا بیان کیا جائے گا جو لگان پر لگائے جاتے ہیں ۔ دوسرا نمبر ان محصولات کا ہوگا جو منافع پر عاید ہونے چاہئیں ۔ اس کے بعد ان محصولات کی باری آئے گی جو اجرت کے لئے واجب ہیں اور سب کے بعد ان محصولات کو بیان کیا جائے گا جو مداخل کی ان اقسام ثلاثہ پر متفقہ طور پر عاید ہونے کے لائق ہیں ۔ محصولات اربعہ کی چار قسموں کے اعتبار سے اس باب کا دوسرا حصہ چار مدات میں منقسم ہوگا اور ان میں سے پہلی تین مدات مختلف شعبوں میں ۔ تقریظ زیر نظر سے معلوم ہوگا کہ اکثر محصولات ہیں کہ بالآخر ان ذخائر یا ان

ذرائع مداخل سے نہیں نکلتے جن سے ان کو از روئے منشائے قانون نکلنا چاہئے -

محصولات عامہ کے اصول اربعہ - | قبل اس کے کہ خاص خاص محاصل کی تنقیح و تنقید کی جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محصولات عامہ کے متعلق مندرجۂ ذیل اصول اربعہ کا تجزیہ کیا جائے -

(۱) مساوات | لازم ہے کہ جملہ افراد رعایا حکومت کے تمام انصرام و انتظام کے مصارف میں حصہ لیں اور جہاں تک حیز امکان میں ہو یہ حصہ ہر فرد اپنی قابلیت و صلاحیت کے تناسب سے لے - چونکہ ریاست کے سایہ عاطفت میں تمام افراد رعایا امن و سکون سے زندگی بسر کرتے اور ایک خاص تناسب سے مداخل و محاصل سے حظ اندوز ہوتے ہیں لہذا اسی تناسب سے ان پر محصول کا بار بھی پڑنا چاہئے - کسی بڑی قوم کے افراد پر حکومت کے اخراجات کا بار ایسا ہی ہونا چاہئے جیسا کسی بڑی جاگیر کے انتظام کے مصارف کا اس کے تمام کاشت کاروں پر مشترکہ طور پر پڑتا ہے - ظاہر ہے کہ ان تمام کاشتکاروں کے مفاد اس جاگیر سے وابستہ ہیں لہذا جس نسبت سے ان کو اس جاگیر سے فائدہ ہوتا ہے اسی نسبت سے وہ محصول دینے پر مجبور ہوتے ہیں - اس اصول پر جس حد تک عمل کیا جاتا ہے محصول لگانے میں اسی حد تک مساوات کا ثبوت دیا جاتا ہے اور جس حد تک اس کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا جاتا ہے اسی حد تک اس باب میں عدم مساوات پیدا ہو جاتی ہے - یہ امر ہمیشہ اور ہر حال میں ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ محصول جو کچھ لگایا جاتا ہے وہ بالآخر مداخل و محاصل کے ذرائع ثلاثہ میں سے کسی نہ کسی

ذریعہ پر لگایا جاتا ہے اور وہ محصول لازمی طور پر عدم مساوات پر مبنی ہوتا ہے اس لئے کہ اس کا اثر ان ذرائع ثلاثہ میں سے صرف کسی ایک ذریعہ پر پڑتا ہے، باقیماندہ دو ذرائع اس سے بالکل غیر متاثر رہتے ہیں۔ مختلف محصولات کی تنقیح و تمحیص میں اس قسم کی عدم مساوات کا کچھ خیال نہ رکھا جائے گا جن میں عدم مساوات ان محصولات کے باعث پیدا ہوتی ہے جو ذاتی مداخل و محاصل کی خاص خاص قسموں پر نابرابر طور پر لگائے جاتے ہیں اور ان پر اپنا اثر کرتے ہیں۔

(۲) تیقن۔ | وہ محصول جو ہر شخص کو چار و ناچار دینا پڑتا ہے یقینی ہونا چاہئے، مستبدانہ نہ ہونا چاہئے۔ محصول ادا کرنے کا وقت اور طریقہ مقرر اور محصول کی مقدار معین ہونی چاہئے اور یہ چیزیں ایسی صاف اور واضح ہونی چاہئیں کہ محصول دینے والے اور دیگر اشخاص متعلقہ ان کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ جہاں کہیں ان اصولوں کی خلاف ورزی کی جاتی ہے حالات اس کے برعکس ہوتے ہیں۔ وہاں محصول دینے والے لوگ کم و بیش محصول جمع کرنے والے لوگوں کے تحت امر ونہی ہوتے ہیں۔ اس صورت میں محصول لینے والے کسی غیر مرغوب شخص پر محصول زیادہ لگا سکتے ہیں یا اس قسم کی زیادتی کا خوف دلا کر اپنے لئے کچھ تحفے یا نذرانے وصول کر سکتے ہیں۔ محصول لینے والے لوگوں کا تعلق جماعت انسانی کے اس طبقے سے ہے جو فطری طور پر نامطبوع اور غیر مرغوب ہوتا ہے۔ اگر محصول کے اصول یقینی نہیں ہوتے تو ان لوگوں کی وقاحت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور تخریب و فساد میں ترقی ہو جاتی ہے اور یہ لوگ پہلے سے بھی زیادہ نامطبوع اور غیر مرغوب ہو جاتے ہیں حالانکہ ہر دل عزیز تو یہ لوگ

اس وقت بھی نہیں ہوتے جب محصول کے اصول معین اور یقینی ہوتے ھیں۔ محصول کے باب میں اس امر کو خاص اھمیت حاصل ھے کہ ھر شخص کو اس قدر مقدار میں محصول ادا کرنا لازم ھے اور اقوام عالم کا تجربہ شاھد ھے کہ بڑے سے بڑے فقدان مساوات میں اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا مجھے یقین ھے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ عدم تیقن سے ہوتا ھے۔

(۳) ادائے محصول میں سہولت۔

محصول کے ادا کرنے کا وقت اور اس کے دینے کا طریقہ ایسا ہونا چاھئے کہ محصول دینے والے لوگوں کے لئے نہایت سہل و آسان ہو۔ جو محصول لگان اراضی پر یا کرایہ مکانات پر واجب الادا ہوتا ھے وہ اس وقت ادا ہونا چاھئے جب دینے والے آسانی سے دے سکتے ھیں یعنی جب ان کے پاس ادائے محصول کے ذریعے موجود ہوتے ھیں۔ بعض اشیائے قابل صرف ایسی ہوتی ھیں جیسے اشیائے عیش و عشرت، اس قسم کی اشیا پر جو محصول لگایا جاتا ھے اس کا بار بالآخر ان اشیائے عیش و عشرت کے صارفوں پر پڑتا ھے۔ اس محصول کے ادا کرنے کا طریقہ بھی ایسا ہوتا ھے کہ نہایت سہل و آسان سمجھا جاتا ھے۔ جب ان اشیائے عیش و عشرت کے صارف کوئی چیز خریدتے ھیں تو اس پر تھوڑا سا محصول بھی دے دیتے ھیں اور اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے یہ محصول ادا کر دیتے ھیں۔ اس کے علاوہ صارفوں کو اس امر کی آزادی حاصل ھے کہ چاھیں تو کسی شے کو خریدیں اور نہ چاھیں تو نہ خریدیں۔ یہ خود ان کی مرضی پر منحصر ھے۔ اب اگر اس قبیل کے محصول کے ادا کرنے سے اس کو کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ھے تو یہ خود اس

کا قصور ہے۔

(۴) ان کے وصول کرنے میں بھی کفایت کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

محصول لگاتے وقت اس اصول کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ محصول کی جو رقم ان رقوم کے علاوہ ہے جو ریاست کے خزانے میں داخل کی جاتی ہیں اس کے عاید کرنے میں لوگوں کی جیبوں سے اس قدر کم نکالا جائے جس قدر حیز امکان میں ہے اور اسی طرح ان کی جیبوں سے اس قدر کم باز رکھا جائے جس قدر ہو سکتا ہے۔ یہ امر حیز امکان میں ہے کہ محصول کے ذریعے لوگوں کی جیبوں سے اس سے زیادہ رقوم نکالی جائیں جتنی ریاست کے خزانے میں جانی چاہئیں۔ اسی طرح ان رقوم کی مقدار بھی زیادہ ہو سکتی ہے جو لوگوں کی جیبوں سے باز رکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے چار طریقے حسب ذیل ہیں۔ اول یہ کہ اس کے جمع کرنے کے لئے افسروں اور اہل کاروں کی تعداد کثیر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ان کی تنخواہوں پر جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس میں اس محصول کا بڑا حصہ صرف ہو جاتا ہے۔ ان افسروں اور اہل کاروں کے نذرانوں کا جو بار پڑتا ہے وہ اس محصول کے علاوہ ہوتا ہے۔ دوم۔ اس سے لوگوں کی صنعت اور حرفت اور ان کی محنت مشقت میں کمی واقع ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں کاروبار کی مختلف شاخوں میں در آنے کے جو جذبات ہوتے ہیں وہ افسردہ ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کاروبار کی ان شاخوں میں در آتے تو اکثر ان لوگوں کے روز گار کے دروازے کھل جاتے۔ اس طریق کار سے لوگ ادائے محصول پر تو مجبور کئے جاتے ہیں مگر اس سے ان ذخائر میں کمی پڑ جاتی ہے

جن میں سے محصول اس سے زیادہ سہولت و آسانی سے ادا ہو سکتا ہے بلکہ بسا اوقات وہ ذخائر بالکل فنا ہو جاتے ہیں۔ سوم۔ کچھ بدبخت لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ادائے محصول سے طرح دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر اس میں وہ ناکام و نامراد رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا مال ضبط کر لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کو کچھ سزا اور بھی دی جاتی ہے۔ اس سے اکثر اوقات یہ بد نصیب لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور منافع و مفاد کا خاتمہ ہو جاتا ہے جو معاشرۂ انسانی کو اس کے راس المال سے حاصل ہو سکتے تھے۔ اگر محصول لگانے میں عقل و انصاف سے کام نہیں لیا جاتا تو لوگوں کے دلوں میں محصول کی چوری کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور جس نسبت سے اس جرم کی سزا میں اضافہ کیا جاتا ہے اسی نسبت سے اس چوری کی تحریص و ترغیب میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ قانون اصول عدل و انصاف کے بالکل برعکس ہے اس لئے کہ خود تو یہ تحریص و ترغیب پیدا کرتا ہے اور خود ہی سزا دیتا ہے۔ اس قانون کی رو سے سزا میں اسی نسبت سے اضافہ کیا جاتا ہے جس نسبت سے ان حالات میں کمی ہونی چاہئے تھی جن سے اس قسم کے جرائم[۱] کے ارتکاب کی تحریص ہوتی ہے۔

---

۱ ملاحظہ ہو۔ "رسوم و حدود تاریخ انسان" مطبوعہ ۱۷۷۴ء مصنفہ ہیزی ہوم۔ لارڈ کا میس۔ جلد اول۔ صفحہ ۴۷۴ و مابعد اس مقام پر مصنف مذکور محصول کے چھ اصول پیش کرتا ہے۔

(۱) جہاں کہیں محصول کی چوری کا امکان ہو وہاں محصول معقول ہونا چاہئے۔ (۲) ایسے محصول سے پرہیز کرنا چاہئے جس کے وصول کرنے پر خرچ زیادہ ہوتا ہو۔ (۳) مستبدانہ محصولات سے حذر واجب ہے۔

چہارم جب محصول جمع کرنے والے افسروں اور اہل کاروں کو اس امر کی اجازت دے دی جاتی ہے کہ وہ لوگوں کی دکانوں اور کارخانوں کا معائنہ کریں اور ان کے بہی کھاتوں کی جانچ پڑتال کریں تو یہ فعل نامطبوع اور غیر مرغوب ثابت ہوتا ہے۔ یہ ان کے لئے غیر ضروری تصدیعہ اور تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور ان کے تشدد اور آزار کا موجب بن جاتا ہے اگرچہ آزار و تشدد سے ان پر کسی قسم کا مزید بار نہیں پڑتا، لیکن فی الواقع یہ بار اس سے کسی طرح کم نہیں ہوتا بلکہ ہر طرح اس کے برابر ہوتا ہے۔ ہر شخص اس امر پر راضی ہوتا ہے کہ کچھ خرچ کرے اور اپنے آپ کو اس آزار و تشدد سے نجات دے۔ الغرض یہ ہیں وہ چار طریقے جو متفقہ یا منفردہ طور پر یہ اثر کرتے ہیں کہ اکثر اور بیشتر حالات میں محصول تاجداران وقت کے لئے اس قدر مفید اور سود مند ثابت نہیں ہوتے جس قدر رعایا اور عامۃ الناس کے لئے مضر اور تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔

یہ اصول عام قوموں میں رائج ہیں۔

یہ امر بالکل واضح ہے کہ مندرجۂ بالا اصول عدل و انصاف پر مبنی ہیں اور ان کی ذات تمام افراد متعلقہ کے مفاد سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کم و بیش جملہ اقوام عالم کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کر لیا ہے۔ دنیا کی تمام قوموں نے اپنے اپنے اندازے اور

---

(۴) لازم ہے کہ حتی الامکان دولت کے نشیب و فراز کا ازالہ کیا جائے یعنی رزداروں پر بار ڈالا جائے۔ ناداروں کو زیر بار نہ کیا جائے۔ (۵) اس محصول کو قطعاً مسترد کر دیا جائے جو قوم کے افلاس کا باعث ہو۔ (٦) ایسے محصول سے حذر کیا جائے جس سے کسی فریق کا حلف لینا لازم آتا ہو۔

تخمینے کے مطابق اس امر کی کوشش کی ہے کہ محصول لگانے کے باب میں مساوات کو پیش نظر رکھیں اور اس کو بالکل معین اور مشخص کر دیں اور اس کے ادا کرنے کے لئے وقت اور طریقوں کو ان لوگوں کے لئے آسان کر دیں جن کو محصول دینا پڑتا ہے اور اس نسبت کے لحاظ سے اس سے افراد رعایا پر کم سے کم بار پڑنا چاہئے جس نسبت سے اس کی وجہ سے تاجدار وقت کو مداخل و محاصل حاصل ہوتے ہیں ۔ آن چند بڑے بڑے محصولات پر جو مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں عائد کئے گئے ، مندرجہ ذیل تبصرہ یہ ثابت کرے گا کہ اس اعتبار سے تمام اقوام کو یکساں کامیابی نصیب نہیں ہوئی ہے ۔

مد اول

محصول لگان اراضی

لگان اراضی پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ یا تو دائمی ہوتا ہے یا اراضی -

لگان اراضی پر جو محصول عاید کیا جاتا ہے وہ دو طرح کا ہوتا ہے ' ایک دائمی ' دوسرا عارضی - دائمی وہ ہے کہ ایک خاص قاعدے کے مطابق ایک خاص ضلع پر ایک خاص محصول عائد کر دیا جاتا ہے اس کے بعد اس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں کیا جاتا - عارضی وہ محصول ہوتا ہے کہ لگان کی کمی بیشی کی نسبت سے کم و بیش ہوتا رہے یعنی جب اراضی کی حیثیت میں کسی قسم کی اصلاح و درستی رونما ہوتی ہے تو محصول کی مقدار بڑھا دی جاتی ہے اور جب اس کی حیثیت میں کسی قسم کی کوئی خرابی واقع ہو جاتی ہے تو لگان کی مقدار میں کمی کر دی جاتی ہے -

اگر لگان دائمی ہوتا ہے تو اس میں عدم مساوات پیدا ہو جاتی ہے جیسے برطانیہ میں -

بعض محصول اراضی ایسا ہوتا ہے کہ ضلع میں ایک غیر تغیر پذیر اصول کے مطابق مشخص کیا جاتا ہے - یہ قانون اس وقت موزوں اور مناسب ہوتا ہے جب لگایا جاتا ہے - لیکن مرور زمانہ سے اس میں عدم مساوات اور ناموزونیت پیدا ہو جاتی ہے ' اس لئے زمین کی اصلاح و درستی میں کسی قسم کی مساوات کا خیال نہیں رکھا جاتا - اسی مختلف

اطراف ملک میں کاشت و زراعت کی طرف سے جو غفلت و بے پروائی برتی جاتی ہے، اس میں بھی مساوات ملحوظ نہیں رکھی جاتی۔ محصول اراضی کا یہ اصول برطانیہ میں کار فرما ہے۔[۱] انگلستان میں قانون نمبر ۴ مجریہ ولیم و میری کی رو سے اکثر علاقوں اور قلعوں پر محصول اراضی عائد کیا جاتا ہے۔ اس تشخیص میں محصول اراضی کی جو مالیت معین کی گئی تھی، اسی میں اس وقت کی حالت کے اعتبار سے بھی نشیب و فراز پائے جاتے ہیں۔ اس وقت یہ محصول سب سے پہلے تشخیص کیا گیا تھا لہذا یہ قانون مندرجۂ بالا اصول اربعہ میں سے اصول اول کی خلاف ورزی کا مرتکب ہے اور باقی ماندہ تین اصولوں کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ یہ قانون بالکل معین و مشخص ہے۔ اس میں کوئی امر غیر یقینی نہیں۔ ادائے محصول کا وہی وقت ہوتا ہے جو لگان کا ہوتا ہے۔ اس لئے محصول دینے والوں کے لئے سہولت اور آسانی کا موجب ہے۔ اگرچہ اصلی اور حقیقی معنی میں جس شخص پر محصول کا بار پڑتا ہے وہ زمیندار ہے مگر لگان دینے والے کاشتکار ہی یہ ٹیکس ادا کرتے ہیں اور زمیندار اس امر پر مجبور ہیں کہ کاشتکاروں سے لگان وصول کرتے وقت ٹیکس کی مالیت وضع کر دیں۔ اس محصول کے وصول کرنے کے لئے افسروں اور اہل کاروں کی تعداد اس سے کم مطلوب ہوتی ہے، جتنی اس مقدار کے دیگر محصولات کی وصول یابی کے لئے مطلوب ہوتی ہے۔ لیکن کسی ضلع کے لگان میں تو اضافہ

---

۱ طبع اول میں ہے ''لگایا جاتا ہے'' غیر تغیر پذیر تشخیص محصول کی ابتدا کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ شرح مقامی در انگلستان مصنفہ کینن مطبوعہ ۱۸۹۶ء صفحات ۱۱۴ تا ۱۱۹۔

ہو سکتا ہے مگر اسی نسبت سے وہاں کے محصول اراضی میں اضافہ نہیں ہو سکتا، اس لئے اراضی کی اصلاح و درستی سے تاجداران ملک کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ فائدہ زمینداروں تک محدود رہتا ہے۔ البتہ کبھی کبھی اس اصلاح کا بار اس ضلع کے اور زمینداروں پر ضرور پڑتا ہے اور کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کا بار اجتماعی طور پر کسی ایک جاگیردار پر آ رہتا ہے۔ لیکن اس محصول کے اضافے کی مقدار کسی ایک جاگیر پر اس قدر قلیل ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے لوگ ان اصلاحات و ترمیمات سے بد دل نہیں ہوتے۔ اسی طرح ان سے اراضی کی اس پیداوار میں بھی کمی نہیں پڑتی جو بطور دیگر ہونی لازم ہوتی ہے۔[1]

چونکہ اس کا رجحان اس طرف نہیں ہوتا کہ مقدار پیداوار کو کم کرے اس لئے اس کا رجحان اس طرف بھی نہیں ہوتا کہ قیمت پیداوار میں اضافہ کرے۔ یہ محصول عامۃ الناس کی محنت و مشقت اور صنعت و حرفت کی راہ میں بھی حائل نہیں ہوتا۔ اس سے زمینداروں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی اور اگر کوئی پہنچتی ہے تو وہ محصول ہے اور وہ ناقابل اجتناب ہے۔

حالات کے اعتبار سے دائمی محصول زمینداروں کے حق میں مفید ثابت ہوتا ہے۔

جب محصول کی مقدار تغیر پذیر نہیں ہوتی تو زمینداروں کے حق میں مفید اور سود مند ثابت ہوتی ہے۔ محصول کا یہ

---

[1] طبع اول میں ہے۔ ''کہ لگان کے اضافے کے ساتھ ساتھ محصول میں اضافہ نہیں ہوتا اس لئے اصلاحات و ترمیمات سے جو فائدہ زمینداروں کو ہوتا ہے، اس میں تاجداران ممالک کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اس لئے زمیندار بھی ان اصلاحات و ترمیمات کی طرف سے بد دل نہیں ہوتے''۔

اصول انگلستان میں کار فرما ہے۔ اس سے وہاں کے زمینداروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن یہ فائدہ خاص خاص حالات کے باعث ہوتا ہے۔ جن کا محصول کی نوعیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لگان میں اضافہ ہو گیا ہے اور ملک کی حالت میں ترقی ہو گئی ہے۔

قریب قریب انگلستان کے ہر حصے میں ترقی و بہبودی کے آثار نمودار ہیں۔ کم و بیش ہر جاگیر کے لگان میں اضافہ ہو گیا ہے۔ جب سے اس محصول کی شرح معین و مشخص کی گئی اس وقت سے لے کر اب تک کسی جاگیر کے لگان میں کمی واقع نہیں ہوئی۔ زمینداروں کو جو فائدہ پہنچا ہے، اس کی تہ میں ایک حد تک یہی راز مضمر ہے۔ جاگیروں کی موجودہ حیثیت کے لحاظ سے جو محصول زمینداروں کو دینا پڑتا ہے، وہ اس محصول سے زیادہ ہوتا ہے جو شرح قدیم کے حساب سے فی الواقع ان کو دینا پڑتا ہے۔ ان دونوں محصولوں کی مقدار میں جو کچھ فرق ہے اس کا فائدہ زمینداروں کو پہنچتا ہے۔ اگر حالات اس کے برعکس ہوتے تو اس فرق کا نقصان زمینداروں کو اٹھانا پڑتا، اس لئے کہ اگر اراضی کی حیثیت میں حالات کے باعث خرابی پیدا ہو جاتی تو ان کے لگان میں بھی کمی ہوتی جاتی۔ لیکن انقلاب کے بعد حالات کی روانی کچھ اس طرح رہی ہے کہ محصول کی غیر تغیر پذیر نوعیت زمینداروں کے حق میں مفید اور سود مند اور تاجداروں کے حق میں مضر اور نقصان رساں ثابت ہوئی ہے۔ اگر حالات اس کے برعکس ہوتے تو تاجداروں کو فائدہ اور زمینداروں کو نقصان پہنچ جاتا۔

اور زر نقد اور چاندی کی قیمت بے تغیر رہی ہے۔

محصول زر نقد کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے زمین کی مالیت بھی زر نقد کے حساب سے ظاہر کی جاتی ہے۔ جب سے اراضی کی مالیت مشخص و معیّن ہو گئی ہے چاندی کی قیمت بھی قریب قریب معیّن ہو گئی ہے اور وزن اور خوبی کے اعتبار سے سکے کے معیار میں کسی قسم کا تغیر تبدل رونما نہیں ہو رہا ہے۔ اگر چاندی کی قیمت میں نمایاں اضافہ ہو جاتا تو غیر تغیر پذیر حالت سے زمینداروں کو نقصان پہنچتا۔ جیسا کہ معلوم ہوتا ہے امریکہ میں کانوں کے انکشاف سے پہلے دو سو سال کے دوران میں چاندی کی قیمت میں ہوا۔ اگر چاندی کی قیمت میں نمایاں کمی واقع ہو جاتی جیسا کہ امریکہ کی کانوں کے انکشاف کے بعد ایک صدی کے لئے یقیناً واقع ہو گئی تھی تو اس غیر متغیر حالت سے تاجداران وقت کو نقصان پہنچتا، یعنی ان کے مداخل و محاصل کی صنف میں بہت کمی پڑ جاتی۔ اگر چاندی کے معیار میں نمایاں تغیرات رونما ہوتے، یعنی ایک معینہ مقدار سیم کی قیمت میں نشیب و فراز پیدا ہو جاتے، ان سے مالکوں یا تاجداروں کے مفاد کو کسی نہ کسی طرح ضرور نقصان پہنچتا۔ مثلاً اگر ایک اونس مقدار سیم سے پانچ شلنگ دو پنس مسکوک نہ کئے جاتے بلکہ دو شلنگ سات پنس یا دس شلنگ چار پنس مسکوک کئے جاتے تو اس سے ایک طرف مالکان سیم کے مفاد کو آزار پہنچتا اور دوسری طرف تاجداران وقت کے محاصل میں کمی پڑ جاتی۔

ثبات قدر کسی نہ کسی فریق کے حق میں بہت زحمت کا باعث ہوتی ہے۔

اگر حالات ان حالات سے کم و بیش مختلف ہوتے جو فی الواقع رونما ہوئے تو قدر و قیمت کی اس غیر متغیر حالت سے

یا تو محصول دینے والوں کو تکلیف کا سامنا ہوتا یا دولت مشترکہ کو نقصان پہنچتا۔ زمانہ ہائے دراز کے دوران میں اس قسم کے حالات کبھی نہ کبھی ضرور رونما ہوتے ہیں۔ لیکن انسان کے تمام کام فانی ہیں۔ سلطنتیں بھی اسی کلیے سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اب تک جتنی سلطنتیں بنی ہیں سب کی سب فنا ہو کر رہی ہیں۔ اگرچہ ہر سلطنت اپنے دل میں اپنے آپ کو غیر فانی اور ابد قرار سمجھتی تھی۔ دستور حکومت کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ اسی قدر ابد قرار ہے جس قدر سلطنت ہوتی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ دستور حکومت ہر حال میں سہل اور آسان ہو کسی حالت میں صعب اور دشوار نہ ہو۔ اسی طرح لازم ہے کہ دائمی اور مستقل حالات کے موافق ہو عارضی، تغیر پذیر اور چند روزہ حالات کے مطابق نہ ہو۔

فرانس کے علمائے معاشیات اس امر کے طرف دار ہیں کہ محصول تغیر پذیر اور تابع لگان ہو۔

فرانس میں علمائے ادب کا ایک طبقہ ہے جس کو علمائے معاشیات کہتے ہیں۔ اس طبقے کا خیال ہے کہ محصول تغیر پذیر ہونا چاہئے یعنی جس نسبت سے لگان اراضی میں تغیر و تبدل واقع ہو اسی لحاظ سے محصول میں بھی کمی و بیشی ہونے چاہئے۔ اس لئے کہ وہ لگان بھی اپنی نوعیت تغیر پذیر ہوتا ہے، جس پر یہ محصول لگایا جاتا ہے اور جس نسبت سے اراضی کی حیثیت میں اصلاح ہوتی ہے اسی نسبت سے اس میں اضافہ ہوتا ہے اور جس نسبت سے اس میں خرابی پیدا ہوتی ہے، اسی نسبت سے اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علمائے معاشیات کا خیال ہے کہ اس قسم کا محصول عدل و انصاف کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ ان علماء کا بیان ہے کہ جتنے محصول ہیں سب کا بار بالآخر

لگان اراضی پر پڑتا ھے - اس لئے لازم ھے کہ محصولات ان ذخائر پر برابر لگائے جائیں جن سے یہ محصولات ادا کئے جاتے ھیں - اس اصول میں سرمو شک کی گنجائش نہیں ھے کہ جس قدر محصول ھیں وہ ان ذرائع پر لگنے چاھیں جن سے بالآخر وہ نکلتے ھیں اور ان کے لگانے میں مساوات کا اس حد تک لحاظ رکھنا چاھئے جس حد تک حیز امکان میں ھو سکتا ھے - اس میں کچھ شک نہیں کہ ان علما کا نظریہ نہایت زبردست ذھانت پر مبنی ھے - اس نظریے کی تائید میں علمائے موصوف مابعدالطبیعاتی استدلال سے کام لیتے ھیں اور ان مباحث کو ناگوارائی کی حد تک پہنچا دیتے ھیں، اس لئے ھم ان ناگوار مباحث میں پڑنا نہیں چاھتے - لیکن اس کے باوجود مندرجۂ ذیل تنقیح سے یہ بالکل واضح ھے کہ وہ کون کون سے محصول ھیں کہ بالآخر لگان اراضی پر بار انداز ھوتے ھیں اور وہ کون کون سے ھیں جو دیگر ذخائر پر اثر انداز ھوتے ھیں -

وینس میں اس اراضی پر دس فیصدی محصول ھے جس کو مزارعے کاشت کرتے ھیں اور اس پر آٹھ فیصدی جس کی کاشت مالک خود کرتے ھیں -

وینس میں قابل کاشت اراضیات کاشت کے لئے مزارعوں کو پٹے پر دی جاتی ھیں ان تمام اراضیات پر لگان کے دسویں حصے کے برابر محصول لگایا جاتا ھے - [۱] یہ تمام پٹے ایک سرکاری رجسٹر میں درج کئے جاتے ھیں جو ھر ضلع میں محکمۂ مال کے دفتروں میں رکھا جاتا ھے - اگر مالک اپنی اراضی کو آپ کاشت کرتے ھیں تو اس پر اس کی مالیت کے تخمینے کے حساب سے محصول لگایا جاتا ھے - اس کو محصول کے پانچویں حصے کی منہائی کا حق حاصل ھوتا ھے -

---

۱ ملاحظہ ھو یاد داشت متعلقہ محصولات جلد اول صفحات ۲۴۰ یا ۲۴۱

اس طرح ان کو اس اراضی پر دس فیصدی محصول نہیں پڑتا - بلکہ اس کی جگہ صرف آٹھ فیصدی دینا پڑتا ہے -

یہ لگان زیادہ مساوات پر مبنی ہوتا ہے مگر یقینی نہیں ہوتا اور اس کی وصولیابی بھی گراں پڑتی ہے -

اس میں کچھ شک نہیں کہ اس قسم کا محصول اراضی اس محصول سے زیادہ مساوات پر مبنی ہے جیسا انگلستان میں رائج ہے - لیکن یہ اس کے برابر یقینی نہیں ہے اور اس کے تعین میں زمینداروں کو زیادہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کے وصول کرنے پر خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے - اس امر کا امکان ہے کہ ایک ایسا نظام عمل اختراع کیا جائے - جو بہت حد تک اس عدم تیقّن کا سد باب کر دے اور مصارف میں اعتدال پیدا کر دے -

مثلاً عدم تیقن اور مصارف کا ازالہ

مثلاً مالکوں اور مزارعوں کو مجبور کیا جائے کہ اپنے پٹے ایک سرکاری رجسٹر میں درج کرایا کریں اور اگر کوئی فریق کسی شرط کے متعلق غلط بیانی سے کام لے یا کسی امر کو صیغۂ راز میں رکھنے کی کوشش کرے تو اس کو مناسب سزا دی جائے اور فریقین میں سے جو شخص اس قسم کی خفیہ باتوں کو روشنی میں لائے یا اس غلط بیانی کی رپورٹ کرے اس کو اس سزائے جرمانہ میں سے ایک حصہ دیا جائے - اس صورت میں اس کا امر امکان مرتفع ہوجائے گا کہ وہ دونوں آپس میں اتفاق کر لیں اور سرکاری مداخل و محاصل کے متعلق تاجدار وقت کو دھوکا دیں اس اندراج یاد داشت سے پٹے کی تمام شرطوں پر کافی روشنی پڑتی ہے -

پٹے درج کئے جائیں اور رقوم نذرانہ پر رقوم لگان کی نسبت زیادہ محصول لگایا جائے۔

بعض زمیندار لگان میں اضافہ نہیں کرتے بلکہ اس کی جگہ پٹے کی تجدید کے لئے نذرانہ وصول کرتے ہیں۔ اس قسم کی کارروائیاں فضول خرچ لوگوں کے دماغ کی اختراعات ہوتی ہیں۔ یہ لوگ موجودہ نفع کی ذرا سی مقدار کو آئندہ لگان کی بڑی مقدار پر قربان کو دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر حالات میں اس قسم کی کارروائیاں خود زمینداروں کے حق میں مضر اور نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ اسی طرح اکثر اوقات یہ کاشت کاروں کے لئے ضرر رساں ہوتی ہیں اور قوم کو تو ہر حال میں نقصان پہنچاتی ہیں۔ ان کارروائیوں کی وجہ سے کاشت کاروں کو اپنے سرمائے کا بیشتر حصہ اپنے سے علیحدہ کرنا پڑتا ہے اور اس میں اتنی قابلیت نہیں رہتی کہ وہ اراضی کی کاشت کی ذمہ داریوں سے بوجہ حسن عہدہ برآ ہو سکے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اس صورت میں قلیل المقدار محصول بھی نہیں دے سکتا اور اگر حالات اس کے برعکس ہوتے تو وہ کثیر المقدار محصول بھی ادا کر سکتا۔ جو کارروائیاں کاشت کاروں کی کاشت اراضی کی قابلیت کو کم کرتی ہیں وہ قوم کے مداخل و محاصل کے اس حصے میں کمی پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوتی ہیں جو نہایت اہم اور معتدبہ ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کی کار روائیاں نہ کی جاتیں تو قوم کے مداخل و محاصل میں نمایاں اضافہ ہوتا اس لئے لازم ہے کہ اس قسم کے نذرانوں پر محصول لگایا جائے اور معمولی سے زیادہ لگایا جائے۔ اگر ایسا کیا جائے گا تو اس مضر اور نقصان رساں طریق کار کا انسداد ہو سکے گا۔ اس سے فریقین کو جو فائدہ پہنچے گا وہ کچھ کم قابل اعتنا نہ ہوگا۔ اس سے ایک طرف تو زمینداروں اور کاشتکاروں کو فائدہ پہنچے گا اور دوسری طرف یہ امر تاجداران

قوم اور کل قوم کے لئے نفع بخش ثابت ہوگا۔

کاشت کے متعلق کوئی شرط نہ ہونی چاہئے اگر ہو تو اس کی مالیت زیادہ قرار دینی چاہئے تا کہ زمینداروں کو ان کی تحریص و ترغیب نہ ہو۔

بعض بعض کاشت کاروں پر کاشت کے متعلق طرح طرح کی شرطیں عائد کی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ اس اس طریقے سے کاشت کریں اور اس اس طریقے سے نہ کریں اور اس طرح یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جب تک وہ اس اراضی کی کاشت کرتے ہیں ان کو چاہئے کہ فصلوں کے باب میں سلسلے اور ترتیب کا لحاظ رکھیں جس سے یہ جنس کاشت کریں اور اس کے بعد یہ اور اس کے بعد وہ چیز بوئیں۔ اس قسم کی شرطیں زمینداروں کی خود بینی اور خود پسندی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ یہ زمیندار سمجھتے ہیں کہ ہم کو فلاحت اور زراعت کے باب میں جو کچھ معلومات حاصل ہیں وہ اوروں سے ارفع و اعلیٰ ہیں (حالانکہ اکثر اور بیشتر حالات میں یہ خود بینی اور خود پسندی بے بنیاد ہوتی ہے) لازم ہے کہ اس قسم کی شرائط کو ایک لگان سمجھا جائے جو اصلی لگان پر ایک قسم کا اضافہ ہے۔ اس لئے کہ در اصل یہ بھی ایک گونہ لگان ہے کہ زرنقد کی صورت میں تو وصول نہیں کیا جاتا مگر خدمت کی صورت میں ضرور وصول کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار حماقت اور نادانی پر مبنی ہے۔ اس لئے اس سے اجتناب لازم ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بہتر ہے کہ اس قسم کے لگان کی مالیت کی قدرے بالا تر تشخیص کی جائے اور اس پر محصول بھی اس لگان سے قدرے زیادہ لگایا جائے، جو عموماً اس لگان پر لگایا جاتا ہے، جو زر نقد کی صورت میں لیا جاتا ہے۔

جو لگان جنس کی صورت میں لیا جاتا ہے اس پر محصول قدرے زیادہ شرح سے لگایا جاتا ہے۔

بعض زمیندار لگان جنس کی صورت میں مانگتے ہیں زر نقد کی صورت میں نہیں مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں لگان مکان، غلے، مویشی، مرغی، بطخ، شراب یا تیل کی صورت میں دیا جائے۔ اس کے علاوہ بعض زمیندار ایسے بھی ہیں کہ لگان کا مطالبہ خدمت یا محنت کی صورت میں کرتے ہیں۔ اس قسم کے لگان سے کسانوں اور کاشت کاروں کو جس قدر نقصان پہنچتا ہے اس قدر زمینداروں کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا۔ ان کی وجہ سے کسانوں کی جیبوں سے جس قدر نکلتا ہے زمینداروں کی جیبوں میں اس قدر نہیں جاتا۔ اسی طرح اس طریق کار سے کاشت کاروں کو جس قدر مفاد سے محروم ہونا پڑتا ہے، زمینداروں کو اس سے اس قدر فائدہ نہیں پہنچتا۔ جن ملکوں میں یہ طریق کار رائج ہے وہاں کاشت کار غریب بلکہ فقیر ہیں اور جس قدر رائج ہے اسی قدر کاشت کاروں کے لئے آزار کا باعث ہیں اس لئے لازم ہے کہ اس قسم کے لگانوں پر قدرے زیادہ محصول عائد کیا جائے اور ان کی تشخیص قدرے بالا تر شرح سے کی جائے۔ اگر ایسا کیا جائے تو شاید اس مضر اور تکلیف دہ طریق کار کا انسداد ہو جائے اس لئے کہ یہ طریقہ کار تمام قوم کے حق میں مضر ہوتا ہے۔

زمینداروں کی خود کاشت اراضی کے لگان کے محصول کے متعلق قدرے تخفیف ہونی چاہئے۔

بعض اوقات زمیندار اپنی اراضی کا ایک خاص حصہ اپنے لئے الگ رکھ لیتے ہیں کہ اس کی کاشت خود کریں۔ اس کے لگان کی تشخیص میں

طریق عدل کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس کا طریقہ ہے کہ گرد و نواح کے کسانوں اور زمینداروں کی ایک پنچایت منعقد کرائی جائے اور اُس کے فیصلے کے مطابق اس قسم کی اراضیات کے لگان کی تشخیص کی جائے اور زمیندار کے لگان کے محصول میں ایک گونہ متوسط اور معتدل تخفیف منظور کی جائے۔ اس باب میں اس طریق کار کی تقلید کی جائے جو ریاست وینس میں رائج ہے، بشرطیکہ اس کی خود کاشت اراضی کا لگان ایک خاص رقم سے زائد نہ ہو۔ یہ امر اہم اور ضروری ہے کہ زمیندار اپنی اراضی کے ایک حصے کی کاشت خود کریں۔ اس باب میں ان کی ہمت افزائی ہونی چاہئے۔ زمیندار کے راس المال کی مقدار عموماً کاشت کاروں کے راس المال کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ لوگ بسا اوقات کم مہارت کے باوجود بھی زیادہ پیداوار حاصل کر لیتے ہیں۔ زمیندار تجربے کے مصارف برداشت کرسکتے اور ان کا رجحان بھی اس طرف ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کے تجربوں میں ناکامی ہوتی ہے تو زمینداروں کو زیادہ نقصان نہیں پہنچتا۔ اگر ان میں کامیابی ہوتی ہے تو نوعیت اراضی میں اصلاح واقع ہوتی ہے اور اس سے کل قوم کو فائدہ پہنچتا ہے، اس لئے کہ اس سے تمام ملک کی کاشت میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر یہ کہنا اہم اور ضروری ہے کہ اس کے لگان کے محصول میں قدرے تخفیف روا رکھی جائے کہ ان کو خود کاشت کی ترغیب ہو۔ مگر یہ تخفیف و ترغیب صرف ایک خاص حد تک ہونی لازم ہے۔ اکثر زمینداروں کو اس امر کی تحریص ہو گی کہ اپنی تمام اراضی کی کاشت خود کریں تو تمام ملک میں سست و کاہل اور فضول خرچ کارندوں کی کثرت

ہو جائے گی اور ان کی بد نظمی کی وجہ سے اراضی کی حیثیت میں خرابی پیدا ہو جائے گی۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اراضی کی سالانہ پیداوار میں کمی پڑ جائے گی۔ اس سے نہ صرف زمینداروں کے مداخل کو آزار پہنچے گا، بلکہ تمام قوم کے محاصل میں کمی واقع ہو جائے گی۔ (کسانوں اور کاشت کاروں کی حالت اس کے بر عکس ہے۔ یہ لوگ سنجیدہ اور جفا کش ہوتے ہیں۔ ان کے منافع اور مفاد ان کو مجبور کرتے ہیں کہ اراضی کی کاشت میں اس قدر حسن انتظام سے کام لیں جس قدر ان کا راس المال اور ان کی معلومات و مہارت کا تقاضا ہوتا ہے)

اگر اس قسم کا نظام اختیار کیا جاتا ہے تو محصول عدم تیقّن سے پاک ہو جاتا ہے اس سے لوگوں کو حیثیت اراضی کی اصلاح کی ترغیب ہوتی ہے۔

اس قسم کے نظام انصرام سے شاید محصول اس قسم کے عدم تیقّن سے پاک ہو جائے۔ اس عدم تیقّن سے محصول ادا کرنے والوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بلکہ بسا اوقات ان کو تشدد کا شکار بننا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ زمین کے عام انتظام و انصرام میں اس کی وجہ سے ایک ایسا رویّہ اور ایسا انداز کار رواج پذیر ہو جاتا ہے، جس سے عام طور پر اراضی کی حیثیت کی اصلاح و درستی میں اور ان کی زراعت و کاشت کاری میں بہت کچھ مدد ملتی ہے۔

محصول وصول کرنے پر کچھ زیادہ صرف کرنا پڑتا ہے مگر یہ زائد خرچ کچھ زیادہ اہم نہیں ہوتا۔

محصول اراضی کی وصولیوں پر کچھ نہ کچھ خرچ ضرور ہوتا ہے۔ اس میں کمی بیشی اس نسبت سے ہوتی ہے جس نسبت سے لگان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس تغیر پذیر محصول کی وصول یابی میں اس سے زیادہ

خرچ آتا ہے جتنا غیر تغیر پذیر محصول کی وصول یابی پر آتا ہے - اس تغیر پذیر محصول کے لئے ملک کے مختلف اضلاع میں ان کی رجسٹری کے لئے دفتر کھولنے پڑیں گے - ان کے لئے مصارف کی ضرورت پیش آئے گی - اسی طرح وقتاً فوقتاً ان اراضیات کے لگان کی مالیت کی تشخیص و تعین کی ضرورت واقع ہوگی جو مالک خود کاشت کے لئے رکھتا ہے - اس پر بھی کچھ نہ کچھ خرچ کرنا لازم ہوتا ہے - لیکن ان تمام امور پر جو کچھ خرچ آتا ہے، بالکل متوسط اور معتدل ہوتا ہے - یہ خرچ ان اخراجات سے کم ہوتا ہے جو اکثر اقسام محصول کی وصول یابی پر ہو جاتے ہیں - ان اقسام محصول سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ اس آمدنی کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی جو اس قسم کے محصول سے آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے -

ایک میعاد معینہ کے لئے حیثیت اراضی کی اصلاح پر محصول نہ لگانا چاہئے -

اس امر کا امکان موجود ہے کہ اس قسم کے تغیر پذیر محصول سے اصلاح اراضی میں خلل واقع ہو جائے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہایت اہم اور معرکۃ الآرا اعتراض ہے کہ اس قبیل کے محصول پر کیا جا سکتا ہے - اس امر کے باور کرنے کی زبردست وجوہ موجود ہیں کہ زمیندار کو اصلاح اراضی کا خیال نہیں ہو سکتا، اگر تاجدار وقت اس آمدنی میں سے حصہ بٹوائیں جو اصلاح اراضی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، حالانکہ تاجداران وقت اصلاح اراضی کے مصارف میں حصہ نہیں لیتے - اس اعتراض میں بہت کچھ کمی واقع ہو جائے گی اگر زمینداروں کو یہ اجازت دے دی جائے کہ اصلاح اراضی کا کام شروع کرنے سے پہلے افسران مال کی شرکت میں اس امر کا تیقّن و تشخیص کر لیں کہ اراضی کی اصلی مالیت کیا ہے - اس کے لئے لازم ہے کہ گرد و نواح کے زمینداروں اور

کاشتکاروں کی ایک پنچایت منعقد کرائی جائے اور اس میں فریقیں کے نمائندے برابر برابر منتخب کئے جائیں اور اس مالیت کے لحاظ سے ایک خاص میعاد کے لئے شرح محصول معین کر دی جائے، جس سے ان اخراجات کی پوری تلافی ہو جائے جو زمینداروں کو اصلاح اراضی پر کرنے پڑتے ھیں - بیان کیا جاتا ھے کہ اس قسم کے محصول اراضی سے ایک خاص فائدہ یہ ھے کہ اس سے تاجدار وقت کی توجہ اصلاح اراضی کی طرف مبذول ہو جاتی ھے کیونکہ اس سے اس کو اپنے محاصل کے اضافے کا خیال بھی ھوتا ھے - زمینداروں کے مصارف کی تلافی کے لئے جو میعاد مقرر کی جائے اس میعاد سے زیادہ نہ ھو جو اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ھے کیونکہ اگر یہ میعاد زیادہ ھوگی تو اس سے توجہ میں کمی واقع ھو جائے گی - لیکن جہاں تک ھو سکے یہ ضرورت سے کچھ نہ کچھ زیادہ ھو کم نہ ھو - اگر زمینداروں کی توجہ میں ذرا سی کمی بھی واقع ھوگی تو اس کی تلافی اس امر سے نہ ھو سکے گی جو تاجدار کی توجہ کے حصول کے لئے ضروری ھے - کچھ علل و اسباب ایسے ھیں کہ مملکت سلطانی کے بیشتر حصے کی زراعت کی بہتری اور بہبودی ان پر منحصر ھے - ان علل و اسباب میں توجہ سلطانی کو جو اھمیت حاصل ھے وہ نہایت عام اور مبہم ھے - اس کے برعکس زمینداروں کی توجہ کو اس باب میں خاص اھمیت حاصل ھے اور اس کی جاگیر کے ایک ایک انچ حصے پر جس قدر توجہ مبذول کی جاتی ھے اسی قدر فائدہ ھوتا ھے - تاجداران وقت کا فرض ھے کہ حتی الامکان اپنی توجہ اس امر کی طرف مبذول فرمائیں کہ زمیندار اور زراعت کار دونوں اپنی توجہ زمین کی طرف منعطف کریں اور دونوں کو اس امر کی ترغیب دیں کہ یہ دونوں اپنے اپنے انداز سے اپنے اپنے

مفاد کا خیال رکھیں اور دونوں کو اس امر کی پوری پوری آزادی دے دیں کہ دونوں اپنی اپنی محنت کے پھل سے حظ اندوز ہوں اور دونوں کی پیدا کردہ اشیا کے لئے زیادہ سے زیادہ وسیع بازار فراہم کرائیں - اس مقصد کے حصول کے لئے لازم ہے کہ تری کے راستے قائم کئے جائیں جن پر ملک کے تمام حصوں میں نہایت آسانی اور حفاظت سے آمد و رفت ہو سکے اور ان سب کے علاوہ تمام افراد رعایا کو اس امر کی پوری پوری آزادی حاصل ہو کہ دیگر تاجداران عالم کی سلطنتوں میں اپنی اشیا بھیج سکیں -

اس صورت میں محصول میں اس قدر کم دقت ہوگی جس قدر حیز امکان میں ہے -

اگر اس نظام حکومت کا اطلاق اس انداز سے کیا جائے کہ اس کی رو سے جو محصول لگایا جائے وہ کسی قسم کی همت شکنی کا باعث نہ ہو بلکہ اس کے برعکس حیثیت اراضی میں ایک گونہ اصلاح و ترقی کی ترغیب کا باعث ثابت ہو تو یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اس سے زمینداروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچیگی - اگر اس سے کوئی شے مستثنیٰ ہے تو وہ محصول ہے جس کے ادا کرنے کی تکلیف زمینداروں کو گوارا کرنی ہی پڑتی ہے اس لئے کہ اس کے سوا چارۂ کار نہیں ہے -

یہ تطبیق پذیر ہے کہ اس قسم کا محصول اپنے آپ کو تغیر و تبدل کے مطابق بنا لیتا ہے -

معاشرۂ انسانی کے حالات میں تغیرات رونما ہوتے رہے ہیں - زراعت کی حالت میں کبھی اصلاح اور درستی ہوتی ہے ، کبھی اس کی حالت زبوں ہو جاتی ہے - چاندی کی قیمت میں همیشه نشیب و فراز ہوتے رہتے ہیں - اسی طرح سکوں کے معیار میں تغیرات لابدی اور ضروری ہیں - اندریں حالات اس قسم کا محصول ہر قسم کی حکومت کے لئے

موزوں اور مناسب ثابت ہوتا ہے۔ اس کی طرف توجہ مبذول کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ محصول اپنے آپ کو فوراً حالات گرد و پیش کے مطابق بنا لیتا ہے۔ اس لئے اگر اس کو مستقل اور غیر تغیر پذیر ضابطے کی حیثیت سے اختیار کر لیا جائے تو نہایت موزوں اور مناسب ہو گا۔ اس صورت میں اس کو دولت مشترکہ کے بنیادی محصول کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ جو محصول کسی خاص مالیت کے تخمینے کے حساب سے لگایا جائے گا وہ کبھی اس قدر مستقل اور غیر متغیر نہ ہو گا۔

بعض ریاستیں محصول لگانے کے لئے پیمائش کراتیں اور مالیت کا تخمینہ لگاتی ہیں۔

بعض ریاستیں اراضی کی پیمائش کراتیں اور محصول لگانے کے لئے اراضی کی مالیت کا تخمینہ لگاتی ہیں۔ یہ عمل نہایت صعب و دشوار ہے اور اس پر خرچ بہت ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں تسجیل اجار نہایت سہل و سادہ ہے مگر بعض ریاستیں صعب و دشوار عمل کو سہل و آسان کام پر ترجیح دیتی ہیں۔ وہ زعم میں یہ سمجھتی ہیں کہ مالک اوراجارہ دار میں اتحاد ہو جائے گا اور یہ دونوں مل کر شرائط اجارہ کو چھپا سکیں گے اور اس طرح محاصل عامہ کو نقصان پہنچائیں گے۔ اس قسم کی پیمائش اراضی کا نہایت صحیح صحیح حال ایک کتاب میں درج ہے جس کا نام ''خسرۂ بندوبست'' ہے۔

مثلاً ریاست پروشیا۔

شاہ پرشیا کے قدیم ممالک میں محصول اراضی پیمائش زمین اور تخمینہ مالیت کے بعد لگایا جاتا تھا۔ اس محصول اراضی پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی کی جاتی اور حسب ضرورت اس میں کمی بیشی کی

جاتی تھی۱ - اس تخمینہ مالیت کے اعتبار سے مالکان اراضی کو اپنی آمدنی میں سے بیس پچیس فیصدی دینا پڑتا تھا - ارکان کلیسا کو چالیس پینتالیس فیصدی دینا ہوتا تھا -

سلیشیا | سلیشیا کی اراضی کی پیمائش اور مالیت کا تخمینہ شاہ موجودہ کے حکم سے کیا گیا تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تخمینہ نہایت صحت و صفائی پر مبنی تھا - اس تخمینے سے اراضیات مملوکہ اسقف بریسلا پر پچیس فیصدی لگان کے برابر محصول لگایا گیا تھا - اس کے علاوہ دونوں مذاھب کے پیشوایان کلیسا کی اراضیات پر لگان کا پچاس فیصدی محصول عائد کیا گیا تھا اور ان اضلاع پر چالیس فیصدی تھا ' جو مالٹا اور ٹیونس طبقات کے حکمرانوں کے تحت امرونہی تھے - استنجار شریفہ پر اڑتیس اور ایک تہائی فیصدی محصول تھا اور اراضیات استنجار رذیلہ پر پینتس اور ایک تہائی لگایا گیا تھا -۲

اور ریاست بوھیمیا - | بیان کیا جاتا ہے کہ بوھیمیا کی اراضیات کی پیمائش کرانے اور ان کی مالیت کا تخمینہ لگانے میں سو سال سے زیادہ لگے تھے - یہ کام معاھدہ ۱۷۴۸ء کے بعد موجودہ قیصرہ۳ کے زیر فرمان پایۂ تکمیل کو پہنچا - ریاست میلان کی پیمائش کا کام چارلس ششم کے عہد حکومت میں شروع کیا گیا تھا جو سن ۱۷٦۰ء میں جا کر تکمیل کو

---

۱ ملاحظہ ہو یادداشت متعلقہ محصولات - حصہ اول - صفحہ ۱۱۴ - صفحہ ۱۱۵ اور صفحہ ۱۱٦ -

۲ ملاحظہ ہو یادداشت متعلقہ محصولات جلد اول - صفحات ۱۱۷ تا ۱۱۹ -

۳ ملاحظہ ہو یادداشت محصولات جلد اول صفحہ ۷۹ اور صفحات ۸۳ اور ۸۴ -

پہنچا - یہ صحیح ترین بندوبست سمجھا جاتا ہے - سیوائے اور پیڈماؤنٹ کی پیمائش کا کام اخیر شاہ سارڈینا کے حکم سے شروع کیا گیا تھا - ۱

پرشیا میں محصول اراضی کلیسائی اراضیات پر دوسری اراضیات کے مقابلے میں زیادہ تھا -

شاہ پروشیا کے ممالک محروسہ میں اہل کلیسا کی اراضیات پر اور زمینداروں کی نسبت زیادہ محصول لگایا جاتا ہے -۲ کلیسا کی جو کچھ آمدنی ہے اس کا بیشتر حصہ باقی ماندہ اراضی کے لگان پر ایک گونہ بار ہے - یہ امر بالکل شاذ ہے کہ اس کا کوئی جز کبھی اصلاح اراضی پر صرف ہوتا ہو یا ایسے امور پر لگایا جاتا ہو، جن سے کسی حیثیت سے عامۃ الناس کی جماعت کثیر کے مداخل و محاصل میں اضافہ ہوتا ہو - غالباً یہی وجہ تھی کہ شاہ پروشیا نے یہ مناسب سمجھا کہ اس پر قدرے زیادہ محصول لگایا جائے کہ ریاست کی ضروریات پوری ہو سکیں - بعض بعض ممالک میں کلیسائی اراضیات پر کسی قسم کا کوئی محصول نہیں ہوتا - ان کے علاوہ کچھ ایسے ملک ہیں جن میں اراضیات کلیسا پر محصول تو ہے مگر دیگر اراضیات کے مقابلے میں کم ہے - ریاست میلان میں ۱۸۷۵ء سے پہلے کچھ اراضیات کلیسا کی ملکیت میں تھیں، ان اراضیات پر ان کی مالیت کے ایک تہائی حصے کے برابر محصول لگایا جاتا تھا -۳

استنجار شریفہ اور استنجار رذیلہ کے درمیان عموماً فرق ملحوظ رکھا جاتا ہے

سلیشیا میں استنجار شریفہ پر تین فیصدی محصول زیادہ لگایا جاتا ہے اور استنجار رذیلہ پر تین فیصدی سے کم عائد کیا جاتا

---

۱ ملاحظہ ہو یادداشت متعلقہ محصولات جلد اول صفحہ ۲۸ اور ۲۸۷ تا ۳۱۶ -
۲ جیسا کہ ابھی معرض بیان میں آ چکا ہے -
۳ ملاحظہ ہو یادداشت متعلقہ محصول جلد اول صفحہ ۲۸۲ -

ھے ۔ استنجار شریفہ کو عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا ھے ۔ اس کو گوناگوں مراعات بھی حاصل ھیں ۔ اس لئے شاہ پرشیا کا خیال ھے کہ اس قسم کے استنجار پر قدرے محصول زیادہ عائد کیا جائے گا تو مالکان اراضی کے لئے تکلیف کا موجب نہ ھوگا اور اگر استنجار رذیلہ پر قدرے کم محصول لگایا جائے گا تو اس سے اس ذلت و خواری کی قدرے تلافی ھو سکے گی ' جو استنجار رذیلہ سے وابستہ ھے ۔ بعض ملکوں میں حالت اس کے برعکس ھے ۔ وھاں استنجار رذیلہ پر محصول کم نہیں لگایا جاتا بلکہ قدرے زیادہ عائد کیا جاتا ھے اور اس ذلت و خواری کی تلافی نہیں کی جاتی جو اس استنجار رذیلہ سے وابستہ ھے بلکہ اس عدم مساوات کو اور بھی نمایاں کیا جاتا ھے ۔ شاہ سارڈینا کے ممالک محروسہ میں اور فرانس میں ایک نظام حقیت رائج ھے ' جس کا نام ھے چند پشتی حقیت اصلی یا چند پشتی حقیت زرعی ۔ اس نظام کی رو سے محصول کا تمام بار استنجار رذیلہ پر پڑتا ھے ' استنجار شریفہ پر مطلق نہیں پڑتا ۔ استنجار شریفہ بالکل معافی‌دار ھوتا ھے ۔

جس محصول کی تشخیص پیمائش اراضی اور تخمینہ مالیت پر مبنی ھوتی ھے ' اس محصول میں نشیب و فراز واقع ھو جاتے ھیں ۔

جس محصول کی تشخیص پیمائش اراضی اور تخمینہ مالیت پر مبنی ھوتی ھے وہ ابتدا ابتدا میں نشیب و فراز سے مبرا ھوتا ھے لیکن کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرنے پاتا کہ اس میں نشیب وفراز نمودار ھو جاتے ھیں ۔ اب نشیب و فراز کے انسداد کے لئے لازم ھوتا ھے کہ حکومت ھر کھیت کی کیفیت اور پیداوار کے تغیر پر توجہ مبذول کرے اور اس تکلیف دہ امر کی طرف سے کبھی بےپروائی کا ارتکاب نہ کرے ۔ حکومت پروشیا' حکومت بوھیمیا ' حکومت سارڈینا اور ریاست میلان اس باب میں خاص

طور پر محتاط ہیں اور ہمیشہ اس طرف توجہ کرتی ہیں - لیکن اس قسم کی توجہ کی نوعیت حکومت کی طبیعت کے خلاف ہوتی ہے، اس لئے زیادہ دیرپا نہیں ہوتی اور اگر عرصہ دراز تک قائم رکھی جاتی ہے تو اس سے محصول ادا کرنے والوں کو قدرے اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے کہ وہ سہولت اس کی تلافی نہیں کر سکتی جو اس دائمی توجہ سے ان کو حاصل ہو سکتی ہے -

مثلاً مونٹیا بن - بیان کیا جاتا ہے کہ ریاست عامہ مونٹیابن کی اراضی کی پیمائش اور مالیت کے تخمینے میں نہایت صحت و صفائی سے کام لیا گیا ہے اور اس کے مطابق ۱۶۶۶ء میں ان اراضیات پر وہی محصول لگایا گیا جو چند پشتی حقیت[1] اصلی یا چند پشتی حقیت[2] زرعی پر لگایا جاتا ہے - ۱۷۲۷ء تک اس تشخیص میں سر تا سر نشیب و فراز نمودار ہو گئے - اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے حکومت کے پاس اس کے سوا چارہ کار نہ تھا کہ ایک اور محصول لگا دے چنانچہ تمام آبادی پر ایک لاکھ بیس ہزار لیور محصول لگا دیا گیا - اس زائد محصول کی شرح مختلف اضلاع میں مختلف تھی اور حقیت کے ماتحت تشخیص قدیم کے مطابق تھی - لیکن یہ محصول ان اراضیات پر لگایا گیا تھا جن پر فی الواقع محصول کم شرح سے عائد کیا گیا تھا اور اس سے ان کی

---

۱ ملاحظہ ہو طبع دوم سے لے کر طبع پنجم تک - یہ لفظ ''حقیت'' اس جگہ غلط چھپا ہے -

۲ ملاحظہ ہو یاد داشت متعلقہ محصولات جلد دوم صفحہ ۱۳۹ اور صفحات ۱۴۵ تا ۱۴۷ -

اعانت و امداد کا سامان فراہم کیا گیا تھا ، جن پر از روئے تشخیص شرح بالا سے محصول معین کیا گیا تھا ۔ مثلاً دو اضلاع ھیں که از روئے حالت اصلی ایک پر نو سو لیور محصول لگنا چاھئے تھا اور دوسرے پر گیارہ سو عائد ھونا لازم تھا لیکن تشخیص قدیم کے اعتبار سے دونوں پر ایک ایک ھزار لیور محصول لگا دیا گیا تھا ۔ یه زائد محصول دو اضلاع پر به شرح گیارہ سو لیور لگا دیا گیا تھا لیکن یه زائد محصول صرف ان اضلاع پر عائد کیا گیا تھا جن پر پہلے محصول کم لگا تھا اور اس سے مقصود یه امر تھا که ان اضلاع کو امداد پہنچائی جائے جن پر محصول به شرح زائد لگایا گیا تھا ۔ اس کا نتیجه یه ھوا که آخرالذکر کو صرف نو سو لیور دینے پڑے ۔ اس زائد محصول سے حکومت کو نه فائدہ ھوا نه نقصان ، یه صرف اس نشیب و فراز کے تدارک کے لئے لگایا گیا ھے جو تشخیص قدیم کی رو سے پیدا ھو گیا تھا ۔ اس کا اطلاق ریاست عامه کے کارندوں کے اختیار تمیزی پر منحصر ھے ۔ یه کارندے اپنی عقل و دانش کے مطابق اس میں کمی بیشی کرتے رھتے ھیں ۔ اس اعتبار سے یه محصول بہت حد تک استبداد پسندی پر مبنی ھے ۔

وہ محصول جو پیدا وار سے متناسب ھیں اور لگان سے متناسب نہیں ھیں ۔

پیداوار پر عائد شدہ ٹیکس آخر کار مالک اراضی کی جانب سے ادا کئے جاتے ھیں ۔

جو محصول پیداوار اراضی پر لگائے جاتے ھیں در اصل لگان پر بار انداز ھوتے ھیں ۔ اگرچه ابتدائی حالت میں یه محصول کاشت

کاروں اور زراعت کاروں کی جیبوں سے نکلتے ہیں مگر بالآخر زمینداروں
کی طرف سے ادا کئے جاتے ہیں - پیداوار اراضی کا ایک خاص حصہ
محصول کی نذر کرنا پڑتا ہے - کاشت کار اس حصے کی مالیت کا
تخمینہ لگاتے اور یہ دیکھتے ہیں کہ سال بہ سال اس صنف میں
کس قدر خرچ ہو سکتا ہے - کاشت کار یہ تخمینہ اس قدر صحت و صفائی
سے لگاتے ہیں جس قدر ان کے امکان میں ہوتا ہے - یہ کاشت کار
اس قدر حصہ زمیندار کے لگان میں سے وضع کر لیتے ہیں - کوئی
کاشت کار ایسا نہیں کہ اس امر کا تخمینہ پہلے سے نہیں لگا لیتا کہ
اس سال عشر کلیسا کی مقدار کیا ہوگی اور یہ عشر کلیسا بھی ایک
گونہ محصول اراضی ہے -

ان محصولات میں بہت نشیب و فراز ہیں -

بظاہر یہ عشر اور اسی قسم کے اور
محصولات اراضی بالکل مساوات پر مبنی
معلوم ہوتے ہیں لیکن در اصل ان میں بہت کچھ نشیب و فراز ہیں -
مختلف حالات میں پیداوار کے ایک خاص حصے کی قیمت لگان کے ایک
بالکل مختلف حصے کی قیمت کے برابر ہوتی ہے - بعض زر خیز حصوں
میں پیداوار کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے نصف
حصے سے وہ راس المال نکل آتا ہے جو کاشتکار کاشت اراضی پر
لگاتا ہے اور اسی میں سے کاشت کار کے سرمایے کا وہ منافع بھی
نکل آتا ہے جو عام طور پر اس نواح میں نکل سکتا ہے
اور نصف آخر سے یا بالفاظ دیگر اس پیداوار کے دوسرے حصے کی
قیمت سے وہ زمیندار کا لگان ادا کر سکتا ہے لیکن شرط یہ
ہے کہ عشر نہ ہو - اگر عشر ہوتا ہے تو پیداوار کا دسواں حصہ عشر
میں سے نکل جاتا ہے تو لازم آتا ہے کہ لگان اراضی میں پانچویں حصے
کی کمی کی جائے - اگر یہ کمی نہیں کی جاتی تو کاشت کار کے راس المال

اور معمولی منافع کی باز یابی نہیں ہو سکتی۔ اس صورت میں زمیندار کا لگان نصف نہیں ہوتا یعنی دس حصوں میں سے اس کو پانچ حصے نہیں ملتے بلکہ صرف چار حصے ملتے ہیں۔ اس کے برعکس ان اراضیات کی حالت ہے جن میں پیدا وار کم ہوتی ہے۔ ان اراضیات میں بعض اوقات پیداوار اس قدر کم اور مصارف کاشت اس قدر زیادہ ہوتے ہیں کہ کاشت کار کے راس‌المال اور معمولی منافع کی بازیابی کے لئے کل پیدا وار اراضی کے پانچ حصوں میں سے چار حصے مطلوب ہوتے ہیں۔ اندریں حالات بلا عشر بھی زمیندار کا لگان پانچویں حصے سے زیادہ نہیں ہو سکتا یا بالفاظ دیگر دس حصوں میں دو حصے ادائے لگان کے لئے مطلوب ہوتے ہیں۔ لیکن جب کاشت کار کو کل پیدا وار کا دسواں حصہ بطریق عشر دینا پڑتا ہے تو لازم ہے کہ یہ حصہ زمیندار کے لگان سے وضع کیا جائے۔ اس صورت میں زمیندار کا حصہ کم ہو کر صرف دسواں حصہ رہ جائے گا۔ زرخیز اور سیر حاصل زمینوں کے لگان میں بعض بعض صورتوں میں عشر ایک ایسا محصول ہوتا ہے جس کی مقدار پانچویں حصے سے زیادہ نہیں ہوتی، جو چار شلنگ فی پونڈ کے برابر ہوتا ہے لیکن کم حاصل اراضیات میں بعض اوقات اس محصول کا تناسب نصف تک پہنچ جاتا ہے یعنی ایک پونڈ میں سے دس شلنگ محصول کی نذر ہو جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ اصلاح و ترمیم ہوتی ہے اور نہ اچھی طرح کاشت کی جاتی ہے۔

عشر لگان پر ایک گونہ محصول ہے۔ اس حیثیت سے اس میں بہت کچھ نشیب و فراز پایا جاتا ہے۔ اس سے نہ تو زمینداروں کو اس امر کی ترغیب ہوتی ہے کہ اراضی کی حیثیت میں اصلاح و ترقی کریں اور نہ کاشت کاروں کو اس بات کی تحریص ہوتی ہے کہ

زراعت اور کھیتی باڑی اچھی طرح کریں - زمیندار کبھی یہ جسارت نہیں کر سکتے کہ اہم اور ضروری اصلاحات کا ارادہ کریں اس لئے کہ ان کے لئے مصارف کثیر مطلوب ہوتے ہیں اور کاشت کار کبھی یہ ہمت نہیں کر سکتے کہ گراں قدر فصلیں بوئیں اس لئے کہ ان کے لئے بہت خرچ کی ضرورت پیش آتی ہے - ان دونوں کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کلیسا اس قدر کثیر حصے کی حق دار بن بیٹھتی ہے حالانکہ مصارف میں کسی قسم کا حصہ نہیں لیتی - مجیٹھ کی کاشت پر عشر لگتا ہے اس لئے یہ کاشت عرصۂ دراز تک صوبہ جات متحدہ تک محدود رہی چونکہ یہ صوبہ جات متحدہ پریس بی ٹیری علاقے میں شامل ہیں اور ان میں یہ تباہ کن عشر رائج نہیں ہے، اس حیثیت سے ان کو اس مفید اور کارآمد رنگ کی کاشت کی تمام یورپ میں اجارہ داری حاصل ہے - ابھی حال میں اس کی کاشت کی انگلستان میں کوشش کی گئی ہے اس لئے کہ ایک قانون وضع کیا گیا ہے کہ مجیٹھ [1] کی کاشت پر عشر کی جگہ پانچ شلنگ فی ایکڑ محصول وصول کیا جاتا ہے -

اکثر ایشیائی ملکوں میں ریاست کے محاصل کا جز اعظم یہ ہیں -

یورپ کے اکثر ملکوں میں کلیسا کے مصارف کا بار محصولات اراضی پر ہوتا ہے جو پیداوار اراضی کے متناسب ہوتے ہیں مگر لگان اراضی سے متناسب نہیں ہوتے - اسی طرح ایشیائی ملکوں میں ریاست کے مصارف کا انحصار انہیں محصولات پر ہوتا ہے - چین میں شاہ چین کی آمدنی کا بیشتر جز اسی عشر

۱ ملاحظہ ہو - قانون نمبر ۱۳ - مجریہ جارج دوم - قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۱۲ - یہ سلسلہ قانون نمبر ۰ مجریہ جارج سوم - قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۶۸ -

پر مبنی ہے۔ سلطنت چین کی تمام اراضیات کی پیداوار کا دسواں حصہ خزانۂ شاہی کے لئے نکلتا ہے۔ یہ عشر معتدل اور متوسط ہے۔ یہاں تک کہ بعض صوبوں میں یہ کل پیداوار کا تیسواں حصہ ہوتا ہے، اس سے زیادہ نہیں ہوتا۔ جو محصول یا لگان اراضی بنگال کے مسلم فرمانرواؤں کو دیا جاتا تھا وہ کل پیداوار کا پانچواں حصہ شمار ہوتا تھا۔ یہ اس زمانے سے پہلے کا ذکر ہے کہ بنگال پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا تسلط ہوا تھا۔ اسی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ مصر قدیم میں بھی کل پیداوار کا پانچواں حصہ محصول میں دیا جاتا تھا۔[۱]

بیان کیا جاتا ہے کہ تاجداران ممالک کو اراضی کی اصلاح و درستی میں اور ان کی کاشت و زراعت میں دلچسپی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس قسم کے محصول کی وجہ سے سلاطین ایشیا کو حثیت اراضی کی اصلاح و درستی میں اور اس کی کاشت و زراعت میں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔[۲] بیان کیا جاتا ہے کہ سلاطین چین، مسلم فرمانروایان بنگال اور قدیم شاہان مصر سڑکوں اور نہروں کے بنانے کی طرف نہایت شدید توجہ مبذول کرتے تھے اور ان کا رکھ رکھاؤ اور ان کی مرمت و درستی کے امور میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔ اس سے ان کا مدعا یہ تھا کہ جہاں تک ہو سکے اراضی کی پیداوار کی مقدار میں اضافہ کیا جائے اور اس پیداوار کے لئے بڑے سے بڑے بازار فراہم کئے جائیں کہ اس پیداوار سے زیادہ قیمت حاصل ہو سکے۔ چنانچہ سلاطین اس قدر وسیع بازار فراہم کر دیتے تھے جس قدر ان کے ممالک محروسہ کی حدود اجازت دیتی تھیں۔

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب پیدائش۔ باب ۴۷۔ آیت ۲۶۔
۲ ملاحظہ ہو۔ کتاب ھذا کے دفتر چہارم کا نواں باب۔

عشر کلیسا اس قدر چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے کہ ارکان عشر کو حیثیت اراضی کی اصلاح و درستی کے باب میں کسی قسم کی دلچسپی نہیں ہو سکتی - کسی علاقے کے قسیس کو اس معاملے میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ ملک کے دور دراز علاقوں کے درمیان سڑک بنائے یا نہریں بنائے، محض اس لئے کہ ان چیزوں کی وساطت سے اپنے علاقے کی پیدا وار کے لئے بازار فراہم کر سکے - جب اس قسم کے محصولات سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ان سے ریاست کے مصارف نکلیں تو ان سے ایک گونہ فائدہ ہوتا ہے اور اس فائدے کی بدولت کسی حد تک اس نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے جو عام طور پر ان سے ہوتے ہیں لیکن جب ان سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ان سے محض کلیسا کے مصارف نکلیں تو ان سے کسی طرح کا فائدہ نہیں ہوتا صرف تکلیف ہی تکلیف ہوتی ہے -

محصولات جنس کی صورت میں دئے جا سکتے ہیں بازو نقد کی صورت میں قابل ادا ہو سکتے ہیں -

جو محصولات پیدا وار اراضی پر لگائے جاتے ہیں وہ یا تو جنس کی صورت میں وصول کئے جاتے ہیں یا زر نقد کی صورت میں قابل حصول ہوتے ہیں - اس صورت میں ایک خاص معیار کے مطابق ان کی مالیت کا تخمینہ لگایا جاتا ہے -

جنس کی صورت میں محصولات حاصل کرنا خزانہ عامرہ کے بالکل ناموزوں ہے -

ممکن ہے کہ کسی علاقے کے قسیس کے لئے یہ امر مفید ہو کہ اپنا عشر جنس کی صورت میں وصول کرے - اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک کم مایہ شریف آدمی بھی اس قسم کے جنسی لگان کو اپنے حق میں مفید سمجھتا ہو اس لئے کہ اس کے لئے وجہ معاش اس کی یہی مختصر سی جاگیر ہے - اندریں صورت ایک طرف تو وصول شدہ لگان کی مقدار مختصر ہوتی ہے دوسری طرف اس علاقے کا رقبہ

بھی محدود ہوتا ہے جس میں سے یہ لگان وصول کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ دونوں شخص اپنے اپنے حصہ لگان کی نگرانی بطور خود کر سکتے اور اس کے ہر حصے کو اپنی آنکھوں کے سامنے وصول بھی کر سکتے ہیں اور بیچ بھی سکتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک بڑا زمیندار ہے کہ دارالحکومت میں رہتا ہے۔ وہ اپنی وسیع اور کثیر جاگیر کی نگرانی بطور خود نہیں کر سکتا۔ یہ شخص اگر غفلت کرتا ہے تو نقصان عظیم کے خطرے میں پڑتا ہے اور جب اس کی ریاست کے دور افتادہ حصے کا لگان جنسی صورت میں وصول کیا جاتا ہے تو اس کے کارندوں اور گماشتوں کو غبن اور فریب کا خوب موقع مل جاتا ہے۔ اسی طرح محصول وصول کنندہ افسروں کی بد نظمی اور غارت گری سے والیان ریاست کے محاصل کو نقصان عظیم کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ نقصان لازمی طور پر زمینداروں کے نقصان سے زیادہ ہوتا ہے۔ زمیندار خواہ کتنے ہی بے پروا اور لا ابالی کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی اپنے نوکروں چاکروں پر اس سے زیادہ نظر رکھ سکتے ہیں جتنی بے پروا اور لا ابالی والیان ریاست اپنے کارندوں اور گماشتوں پر رکھ سکتے ہیں۔ محاصل سرکاری جو جنس کی صورت میں ادا کئے جاتے ہیں تحصیل کنندہ افسروں کی بدنظمیوں کا شکار ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان محصولات کا ایک حصہ کثیر خزانہ شاہی تک نہیں پہنچتا جو رعایا پر لگائے جاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چین کے محاصل سرکاری کا ایک حصہ اسی طرح جنسی لگان کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ حاکموں اور تحصیل کنندہ افسروں کی طبعی خواہش ہے کہ یہ رواج بدستور قائم رہے اس لئے کہ اس رواج میں جس قدر بد نظمی اور بدعنوانی کی گنجائش ہے اس قدر زر نقد کے لگان میں نہیں ہے۔

پیدا وار پر جو محصول زر نقد کی صورت میں لگایا جاتا وہ ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ اس میں جو کچھ نشیب و فراز ہوتے ہیں وہ پیداوار کی بازاری قیمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

پیدا وار اراضی پر جو محصول زر نقد کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ اس کی مالیت بازار کی قیمت پر منحصر ہوتی ہے۔ جس نسبت سے بازار کی قیمت میں کمی بیشی ہوتی ہے اسی نسبت سے اس محصول میں ہوتی ہے۔ دوسری یہ کہ مالیت کا تخمینہ دائمی طور پر مقرر کر دیا جاتا ہے مثلاً گندم کے ایک بشل کی قیمت ہمیشہ یکساں رہے گی خواہ باراز کی حالت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ پہلی صورت میں جو محصول وصول کیا جاتا ہے اس کی مقدار میں اس نسبت سے کمی بیشی ہوتی ہے جس نسبت سے زمین کی اصلی پیدا وار کی مقدار میں کمی بیشی ہوتی ہے اور اس کا انحصار صرف پیدا وار اراضی کی مقدار کی کمی بیشی پر ہوتا ہے اور اس امر پر بھی ہوتا ہے کہ زمین کی حثیت میں اصلاح و ترقی رونما ہوئی ہے یا اس کی طرف سے غفلت برتی گئی ہے اور دوسری صورت میں جو محصول وصول کیا جاتا ہے اس کی مقدار میں کمی بیشی کا انحصار صرف پیدا وار اراضی کی مقدار کی کمی بیشی پر نہیں ہوتا بلکہ قیمتی دھاتوں کی پیدا وار کی کمی بیشی پر بھی ہوتا ہے اور ان کی قیمت کی کمی بیشی کو بھی اس میں دخل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ لحاظ بھی رکھا جاتا ہے کہ کس وقت کس مالیت کے سکے میں کس دھات کی کتنی مقدار شامل تھی۔ صورت اول میں جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ ہمیشہ اصلی پیدا وار اراضی کی قیمت کے متناسب ہوتا ہے۔ دوسری صورت میں جو کچھ وصول ہوتا ہے وہ مختلف حالات میں مختلف ہوتا ہے اور اس کی مالیت کا تناسب بھی بالکل

مختلف ہوتا ہے۔

جب محصول کے معاوضے میں زر نقد کی کوئی خاص رقم ادا کی جاتی ہے تو وہ برطانی محصول اراضی کے مطابق ہو جاتی ہے۔

جب نہ تو پیدا وار اراضی کا کوئی خاص حصہ محصول میں دیا جائے اور نہ اس حصے کی قیمت ادا کی جائے بلکہ ان کی جگہ تمام محصول یا عشر کے معاوضے میں زر نقد کی رقم ادا کی جائے تو اس صورت میں محصول کی نوعیت بالکل وہی ہوجاتی ہے جو انگلستان میں رائج ہے۔ اس کا نشیب وفراز لگان اراضی سے وابستہ نہیں ہے۔ اس سے نہ تو اراضی کی اصلاح ودرستی کی ترغیب ہوتی ہے اور نہ اس کی طرف سے استغنا کا رحجان پیدا ہوتا ہے۔ اضلاع کلیسا کے اکثر حصوں میں ایک گونہ عشر ادا کیا جاتا ہے جس کا نام محصول نقد ہے۔ یہ ہر قسم کے عشر کے معاوضے میں ادا کیا جاتا ہے۔ بنگال میں مسلمانوں کے عہدحکومت میں پیداوار اراضی کا پانچواں حصہ لگان جنسی کی حیثیت سے نہیں دیا جاتا تھا بلکہ وہاں کی بیشتر زمینداریوں میں یہی طریقہ زر نقد رائج تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ طریقہ زر نقد اعتدال اور میانہ روی پر مبنی تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازموں نے بعض صوبوں میں اس طریقہ زر نقد کو بدل ڈالا اور اس کی جگہ جنسی لگان کا طریقہ مروج کر دیا اور یہ ادعا کیا کہ اس طریق کار سے محاصل سرکاری اپنی اصلی قیمت تک پہنچ جائیں گے۔ ان کے نظام تصرف میں اس امر کا قوی احتمال تھا کہ اس تبدیلی سے حثیت اراضی میں کسی قسم کی اصلاح و درستی نہ ہو او زراعت و کاشت کاری کی طرف لوگوں کا میلان نہ رہے اور سرکاری محصول کے وصول کرنے میں لوگوں کے لئے بد نظمی اور بدعنوانی کے ارتکاب کے لئے مواقع نکل آئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سرکاری محصول کی مقدار اس وقت بہت زیادہ تھی

جب بنگال میں کمپنی کی حکومت نہ تھی۔ جب سے کمپنی کی حکومت ہوئی تھی سرکاری محصول میں نمایاں کمی پڑ گئی تھی۔ ممکن ہے کہ اس تبدیلی سے کمپنی کے کارندوں اور ملازموں کو کچھ فائدہ پہنچا ہو لیکن انہوں نے جو کچھ فائدہ اٹھایا وہ غالباً اپنے آقاؤں اور ملک کے باشندوں کو نقصان پہنچا کر اٹھایا۔

کرایہ مکانات پر

محصول

کرایہ مکان کے دو جز ہوتے ہیں۔

کرایہ مکان کے دو جز ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام کرایہ عمارات ہے اور یہ نام نہایت موزوں اور مناسب ہے۔ دوسرے کا نام کرایہ زمین ہے۔

کرایہ عمارات۔

کرایہ عمارات اس راس المال کا سود یا منافع ہے جو تعمیر عمارت پر لگایا جاتا ہے۔ مکان سازی کی تجارت کو اور اقسام تجارت کے برابر رکھنے کے لئے لازم ہے کہ عمارت کا کرایہ اتنا ہو کہ اس میں سے مکان ساز کو اس قدر سود حاصل ہو جائے جس قدر اس صورت میں حاصل ہوتا جب وہ یہی راس المال کسی کو ضمانت پر قرض دیتا۔ اس کے علاوہ اسی میں سے وہ رقم بھی نکل آئے جو اس عمارت کی دائمی مرمت و درستی کے لئے مطلوب ہوتی ہے یا بہ الفاظ دیگر کرایہ اتنا ہو کہ اس سے ایک خاص معیاد کے اندر اندر اس راس المال کی بازیابی ممکن ہو جو مکان ساز تعمیر مکان پر لگاتا ہے۔ کرایہ عمارت

یا معمولی منافع عمارت میں ہر جگہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور یہ کمی بیشی زر نقد کے معمولی سود پر مبنی ہوتی ہے جہاں شرح سود چار فیصدی ہوتی ہے، وہاں کرایہ مکان کی شرح چھ ساڑھے چھ فیصدی ہونی چاہئے اور زمین کا کرایہ اس کے علاوہ ہونا چاہئے جہاں کرایہ مکان کی شرح یہ ہوتی ہے وہاں مکان ساز کو مکان سازی کے تمام مصارف سے کافی منافعہ حاصل ہو سکتا ہے جہاں شرح سود پانچ فیصدی ہوتی ہے وہاں شرح کرایہ عمارات سات ساڑھے سات فیصدی ہونی چاہئے۔ اگر مکان ساز کو اس تجارت مکان سازی میں معمولی شرح سود سے زیادہ منافعہ ہوتا ہے تو راس المال دیگر اقسام تجارت سے نکلتا ہے اور اس تجارت میں لگ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منافعہ کم ہو کر پھر اپنی اصل سطح پر چلا جاتا ہے اور اگر کسی وقت مکان ساز کو اس تجارت مکان سازی سے اس سے کم آمدنی حاصل ہوتی ہے تو راس المال اس تجارت میں سے نکلتا اور دیگر تجارتوں میں لگ جاتا ہے اور شرح منافعہ از سرنو بڑھ جاتی ہے۔

(۲) کرایہ زمین۔ کرایہ مکان کا جو حصہ معقول منافعے سے زیادہ ہوتا ہے وہ فطری طور پر کرایہ زمین کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور جہاں کہیں مالک مکان اور مالک زمین مختلف اشخاص ہوتے ہیں یہ کرایہ زمین قریب قریب تمام صورتوں میں مالک زمین کو دیا جاتا ہے۔ یہ زائد کرایہ وہ قیمت ہے جو کرایہ داروں کو جائے وقوع کے معاوضے میں دینا پڑتا ہے خواہ اس جائے وقوع سے اصلی معنوں میں فائدہ پہنچتا ہو یا نہ پہنچتا ہو۔ دیہات میں کرایہ زمین کو کچھ اہمیت حاصل نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ مقام شہر سے دور ہوتا ہے اور وہاں انتخب کی کچھ کمی نہیں ہوتی ہے اور اگر کچھ اہمیت ہوتی ہے تو اتنی ہی کم ہوتی

ہے جتنی زرعی زمین کو حاصل ہوتی ہے جس پر جو کرایہ لگایا جاتا ہے وہ اس پیداوار کے حساب سے لگایا جاتا ہے جو اس کے برابر کے قطعہ اراضی میں ہو سکتا ہے۔ شہروں کے گرد و نواح میں دیہاتی محل ہوتے ہیں۔ ان کا کرایہ زمین سے قدرے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ محل خوبصورت اور آرام دہ ہوتے ہیں اس لئے ان کا کرایہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ کرایہ زمین صدرمقامات پر عموماً سب سے زیادہ ہوتا ہے اور ان حصوں میں اور بھی زیادہ ہوتا ہے جہاں مانگ زیادہ ہوتی ہے اس سے بحث نہیں کہ یہ مانگ کیوں ہے۔ خواہ یہ مانگ کار و بار اور تجارت کے اعتبار سے ہو، سیر و تفریح اور لطف مجلس کے لحاظ سے ہو یا اس کی بنا محض خود نمائی اور وضع پرستی پر ہو۔

کرایہ مکانات پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ کچھ تو کرایہ داروں پر پڑتا ہے اور کچھ مالکان زمین کے ذمے ہوتا ہے۔

کرایہ مکانات پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ کرایہ داروں کی طرف سے واجب الادا ہوتا ہے اور اس میں اور ہر ایک مکان کے تمام کرائے میں ایک خاص نسبت پیش نظر رکھی جاتی ہے۔ یہ محصول کسی طرح کرایہ عمارت پر اثر انداز نہیں ہوتا کم از کم ایک معتدبہ مدت تک اس کا اس پر کچھ اثر مرتب نہیں ہوتا۔ اگر مکان ساز کو معقول منافعہ نہیں ہوتا تو وہ اس مکان سازی کی تجارت کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں کچھ زیادہ عرصہ گزرنے نہیں پاتا کہ اس کی تجارت میں منافع زیادہ ہونے لگتا ہے اور دیگر تجارت کے منافع کی سطح تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں مکان سازی کی ضرورت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ محصول تمامترمالکان زمین پر بھی نہیں پڑتا بلکہ یہ دونوں پر منقسم ہو جاتا ہے۔ کچھ کرایہ

داروں پر پڑتا ھے اور کچھ مالکان زمین کے ذمے ھو جاتا ھے -

اس کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا جاتا ھے۔

مثلاً فرض کیجئے کہ ایک شخص ھے کہ یہ خیال کرتا ھے کہ میں کرایہ مکان کے لئے ساٹھ پونڈ سالانہ کے مصارف برداشت کر سکتا ھوں اور یہ بھی فرض کیجئے کہ چار شلنگ فی پونڈ مقدار محصول ھے یعنی پانچواں حصہ کرایہ داروں کو محصول کی صورت میں دینا پڑتا ھے یہ بار بھی اسی مکان پر پڑتا ھے اس لئے جس مکان کا کرایہ ساٹھ پونڈ سالانہ ھے وہ کرایہ دار کو بہتر پونڈ سالانہ میں پڑتا ھے - اس صورت میں کرایہ دار کو اپنی گنجائش سے بارہ پونڈ سالانہ زیادہ صرف کرنے پڑتے ھیں - اس لئے وہ شخص اس امر پر مجبور ھوتا ھے کہ اس سے کم حیثیت کے مکان پر قانع ھو یعنی پچاس پونڈ سالانہ کا مکان کرایہ پر لے- اس پر دس پونڈ سالانہ محصول لگتا ھے تو ساٹھ پونڈ سالانہ ھو جاتا ھے - یہ شخص خیال کرتا ھے کہ یہ خرچ میری گنجائش کے اندر ھے - اگر یہ شخص دس پونڈ سالانہ زیادہ دینا گوارا کرتا تو اس سے زیادہ آرام دہ مکان کرائے پر لے سکتا مگر ادائے محصول کے لئے دس پونڈ سالانہ کی گنجائش نکالنے کے لئے یہ شخص اپنے آرام میں کمی کرنی گوارا کرتا ھے اور ظاھر ھے کہ یہ شخص اپنے آرام میں کمی کر سکتا ھے - اس سے پوری طرح بے نیاز نہیں ھو سکتا - لیکن اگر یہ محصول نہ ھوتا تو اس کو پچاس پونڈ سالانہ پر اس سے بہتر مکان مل سکتا جتنا محصول کی صورت میں مل سکتا ھے - اس قسم کے محصول کا نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ ان مکانوں کے کرائے میں مقابلہ کم ھو جاتا ھے جن کا کرایہ ساٹھ پونڈ سالانہ ھو جاتا ھے - اسی طرح ان مکانوں میں مقابلے میں کمی پڑ جاتی ھے جن کا کرایہ پچاس پونڈ سالانہ ھوتا ھے - اسی طرح بہ تدریج یہ

مقابلہ کرائے کے مکانات میں کم ہو جاتا ہے۔ صرف وہ مکانات اس مقابلے سے سستے ہوتے ہیں جن کا کرایہ کم سے کم ہوتا ہے مگر اس قسم کے مکانات میں مقابلہ بڑھ جاتا ہے اور کچھ مدت تک بڑھتا رہتا ہے۔ لیکن جس جس قسم کے مکانات میں مقابلے کی کمی ہوتی ہے، اس میں کرائے کی بھی کچھ کچھ کمی نہ بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس تخفیف کا اثر کرایہ مکانات پر کچھ زیادہ عرصے تک نہیں رہتا کیونکہ بالآخر یہ سب کا سب کرایہ زمین پر پڑتا ہے بالآخر یہ محصول کچھ تو کرایہ داروں کی جیبوں سے نکلتا ہے۔ یہ کرایہ دار اس محصول کی ادائگی کے لئے اپنے آرام میں کمی کرنی گوارا کرتے ہیں اور کچھ مالکان زمین کی جیبوں سے نکلتا ہے۔ ان کو اس حصے کی ادائگی کے لئے اپنے مداخل کے ایک حصے سے دست کش ہونا پڑتا ہے۔ اس امر کا تعین کرنا کچھ آسان کام نہیں ہے کہ یہ محصول ان دونوں میں کس نسبت سے منقسم ہوتا ہے۔ یہ تقسیم مختلف حالات میں مختلف ہوتی ہے اس لئے لازم ہے کہ اس قبیل کے محصول کا جو اثر مرتب ہو وہ مختلف حالات میں بالکل نا برابر ہو یعنی کرایہ داروں اور مکان داروں پر جو اس کا اثر پڑے وہ بالکل یکساں نہ ہو۔

کرایہ داروں پر اس کا اثر یکساں نہیں ہوتا متمول حضرات پر زیادہ ہوتا ہے۔

اس قسم کے محصول کا اثر مختلف مالکان زمین پر مختلف پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تقسیم سر تا سر عدم مساوات پر مبنی ہے۔ اسی طرح اس محصول کا بار مختلف کرایہ داروں پر مختلف پڑتا ہے مگر اس کی تہ میں یہی عدم مساوات نہیں ہے بلکہ کوئی اور سبب بھی ہے۔ کرایہ مکان اور جملہ مصارف جات میں ایک خاص نسبت ملحوظ ہوتی ہے

مگر یہ نسبت مختلف مدارج دولت میں مختلف ہوتی ہے - جو طبقہ سب سے زیادہ متمول اور دولت مند ہے اس میں یہ نسبت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور جو سب سے زیادہ مفلس اور نادار ہے اس میں سب سے کم ہے اور جو طبقات ان دونوں کے بین بین ہیں ان میں یہ نسبت بھی کم و بیش ہوتی رہتی ہے - طبقۂ غربا کے مصارف کا بیشتر حصہ ضروریات حیات پر صرف ہوتا ہے - اس طبقے کے افراد کے لئے حصول غذا و خوراک دشوار ہے اور ان کی قلیل آمدنی کا بیشتر حصہ حصول خوراک کی نذر ہو جاتا ہے - اس کے برعکس طبقۂ امرا کے مصارف کا جزواعظم امور آسائش اور سامان زیبائش و نمائش پر صرف ہوتا ہے - ایک شاندار مکان ہر قسم کے سامان آرائش سے آراستہ اور ہر طرح کے لوازم آسائش سے پیراستہ ہوتا ہے اس میں تمام نمائشی اور زیبائشی چیزیں اس قرینے سے سجی ہوتی ہیں کہ ان کی شان دوبالا ہو جاتی ہے لہذا کرایہ مکانات پر جو محصول لگایا جاتا ہے، اس کا بار طبقۂ امرا پر سب سے زیادہ پڑتا ہے اس لئے اگر اس میں عدم مساوات اور نشیب و فراز نمودار ہیں تو معقولیت کے خلاف نہیں ہیں - یہ امر سر تا سر معقولیت کے معیار پر پورا اترتا ہے کہ مصارف عامہ کا بار طبقۂ امرا پر ڈالا جائے بلکہ معمولی، تناسب سے کچھ نہ کچھ زیادہ ڈالا جائے -

اس محصول کی نوعیت ایسی ہی ہے جیسی اور محصول کی ہوتی ہے جو قابل صرف اشیا پر لگایا جاتا ہے اس میں اور

کرایۂ مکانات اکثر اعتبار سے لگان اراضی سے مشابہ ہے مگر ایک اعتبار سے ان دونوں میں نمایاں فرق ہے - لگان اراضی ایک شے کے معاوضے میں

صارف کے دیگر مصارف میں ایک گونہ نسبت ملحوظ ہوتی ہے۔ اس سے معتدبہ آمدنی بھی ہوتی ہے۔

ادا کیا جاتا ہے جو حاصل خیز ہے یعنی لگان اراضی پیداوار اراضی میں سے دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس کرایۂ مکان ایک ایسی شے کے استعمال کے لئے دیا جاتا ہے جو حاصل خیز نہیں ہے یعنی مکان اور زمین مکان دونوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اس لئے جو شخص کرایۂ مکان ادا کرتا ہے وہ کسی اور آمدنی میں سے کرتا ہے اور وہ آمدنی اس سے بالکل مختلف اور جداگانہ ہوتی ہے۔ اس کا اس سے کچھ تعلق[1] نہیں ہوتا۔ کرایۂ مکانات پر جو محصول لگایا جاتا ہے خواہ یہ کرایہ محنت کی اجرت سے دیا جاتا ہو جو سرمایے کے منافع میں سے ادا کیا جاتا ہو یا لگان اراضی میں سے نکالا جاتا ہو۔ جہاں تک اس کا بار کرایہ داروں پر پڑتا ہے اس کا شمار ان محصولات میں ہوتا ہے جو کسی ایک آمدنی میں سے ادا نہیں کئے جاتے بلکہ آمدنی کے تینوں ذرائع میں سے ادا کئے جاتے ہیں، اس لئے اس نوعیت کے اعتبار سے اس میں اوز اس محصول میں کچھ فرق نہیں ہے جو دیگر قابل صرف اشیا پر لگایا جاتا ہے۔ الغرض یہ انسان جو کچھ خرچ کرتا یا اپنے صرف میں لاتا ہے اس سے اپنی فراخ حوصلگی یا تنگ دلی کا اظہار کرتا ہے۔ مگر یہ اظہار جس نسبت سے کرایۂ مکان سے ہوتا ہے۔ اسی نسبت سے مصارف کی کسی اور مد سے یا اخراجات کی کسی اور شق سے نہیں ہوتا۔ اخراجات کی اس خاص شق پر ایک خاص متناسب محصول عائد کیا جاتا ہے۔ یہ معتدبہ

---

[1] ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر دوم کا پہلا باب۔

مداخل کا ذریعہ ہے اور شاید اس قدر زیادہ ہے کہ اب تک یورپ میں اس سے زیادہ گراں قدر ذریعہ کوئی اور نہیں ہے۔ اگر محصول حد جائز سے متجاوز ہوتا ہے تو اکثر لوگ اس کی ادائگی سے پہلو تہی کرتے ہیں اور اس باب میں اس قدر جد و جہد کرتے ہیں جس قدر کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہی کرتے ہیں کہ چھوٹے مکانوں پر قناعت کریں اس کے بعد یہ کرتے ہیں کہ اپنے مصارف کے بیشتر حصے کا رخ کسی اور طرف پھیر دیتے ہیں۔

کرائے کی تشخیص آسان ہے خالی مکان مستثنیٰ ہونے چاہیں۔ ذاتی مکانوں پر محصول کرائے کے مطابق لگانا چاہئے۔

کرایۂ مکانات کی تشخیص آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اگر اس صنف میں وہی رویہ پیش نظر رکھا جائے جو لگان اراضی کی تشخیص میں رکھا جاتا ہے تو اس کی تشخیص کافی صحت و صفائی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ خالی مکانوں پر کسی قسم کا محصول نہ ہونا چاہئے۔ اگر ان پر محصول لگایا جائے گا تو اس کا بار مالکان مکانات پر پڑ گا اور محصول لگایا جائے گا جس سے نہ آسائش و آرام ہے اور نہ کسی طرح کی آمدنی ہے۔ البتہ جن مکانوں میں مالک خود رہتے ہیں ان پر محصول لگنا چاہئے جو اس سے وصول کرایہ کے اعتبار سے لگنا چاہئے جو اس سے وصول ہو سکتا ہے اور اس کرائے کی مقدار وہ مقرر ہونی چاہئے جو ایک متدیں ثالث تشخیص کر دے۔ یہ تشخیص ان مصارف کے اعتبار سے نہ ہونی چاہئے جو اس عمارت پر آئے ہیں۔ اگر اس تشخیص محصولات میں ان مصارف کا اعتبار کیا جائے گا جو ان عمارات پر آئے ہیں تو یقین ہے کہ اس ملک کا طبقہ امرا تباہ و برباد ہو جائے گا اور نہ صرف اس ملک کا بلکہ ہر مہذب ملک کا طبقہ امرأ فنا ہو جائے گا کیونکہ اگر دیگر محصولات کے علاوہ تین چار شلنگ

کے حساب سے یہ محصول دیا جائے گا تو کوئی بڑا گھرانا اس سے عہدہ برا نہ ہو سکے گا۔ اگر آپ دیہات و قصبات کے بڑے بڑے دولت مند اور متمول خاندانوں کے مکانوں کا ملاحظہ غور و توجہ سے فرمائیں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اگر اصلی مصارف کے لحاظ سے چھ ساڑھے چھ یا سات فیصدی محصول لگایا جائے گا تو یہ محصول ان کی تمام جائداد کے لگان کے قریب قریب برابر ثابت ہو گا۔ ان مکانات پر تو کئی پشتوں کی دولت صرف ہوئی ہے اور یہ دولت محض حسن و خوبی اور شان و شوکت کے اظہار کے لئے خرچ کی گئی ہے، جلب منفعت کے لئے نہیں کی گئی ہے، اس لئے کہ ان مکانات پر جو کچھ صرف ہوا ہے اس کی قابل مبادلہ قدر و قیمت بہت کم ہے۔[1]

کرایۂ زمین پر بھی محصول لگنا چاھئے اور یہ محصول اس سے بھی زیادہ موزوں اور مناسب ہے جو کرایۂ مکانات پر لگایا جاتا ہے۔

کرایۂ زمین بھی محصول لگانے کے لئے موزوں اور مناسب ہے اور کرایۂ مکانات سے زیادہ موزوں اور مناسب ہے۔ اگر کرایۂ زمین پر محصول لگایا جاتا ہے تو

---

[1] جب سے یہ کتاب پہلی بار طبع کی گئی ہے تشخیص محصول میں اس کے تجویز کردہ اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ یہ نوٹ پہلی بار طبع سوم میں درج کیا گیا تھا اور محصول پہلی دفعہ قانون نمبر ۱۸ مجریہ جارج سوم قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۲۶ کی رو سے عائد کیا گیا تھا اور جن مکانوں کی مالیت پانچ پونڈ سالانہ سے کم تھی ان پر اس کی شرح چھ پنس فی پونڈ تھی اور جن کی مالیت اس سے زیادہ تھی ان پر ایک شلنگ فی پونڈ کے حساب سے لگایا گیا تھا لیکن قانون نمبر ۱۹ مجریہ جارج سوم قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۵۹ کی رو سے ان میں تبدیلی کی گئی اور جن مکانوں کی مالیت پانچ پونڈ تھی اور جن کی مالیت بیس پونڈ سے کم تھی ان پر چھ پنس فی پونڈ رہنے دیا اور جن کی مالیت بیس اور چالیس پونڈ کے بین بین تھی ان پر نو پنس فی پونڈ کے حساب سے لگا دیا اور جن کی مالیت چالیس پونڈ سے زیادہ تھی ان پر ایک شلنگ فی پونڈ کر دیا گیا۔

کرایۂ مکانات میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کا تمام بار مالکان زمین پر پڑتا ہے اور یہ مالکان زمین ہمیشہ اجارہ داروں کی حیثیت میں کام کرتے ہیں اور اپنی زمین کے لئے زیادہ سے زیادہ کرایہ وصول کرتے ہیں۔ اس کرائے کی مقدار کی کمی بیشی کا انحصار کرایہ داروں کی تعداد پر موقوف ہوتا ہے۔ اس باب میں ان کے افلاس و تموّل کو بھی بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ اس کا انحصار سب سے زیادہ اس امر پر ہوتا ہے۔ کہ ایک قطعۂ زمین کسی خاص شخص کو اوروں سے زیادہ پسند آ جاتا ہے۔ وہ اس کو کم و بیش مصارف پر لے لیتا ہے۔ ہر ملک متمول اور دولتمند کرایہ داروں کی زیادہ سے زیادہ تعداد صدر مقامات پر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں مقامات پر کرایۂ زمین سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ انہیں کرایہ داروں کی دولت و ثروت میں کسی حیثیت سے بھی اس محصول کی وجہ سے اضافے کی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے وہ اس امر کی طرف مائل نہیں ہوتے کہ اس زمین کے معاوضے میں کچھ اور زیادہ کرایہ دیں۔ اس امر کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہے کہ ہر محصول کرایہ داروں کی جیب سے نکلتا ہے یا مالکان زمین کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے۔ کرایہ داروں کو محصول کی صورت میں جس قدر زیادہ رقم کی ادائگی پر مجبور کیا جائے گا وہ کرایۂ زمین کے لئے اسی قدر کم رقم کے دینے کی طرف مائل ہوں گے۔ اس اعتبار سے اس محصول کا تمام بار بالآخر مالکان زمین پر پڑتا ہے۔ جو مکانات خالی ہوں ان کی زمینوں کے کرائے پر بھی کسی قسم کا محصول نہ لگانا چاہئے۔

لگان اراضی پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس سے صنعت و حرفت کی ہمت شکنی نہیں ہوتی۔

زمین کا کرایہ اور اراضی کا لگان دونوں کا شمار آمدنی کی اس نوع میں ہوتا ہے جس کے مالک کو کسی قسم کی جد و جہد نہیں کرنی پڑتی۔ اکثر و بیشتر

حالات میں مالکان اراضی ان سے حظ اندوز ہوتے ہیں اور ان کی طرف کسی قسم کی توجہ مبذول نہیں کرتے۔ اگر ریاست کے کار و بار کے لئے اس آمدنی کا ایک حصہ لے لیا جائے تو اس سے امور صنعت و حرفت کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔ معاشرۂ انسانی کی محنت اور اراضی کی سالانہ پیدا وار اور کل قوم کی سالانہ آمدنی اور اصل دولت کی مقدار وہی رہتی ہے جو اس محصول سے پہلے ہوتی ہے۔ اس لئے زمین کا کرایہ اور اراضی کا لگان سالانہ آمدنی کی وہ انواع ہیں جو اس قسم کے محصول کا تحمل آسانی سے کر سکتی ہیں۔

زمین کا کرایہ اس محصول کے لئے لگان اراضی سے بھی زیادہ موزوں ہے۔

اس خاص اعتبار سے زمین کا کرایہ اس محصول کے جس قدر موزوں اور مناسب معلوم ہوتا ہے اس قدر لگان اراضی بھی نہیں معلوم ہوتا۔ اکثر و بیشتر حالات میں لگان اراضی کی کچھ نہ کچھ توجہ اپنی طرف مبذول کرتا ہے اور اس کو حسن انتظام کی طرف مائل کرتا ہے۔ جب لگان اراضی پر گراں قدر محصول لگا دیا جاتا ہے تو توجہ اس طرف سے منعطف ہو جاتی ہے اور حسن انتظام میں کمی پڑ جاتی ہے۔ کبھی کبھی کرایۂ زمین معمولی لگان سے زیادہ ہوتا ہے۔ جہاں کہیں یہ ہوتا ہے اس کا راز تاجداران وقت اور حکومت کے حسن انتظام میں مضمر ہوتا ہے۔ ان کی مساعی جمیلہ سے صنعت و حرفت کی حفاظت ہوتی ہے اور اس میں اس قدر محصول نکل آتا ہے کہ زمین کے کرائے کی اصل مالیت کی مقدار سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ حفاظت کل قوم کی صنعت و حرفت کو بھی حاصل ہوتی ہے اور خاص خاص مقامات پر کے باشندوں کو بھی میسر ہوتی ہے یا اس سے مالکان زمین کے اس نقصان کی

تلافی ہو جاتی ہے جو ان کو اس کی وجہ سے اٹھانا پڑتا ہے بلکہ ضرورت سے زیادہ تلافی ہو جاتی ہے۔ اس سے زیادہ معقول بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس ذخیرے پر محصول لگایا جائے جو اپنی ہست و بود کے لئے ریاست کی حکومت کے حسن انتظام کا مرہون منت اور ممنون احسان ہے۔ لازم ہے کہ اس حکومت کی فلاح و بہبود کے لئے اس ذخیرے پر اور ذخائر کی نسبت قدرے زیادہ محصول لگایا جائے۔

کرایہ زمین پر کہیں جداگانہ محصول نہیں ہے مگر ہونا چاہئے۔

یورپ کے اکثر ملکوں میں کرایۂ مکانات پر محصول لگایا جاتا ہے لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے اس صنف پر جدا گانہ محصول نہیں لگایا جاتا۔ غالباً تشخیص کنندگان محصول کو اس امر کے تعین میں دقت محسوس ہوتی ہے کہ کس حصے کو کرایۂ زمین قرار دیا جائے اور کس حصے کو کرایۂ عمارت ٹھہرایا جائے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ان کی تعین و تشخیص میں کوئی خاص دقت پیش نہ آنی چاہئے۔

کرایۂ مکانات از روئے قانون اس امر کا مستوجب ہے کہ اس پر محصول اراضی عائد کیا جائے۔

برطانیہ میں یہ امر مفروضہ ہے کہ کرایۂ مکانات پر اسی نسبت سے محصول لگایا جائے جس نسبت سے لگان اراضی پر عائد کیا جاتا ہے۔ اس کو سالانہ محصول اراضی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی مقدار کا تعین مالیت کے تخمینے کے اعتبار سے کیا جاتا ہے اور یہ مالیت ہر ضلعے اور ہر علاقے میں یکساں رہتی ہے۔ ابتدا ابتدا میں اس مالیت میں زیادہ کمی بیشی ہوتی تھی اور کہیں کہیں اب تک بھی یہ کمی بیشی پائی جاتی ہے۔ سلطنت

برطانیہ کے بیشتر حصے میں اس محصول کا بار کرایۂ مکانات پر اب تک بھی اس سے کم ہے جتنا لگان اراضی پر ہے۔ محض چند اضلاع میں محصول اراضی میں چار شلنگ فی پونڈ ہے یہ وہ اضلاع ہیں جن میں شرح محصول ابتدا میں بہت زیادہ تھی اور ان میں کرایۂ مکانات میں نمایاں کمی واقع ہو گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شرح محصول اصلی کرایۂ مکانات کی شرح سے متناسب ہے۔ اکثر اضلاع میں ایسے مکانات پر جو کرائے پر نہ چڑھے ہوں محصول نہیں لگایا جاتا اور یہ تشخیص کنندگان محصول کی کوششوں کا نتیجہ ہے ورنہ از روئے قانون وہ مستوجب محصول ہیں۔ اس استثنیٰ کی وجہ سے کبھی کبھی بعض مکانات کی شرح محصول کی تشخیص میں قدرے کمی بیشی واقع ہو جاتی ہے لیکن تمام ضلع کی مجموعی شرح میں اس سے کچھ فرق نہیں آتا وہ ہمیشہ یکساں رہتی ہے۔ کبھی نئی عمارتیں بن جاتی ہیں کبھی پرانی عمارتوں کی مرمت ہو جاتی ہے۔ اس سے کرایۂ مکانات میں ترمیم لازم ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے خاص خاص مکانات کے کرائے کی شرح میں اور بھی زیادہ کمی بیشی رونما ہو جاتی ہے۔[1]

ہالستان میں مکانات کی مالیت پر محصول ہے۔

ہالستان کے مکانات کی مالیت پر محصول ہے۔ وہ محصول ڈھائی فیصدی کے حساب سے لیا جاتا ہے۔ اس تشخیص کرایہ میں کرائے کا کچھ لحاظ نہیں رکھا جاتا اور نہ اس امر کا خیال کیا جاتا ہے کہ مکان خالی ہے کہ آباد ہے۔ جب خالی مکان پر محصول لگایا جاتا ہے تو مالکان مکانات کے لئے سختی کا موجب ہوتا

---

[1] طبع اول میں یہ جملہ نہیں ہے۔

ہے اور اس قدر گراں محصول تو اور بھی زیادہ بار معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ ان کو اس سے کسی قسم کی آمدنی نہیں ہوتی۔ ہالستان میں شرح سود تین فیصدی سے زیادہ نہیں ہے۔ اس حالت میں تمام مالیت مکان پر ڈھائی فیصدی محصول دینا پڑتا ہے۔ اکثر حالات میں کرایہ عمارت کے دو تہائی حصے سے زیادہ ہو جاتا ہے اور شاید تمام کرائے کے برابر پہنچ جاتا ہے۔ البتہ یہ ضرور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ تمام مالیت اصلی مالیت سے ہمیشہ کم ہوتی ہے جس کے لحاظ سے شرح کرایہ کا تخمینہ لگایا جاتا ہے اگرچہ اس میں نشیب و فراز بہت کچھ نمودار ہوتے ہیں۔ جب کوئی مکان از سر نو تعمیر کیا جاتا ہے اور اس میں توسیع و ترمیم کی جاتی ہے تو اس کی مالیت کا تخمینہ از سر نو لگایا جاتا ہے اور اس کے مطابق محصول لگایا جاتا ہے۔

انگلستان میں محصول مکانات اور کرایۂ مکانات میں کوئی تناسب نہیں ہے۔

انگلستان میں کرایہ مکانات مختلف اوقات میں مختلف رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کرائے کے تشخیص و تجویز کنندہ اشخاص کا خیال تھا کہ اس امر کا تعین و تشخیص سخت دشوار ہے کہ مکان کا کرایہ کیا ہے؟ کم از کم اس باب میں محصول کی صحت و صفائی کا امکان بہت دشوار ہے اس لئے انھوں نے اپنے ہاں محصول کی شرح میں زیادہ واضح حالات کے اعتبار سے کمی بیشی کی ہے جو ان کے نقطۂ نظر سے اکثر حالات میں کرایۂ مکانات سے کم و بیش متناسب تھی۔

پہلے تو یہ حساب آتشدان (چولھا)۔

اس قبیل کا پہلا محصول محضول آتشدان یا چولھوں کا محصول تھا۔ یہ محصول دو شلنگ فی آتشدان کے حساب سے لگایا جاتا تھا۔ اس امر

کے تعین کے لئے کہ کسی مکان میں کتنے آتشدان یا چولھے ہیں، یہ لازم تھا کہ تحصیل کنندہ لوگ اس مکان کے ایک ایک کمرے میں داخل ہوں۔ یہ مداخلت نفرت خیز تھی۔ اس کی وجہ سے یہ محصول قابل نفرت قرار پا گیا تھا۔ انقلاب کے بعد یہ محصول منسوخ کر دیا گیا تھا کیونکہ یہ غلامی کا نشان تھا۔

اس کے بعد یہ محصول دریچوں کی تعداد کے لحاظ سے لگایا گیا۔

اس کے بعد اس قبیل کا جو محصول لگایا گیا وہ یہ تھا کہ ہر آباد مکان پر دو شلنگ محصول لگا دیا گیا تھا اگر کسی مکان میں دس دریچے ہوتے تھے تو اس پر چار شلنگ زیادہ محصول لگایا جاتا تھا۔ اگر کسی مکان میں بیس یا بیس سے زیادہ دریچے ہوتے تھے تو اس پر آٹھ شلنگ محصول ہوتا تھا۔ اس کے بعد اس میں تبدیلی کر دی گئی تھی اور یہ قرار دے دیا گیا تھا کہ جن مکانات میں بیس سے انتیس تک دریچے ہوں تو ان پر دس شلنگ لگائے جائیں اور جن میں تیس یا تیس سے زیادہ ہوں ان پر بیس شلنگ عائد کئے جائیں۔ اکثر حالات میں دریچوں کی تعداد باھر سے شمار ہو سکتی تھی اور کسی صورت میں بھی کبھی مکان کے اندر داخل ہونے کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی، اس لئے اس محصول میں تحصیل کنندہ لوگوں کی مداخلت اس قدر آزار رساں نہ تھی جس قدر آتشدانوں کی صورت میں تھی۔

موجودہ محصول دریچگاں میں بتدریج اضافہ ہوتا ھے اور یہ محصول دو پنس فی دریچہ سے شروع ہو کر دو شلنگ فی دریچہ تک پہنچ جاتا ھے۔

یہ محصول بعد میں منسوخ کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ محصول دریچگان عائد کر دیا گیا تھا اور اس محصول دریچہ میں بھی کئی تبدیلیاں کی گئیں اور کئی بار اس میں اضافے کئے گئے۔ دور حاضر میں یعنی

جنوری ۱۷۷۰ء میں انگلستان میں محصول دریچہ ہر کھڑکی پر لگایا جاتا ہے یہ محصول جو انگلستان میں ہر مکان پر تین شلنگ اور سکاٹ لینڈ میں ہر مکان پر ایک شلنگ محصول کے علاوہ ہے۔ دو پنس فی دریچہ ہے۔ اس محصول کی یہ سب سے ادنیٰ شرح ہے۔ یہ شرح ان مکانات پر عائد ہوتی ہے جن میں دریچوں کی تعداد سات سے زیادہ نہ ہو۔ اس کے بعد اس میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے اور یہ دو شلنگ فی دریچہ تک جا پہنچی ہے۔ اس شرح کا اطلاق ان مکانات پر ہوتا ہے جن میں دریچوں کی تعداد پچیس یا پچیس سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس محصول کی یہ اعلیٰ ترین شرح ہے۔

محصول دریچگاں قابل اعتراض ہے اس لئے کہ نا برابر ہے۔

اس قبیل کے جملہ محصولات پر سب سے بڑا اعتراض جو وارد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ان میں مساوات نہیں ہے اور عدم مساوات بھی بد ترین قسم کی ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کا بار اکثر طبقۂ غربا پر طبقۂ امرا سے زیادہ پڑتا ہے۔ یہ امر حیز امکان میں ہے کہ دیہات میں کسی مقام پر کوئی ایسا مکان ہو جس کا کرایہ دس پونڈ ہو مگر اس میں دریچوں کی تعداد زیادہ ہو اور لندن میں ایک مکان کا کرایہ پانچ سو پونڈ ہو اور اس میں دریچوں کی تعداد کم ہو۔ قیاس غالب یہ ہے کہ دیہاتی مکان کے کرایہ دار لندنی مکان کے کرایہ داروں سے بہت زیادہ غریب ہوتے ہیں لیکن ریاست کی تائید و امداد کے لئے ان پر اس حد تک زیادہ بار پڑتا ہے، جس حد تک محصولات کی کمی بیشی کا تعلق دریچوں کی تعداد سے ہے۔ لہذا اس قبیل کے محصول ان اصول موضوعہ میں سے پہلے چار کے خلاف ہیں جن کا اوپر ذکر ہوچکا ہے۔ اخیر کے تین اصولوں پر ان کا کچھ زیادہ ناگوار اثر پڑتا معلوم نہیں ہوتا۔

جب مکانات پر محصول لگایا جاتا ہے تو کرایہ کم ہو جاتا ہے۔

محصول دریچگاں کا فطری میلان اس طرف ہے کہ کرایہ مکانات کم ہو جائے۔ اسی طرح ہر قسم کے محصول کا میلان اسی طرف ہوتا ہے۔ محصول کی مقدار میں جس نسبت سے اضافہ ہوتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ اسی نسبت سے کرائے کی مقدار میں کمی واقع ہوگی۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے جب سے محصول دریچگاں وجود میں آیا ہے کرائے کی مقدار میں اضافہ ہو گیا ہے اور یہ اضافہ کم و بیش برطانیہ کے تمام قریات و قصبات میں پایا جاتا ہے۔ محصول دریچگاں کا تقاضا تھا کہ کرائے میں کمی ہو اور مکانات کی ضرورت کا تقاضا تھا کہ کرائے میں اضافہ کیا جائے، مگر ضرورت مکانات ہر جگہ زیادہ تھی اس لئے کرائے میں اضافہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس امر کے اکثر ثبوت موجود ہیں کہ ہمارا ملک روبہ ترقی ہے اور اس کے باشندوں کے مداخل و محاصل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ بھی اسی میں سے ایک ثبوت ہے اگر یہ محصول نہ ہوتا تو کرائے کی مقدار میں اور بھی اضافہ ہوجاتا۔

مد دوم

محصولات منافع
یعنی
ان محاصل پر محصول جو سرمائے سے حاصل ہوتے ہیں

منافع دو قسموں میں منقسم ہوتا ہے -
(۱) سود -
(۲) سر حاصل بالائے سود

وہ مداخل و منافع جو سرمایہ سے حاصل ہوتے ہیں فطری طور پر دو حصوں میں منقسم ہوتے ہیں - ایک حصہ تو وہ ہوتا ہے جس میں سے سود ادا کیا جاتا ہے - یہ حصہ مالک سرمایہ کا حق ہوتا ہے اور دوسرا زائد حصہ - یہ حصہ اس سے بالاتر ہوتا ہے جو ادائے سود کے لئے لازم ہوتا ہے -

سر حاصل قابل محصول نہیں ہے -

یہ امر بدیہی ہے کہ یہ حصہ اخیر بلا واسطہ قابل محصول نہیں ہے - سرمایہ لگانے میں محنت و مشقت بھی اٹھانی پڑتی ہے اور ایک گونہ جوکھوں بھی گوارا کرنی پڑتی ہے - یہ حصہ جو کچھ ہے اس تکلیف اور جوکھوں کا معاوضہ ہے - اکثر و بیشتر حالات میں یہ معاوضہ حد اعتدال سے متجاوز نہیں ہوتا - یہ معاوضہ سرمایے دار کا حق ہے اگر اس کو یہ معاوضہ نہیں ملتا تو وہ اس کام کو جاری نہیں رکھ سکتا - کیا کرے اس کے مفاد کا تقاضا

بھی یہی ہے - اگر کل منافع پر بلا واسطہ محصول عائد کیا جائے تو وہ شرح منافع میں اضافہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے یا زر سود پر محصول وضع کرتا ہے یعنی رقم سود کی ادائگی میں کمی کرتا ہے - اگر وہ شرح منافع میں محصول کے تناسب سے اضافہ کرتا ہے تو تمام محصول کا بار دو فریقوں میں سے بالآخر کسی ایک فریق پر پڑتا ہے اور اس طریق کے مطابق پڑتا ہے جس طریق سے سرمایہ لگانے والا اس سرمایے کو لگانا چاهتا ہے جس کا انتظام و انصرام اس کے هاتھ میں ہوتا ہے - اگر سرمایہ دار اس سرمایے کو کاشت کارانہ سرمایے کی حیثیت سے زراعت و کاشت کاری پر لگاتا تو شرح منافع میں اضافہ کرسکتا مگر یہ صرف اس صورت میں کر سکتا کہ اس کے بیشتر حصے کو اپنے پاس رھنے دیتا یعنی بالفاظ دیگر پیدا وار اراضی کے بیشتر حصے کی قیمت کو اپنے پاس رکھ لیتا اور اس مقصد کے حصول کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ لگان میں کمی کی جائے - اس صورت میں ادائے محصول کا بار بالآخر زمیندار پر پڑتا ہے - اگر سرمایہ دار اس سرمایے کو تاجرانہ امور میں لگاتا ہے یا اس کو صنعت و حرفت کے کاموں پر صرف کرتا ہے تو بھی شرح منافع میں اضافہ کر سکتا ہے - اس صورت میں اس مقصد کے حصول کے لئے لازم ہے کہ مصنوعات کی قیمت پر اضافہ کیا جائے - اس صورت میں محصول کا تمام بار بالآخر صارفان مصنوعات پر پڑتا ہے - اگر سرمایہ دار شرح منافع میں اضافہ نہیں کر سکتا تو اس کو اس امر پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ تمام محصول کا بار اس حصے پر ڈالے جو ادائے سود کے لئے مخصوص تھا - اس طرح سرمایے میں سے جو اس نے قرض لیا ہے کم سود نکل سکتا ہے - اس صورت میں تمام محصول کا بار بالآخر زر نقد کے سود پر پڑتا ہے جب تک سرمایہ دار ایک صورت میں

ادائے محصول سے سبکدوش نہیں ہوتا ، وہ اس امر پر مجبور ہوتا ہے کہ دوسری صورت سے اپنے آپ کو سبکدوش کرے -

بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ سود اسی طرح قابل محصول ہے جس طرح لگان ہے -

بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ سود اس قابل ہے کہ اس پر اسی طرح بلا واسطہ محصول لگایا جائے جس طرح لگان پر عائد کیا جاتا ہے - لگان اراضی کی مانند یہ بھی خالص پیدا وار ہے جو ان تمام جوکھوں اور تکیفوں کی مکمل تلافی کے بعد بچ رہی ہے جو سرمایہ لگانے کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں - لگان اراضی پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس سے شرح لگان میں اضافہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ خالص پیدا وار جو سرمایہ دار کے سرمایے اور اس کے واجبی منافع کی بازیابی کے بعد بچ رہتی ہے ، ادائے محصول کے بعد اس سے زیادہ نہیں ہوتی جتنی اس سے پہلے ہوتی ہے - لہذا اسی وجہ سے اس محصول سے جوسود پر لگایا جاتا ہے اس سے شرح سود میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ ہر ملک میں مقدار سرمایہ یا مقدار زر نقد ادائے محصول کے بعد اتنی ہی رہتی ہے جتنی ادائے محصول سے پہلے ہوتی ہے - اس حیثیت سے اس مقدار میں اور مقدار اراضی میں کوئی فرق نہیں ہے - دفتر اول (باب نہم) میں یہ امر معرض بیان میں آ چکا ہے کہ معمولی شرح منافع میں کمی بیشی کا انحصار ہر جگہ اس مقدار سرمایہ پر ہے جو لگائی جا سکتی ہے - یہ مقدار ہمیشہ کار و بار کے متناسب ہوتی ہے جو اس کے ذریعے کیا جاتا ہے - لیکن سود پر محصول لگانے سے سرمایے کی مقدار میں یا اس کار و بار کی مقدار میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوتی جو اس کے ذ ریعے کیا جاتا ہے اور

جب سرمائے کی مقدار میں کمی بیشی نہیں ہوتی تو معمولی شرح منافع لازمی طور پر یکساں رہتی ہے لیکن اس منافع کا ایک حصہ سرمایہ دار کی تکلیفوں اور اس کے سرمائے کی جوکھوں کی تلافی کے لئے ضروری ہوتا ہے - یہ حصہ بھی یکساں رہتا ہے اس لئے کہ اس جوکھوں اور ان تکلیفوں میں کسی اعتبار سے بھی کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا - یہی باعث ہے کہ باقی ماندہ حصہ یعنی وہ حصہ جو سرمایے دار سے وابستہ ہوتا ہے اور جس میں سود ادا کیا جاتا ہے وہ بھی لازمی طور پر یکساں رہتا ہے - بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سود اس امر کے لئے موزوں اور مناسب ہے کہ اس پر اسی حیثیت سے بلا واسطہ محصول لگایا جائے جس طرح لگان اراضی پر لگایا جاتا ہے -

لیکن یہ صحیح نہیں ہے -

مگر دو حالات ہیں جن میں سود پر بلا واسطہ محصول لگانا ایسا موزوں نہیں ہے جیسا لگان اراضی پر ہے -

(۱) اس لئے کہ وہ مقدار قابل تشخیص و تعین نہیں ہوتی جو افراد کو وصول ہوتی ہے -

اول - اراضی مقبوضہ کی مقدار ومالیت مخفی نہیں ہوتی - اس کا تعین و تشخیص ہمیشہ ٹھیک ٹھیک ہو سکتی ہے لیکن راس المال سرمایے مقبوضہ کی مقدار ہمیشہ مخفی ہوتی ہے اور کبھی اس قابل نہیں ہوتی کہ کم و بیش صحت و صفائی کے ساتھ معین و مشخص ہو سکے - اس کے علاوہ اس میں ہر آن و ہر ساعت تغیر و تبدل کے امکانات موجود ہوتے ہیں - شاذ و نادر ہی کوئی سال ایسا گزرنے پاتا ہوگا کہ اس میں کسی نہ کسی قسم کا تغیر واقع نہ ہوتا ہو اور اکثر اوقات تو ایک ہفتہ اور کبھی کبھی تو ایک دن بھی ایسا نہیں گزرتا کہ اس سرمایے کی مقدار میں کمی بیشی رونما نہ

ہوتی ہو ۔ محصول کی مقدار کو ہر شخص کی آمدنی کے مطابق کرنے کے لئے لازم ہے کہ ہر شخص کے نفع اور نقصان پر نظر رکھی جائے ۔ یہ ایک گونہ احتساب ہے کہ ہر شخص کے ذاتی معلامات پر قائم کیا جاتا ہے ۔ یہ احتساب اس قسم کا تجسس ہے کہ ہر شخص کے لئے مسلسل دقتوں اور لامتناہی صعوبتوں کا سرچشمہ ہے ۔ خیال ہے کہ عامۃ الناس اس قسم کے تجسس واحتساب کی تائید کسی طرح نہیں کر سکتے ۔

(۲) سرمایہ اس ملک سے منتقل کیا جا سکتا ہے جو اس پر محصول لگائے ۔

دوم ۔ اراضی ایک غیر منقولہ چیز ہے اور سرمایہ منقولہ چیز ہے کہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہے ۔ لازم ہے کہ مالکان اراضی اس خاص ملک کے شہری ہوں جس میں ان کی اراضی واقع ہوں۔ اس کے برعکس مالکان سرمایہ تمام دنیا کے شہری ہوتے ہیں ، ضروری نہیں کہ یہ لوگ کسی خاص ملک سے وابستہ ہوں ۔ اگر محصول کی تشخیص کے لئے کسی ملک میں سرمایے کے احتساب و تجسس کے لئے مفتوح ہونا پڑ جاتا ہے تو اس تکلیف سے بچنے کے لئے سرمایہ نقل پذیر ہو جاتا ہے اور سرمایے دار اپنا سرمایہ کسی اور ملک میں لے جاتے ہیں ، جہاں آرام و سکوں سے کار و بار کر سکتے ہیں یا اپنی دولت و ثروت سے بے تکلف حظ اندوز ہو سکتے ہیں ۔ جب یہ لوگ کسی ملک سے اپنا سرمایہ منتقل کر لیتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ گویا اس صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو جاتا ہے جو ان کی وجہ سے اس ملک میں قائم تھی ۔ کاشت اراضی کے لئے سرمایے کی ضرورت ہے۔ مزدوروں اور کاریگروں سے کام لینے کے لئے سرمایے کی حاجت ہوتی ہے ۔ جس

محصول کی وجہ سے سرمایے دار اس امر پر آمادہ ہوتے ہیں کہ اپنا سرمایہ اس ملک سے ہٹا لیں، اس محصول سے تاجدار اور سوسائٹی کے ذرائع مداخل و محاصل مسدود ہو جاتے ہیں۔ اس سرمایے کے ہٹا لینے سے سرمایے کے منافع میں کمی پڑ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ لگان اراضی اور اجرت محنت میں بھی کم و بیش تنزل رونما ہو جاتا ہے۔

جہاں کہیں اس قبیل کا محصول لگایا جاتا ہے وہاں تخمینہ مالیت محض رسمی اور بے قرینہ ہوتا ہے۔

کچھ قومیں ایسی بھی ہیں جن کی کوشش یہ تھی کہ اس آمدنی پر محصول لگایا جائے جو سرمایے سے حاصل ہوتی ہے۔ ان قوموں نے اس قسم کا سخت احتساب و تجسس اختیار نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ ایک محض رسمی سا تخمینہ روا رکھا جو کم و بیش بے قاعدہ اور بے قرینہ ہوتا تھا۔ یہ قومیں اس امر پر مجبور تھیں کہ اسی پر قناعت کریں۔ اس طریق سے جس محصول کی تشخیص و تعین کی جاتی ہے وہ بے انتہا نا برابر اور غیر یقینی ہوتا ہے۔ ان کی تلافی کے لئے اس میں بے انتہا اعتدال کو روا رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص پر اس کی آمدنی سے کم محصول لگایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر ہمسایہ پر اس سے بھی کم شرح سے محصول لگایا جاتا ہے تو بھی اس کے لئے باعث اضطراب نہیں ہوتا۔

انگلستان میں محصول اراضی اس قبیل کا محصول ہے۔

انگلستان میں ایک قسم کا محصول ہے جس کا نام محصول اراضی ہے۔ اس کا منشا یہ تھا کہ سرمایے پر اسی نسبت سے محصول لگایا جائے جس نسبت سے اراضی پر لگایا جاتا ہے۔ جب محصول اراضی چار شلنگ فی پونڈ تھا یا لگان مفروضہ کا پانچواں حصہ تھا تو منشا

یہ تھا کہ سرمایے پر مفروضہ سود کے پانچویں حصے کے برابر محصول لگایا جائے۔ جب موجودہ سالانہ محصول اراضی پہلی بار عائد کیا گیا تھا تو قانونی شرح سود چھ فیصدی تھی ۔ اس لحاظ سے سو پونڈ سرمایے پر چوبیس شلنگ محصول لگایا جاتا تھا اور چوبیس شلنگ چھ پونڈ کا پانچواں حصہ ہے ۔ اس وقت کے بعد قانونی شرح سود میں تخفیف ہو گئی ہے اور اب یہ شرح پانچ فیصدی رہ گئی ہے۔[1] اب سو پونڈ سرمایے پر بیس شلنگ محصول لگایا جاتا ہے ۔ محصول اراضی سے جو کچھ قابل وصول ہوتا تھا دیہات اور قصبات سے وصول کیا جاتا تھا ۔ اس محصول کا پیشتر حصہ دیہات پر عائد کیا جاتا تھا ۔ جو کچھ قصبات سے قابل وصول ہوتا تھا اسی کا بیشتر حصہ محصول مکانات کی صورت اختیار کرتا تھا ۔ اس کا پیشتر حصہ مکانات پر لگایا جاتا تھا۔ قصبات کے سرمایے پر یا تجارت پر لگانے کے لئے جو کچھ باقی رہتا تھا وہ اس سرمایے اور اس قصباتی تجارت کی مالیت کے اعتبار سے بہت کم ہوتا تھا ۔ (اس لئے کہ اراضی پر جو سرمایہ لگایا جاتا ہے اس پر محصول لگانا متصور نہ ہوتا تھا) ۔ اس لئے ابتدائی تشخیص میں جو کچھ نشیب و فراز ہوتے ہیں ان سے زیادہ خلل نہ ہوتا تھا۔ اب تک ہر ضلعے اور ہر علاقے میں اراضی ، مکانات اور سرمایے پر شرح محصول وہی ہے جو ابتدائی تشخیص کے وقت تھی ۔ انگلستان میں ہر طرف ترقی کے آثار نمودار ہیں۔ اس ترقی کی بدولت ان چیزوں کی قدر و قیمت میں ہر جگہ بہت کچھ اضافہ ہو گیا ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس نشیب و فراز کی اہمیت میں اب اور بھی بہت کمی واقع ہو گئی ہے ۔ شرح ہر ضلعے میں اب تک یکساں

---

۱ ملاحظہ ہو۔ کتاب ہذا کے دفتر اول کا نواں باب ۔

ہے اس لئے اس محصول کے عدم تیقن میں اس حد تک بہت کمی پیدا ہو گئی ہے، جس حد تک سرمایے اور افراد سے اس کا تعلق ہے اور اس کی اہمیت بہت کم ہو گئی ہے۔ انگلستان میں اراضیات کے بیشتر حصے پر محصول اراضی کی شرح ان کی اصلی مالیت کے نصف حصے کے برابر بھی نہیں ہے اور اس کے سرمایے کے بیشتر حصے پر شرح محصول اس کی اصلی مالیت کے پچاسویں حصے کے برابر بھی نہیں ہے۔ بعض بعض قصبے ایسے ہیں کہ ان میں محصول اراضی صرف مکانات پر لگایا جاتا ہے مثلاً ویسٹ منسٹر میں۔ یہاں سرمایے اور کاروبار پر محصول نہیں ہے مگر لندن میں صورت حالات اس کے برعکس ہے۔

احتساب و تجسس منسوخ کر دیا گیا۔

احتساب و تجسس اب منسوخ کر دیا گیا ہے یعنی اب کوئی ایسا ملک نہیں ہے جس میں افراد و اشخاص کے ذاتی معاملات میں احتساب و تحقیق کو روا رکھا جاتا ہے۔

ہیمبرگ میں ہر باشندہ ذاتی طور پر حلفیہ طریقے سے محصول مشخص کرتا ہے۔

ہیمبرگ میں ہرشخص اس امر پرمجبور ہے کہ اپنے مقبوضات کے ایک فی صدی کی ایک چوتھائی ریاست کی نذر کرے[۱] اور ہیمبرگ کے باشندوں کی دولت زیادہ تر سرمایے کی صورت میں ہے اس لئے یہ محصول سرمایہ متصور ہو سکتا ہے۔ ہر شخص خود اپنے اوپر محصول مشخص و معین کرتا ہے اور کسی مجسٹریٹ کے روبرو ہر سال شاہی خزانے میں اس قدر رقم داخل کرتا ہے جو اس کے کل مصنوعات کے ایک چوتھائی فیصدی کے برابر ہوتی ہے اور اس امر کا حلفیہ اعتراف کرتا ہے کہ یہ رقم ایک چوتھائی

---

۱ ملاحظہ ہو۔ یاد داشت جلد اول صفحہ نمبر ۴۷۔

فیصدی کے حساب سے پوری ہے لیکن اس امر کے اعلان کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اس رقم کی مقدار کیا ہے اور اس امر کی ضرورت بھی نہیں ہوتی کہ اس نقطہ نظر سے اس کی جانچ پڑتال کی جائے ۔[۱] عام خیال یہ ہے کہ لوگ اس قسم کے محصول کو نہایت دیانت داری سے ادا کر دیتے ہیں ۔ چھوٹی چھوٹی جمہوری ریاستوں میں عامۃ الناس کو اپنے حکمرانوں پر پورا اعتبار و اعتماد ہوتا ہے ۔ ان لوگوں کو اس امر کا یقین ہوتا ہے کہ ریاست کی بقا و بہبود کے لئے محصولات کی ادائگی اشد ضروری ہے ۔ اس کے علاوہ ان کو یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ ان محصولات کا استعمال بوجہ احسن کیا جائے گا ۔ اس قسم کی جمہوری ریاستوں میں اس امر کی توقع ہوتی ہے کہ اس قسم کے محصولات دیانتداری اور رضا و رغبت سے ادا کئے جائیں ۔ یہ صورت حالات محض ہیمبرگ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ۔

سوئستان کے بعض علاقوں میں ہر شخص اپنے اوپر محصول تشخیص کرتا ہے ۔

سوئستان میں ایک علاقہ ہے جس کا نام ''انڈروال'' ہے ۔ یہاں اکثر طوفان اور سیلاب آتے رہتے ہیں اس لئے یہ علاقہ لا محالہ غیر معمولی مصارف کے لئے ہمیشہ مفتوح رہتا ہے ۔ ایسے موقعوں پر یہاں کے باشندے ایک جگہ جمع ہوتے اور اپنے اوپر محصول لگاتے ہیں ۔ ہر شخص نہایت دیانتداری سے اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ میرے پاس اس قدر اثاثہ ہے

---

۱ از روئے یاد داشت اس امر کا اعلان ضروری ہے کہ رقم مذکور کل مقبوضات کا ایک چوتھائی فیصدی ہے ۔ الخ ۔ لیکن لارڈ کا میس اپنی تاریخ انسان میں لکھتا ہے کہ ہر تاجر بطور خود خزانہ شاہی میں اس قدر رقم داخل کرتا ہے جس قدر اس کے حصہ محصول کی ادائگی کے لئے ضروری ہوتی ہے ۔ ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۴۷۶ ۔

اور اسی کے مطابق اپنے اوپر محصول لگاتا ہے۔ زیورچ میں یہ قانون ہے کہ ضرورت کے وقت ہر شخص پر اس کی آمدنی کے تناسب سے محصول لگایا جائے اور ہر شخص محصول کی رقم کا اطلاق از روئے حلف کرے۔ اس پر وہ از روئے قانون مجبور ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو اس قسم کے شکوک و شبہات نہیں ستاتے کہ کوئی اہل شہر ان کو دھوکہ دے گا۔ ''باسل'' میں اشیائے برآمدہ پر ایک مختصر سا محصول ہوتا ہے۔ اس ریاست کی کل آمدنی کا ذریعہ یہی محصول ہے۔ تمام اہل شہر حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم ہر تیسرے مہینے وہ تمام محصولات ادا کرتے رہیں گے جو از روئے قانون ہم پر لگائے جائیں گے۔ تمام تاجروں اور سوداگروں کی طرف سے اس امر کی توقع رہتی ہے کہ وہ اپنا حساب مکمل رکھیں گے اور اس تمام مال کی یادداشت قلمبند کریں گے جو اس علاقے میں فروخت کرتے ہیں یا جس کو وہ اس علاقے سے باہر بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ سرائے دار لوگ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ ہر تیسرے مہینے کے اختتام پر وہ ان تمام حسابات کو اہل خزانہ کے پاس بھیجتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ رقوم محصولات بھی بھیجتے ہیں جو ان حسابات کی رو سے واجب الادا ہوتی ہیں۔[1]

اگر یہ صورت حالات ہیمبرگ میں ہوتی تو موجب تکلیف ہوتی۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان سوئستانی علاقوں میں یہ امر باعث تکلیف نہ سمجھا جاتا تھا کہ ہر شہری اپنی دولت کی

[1] وہ بیانات یادداشت سے ماخوذ نہیں ہیں جو اس امر کے متعلق ہیں کہ لوگ خود کردہ تشخیص محصول پر اعتماد کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو یاد داشت جلد اول صفحات ١٦٣ - ١٦٦ اور ١٧١ -

مقدار کا اظہار علے الاطلاق کرے اور اس کے متعلق حلف بھی اٹھائے۔ اگر ہیمبرگ میں یہ صورت حالات ہوتی تو سخت تکلیف کا موجب گنی جاتی۔ تجارت اور جوکھوں لازم و ملزوم ہیں۔ جو تاجر اس جوکھوں میں پڑتے ہیں وہ اس خیال سے لرز اٹھتے ہیں کہ ان کو اس امر پر مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے اصلی حالات پوست کندہ بیان کریں۔ بسا اوقات اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے منصوبے باطل ہو جاتے ہیں اور ان کی ساکھ جاتی رہتی ہے۔ وہ ثقہ اور سنجیدہ بزرگ جو بالطبع جزرس اور کفایت شعار ہوتے ہیں، اس قسم کے منصوبوں سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ اس قسم کے بزرگوں کو اس امر کا احساس نہیں ہوتا کہ اس قسم کا اخفائے راز ضروری ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ ہالستان میں بھی وہی دستور تھا جو ہیمبرگ میں تھا۔

جب شہزادہ اورینج ہالستان کی گورنری پر سرفراز کیا گیا تو اس کے بعد فوراً دو فیصدی کے حساب سے ایک محصول عاید کر دیا گیا۔ اس کا نام تھا پچاسویں پینی۔ یہ محصول ہر شہری کے تمام سرمایے پر لگایا جاتا تھا۔ ہر شخص یہ محصول خود اپنے اوپر لگاتا اور خود ہی اس کی مقدار معین کرتا تھا اور اسی طرح ادا کرتا تھا جس طرح اہل ہیمبرگ کرتے تھے اور خیال یہ ہے کہ محصول دیانت داری سے ادا کیا جاتا تھا۔ اس زمانے میں لوگوں کو اپنی نوزائیدہ حکومت سے بے انتہا محبت تھی جو انہوں نے انقلاب عام کے بعد قائم کی تھی۔ یہ محصول صرف ایک دفعہ ادا کیا جاتا تھا۔ اس کی

غایت یہ تھی کہ اگر ریاست کو کوئی خاص ضرورت پیش آجائے تو اس کا ازالہ کیا جائے - یہ محصول اس قدر گراں تھا کہ اس کو مستقل حیثیت نہیں دی جا سکتی تھی - یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں بازاری شرح سود تین فیصدی سے کبھی زیادہ نہیں ہوئی - اگر اس ملک میں دو فیصدی کے حساب سے محصول لگایا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ زیادہ سے زیادہ خالص آمدنی پر تیرہ شلنگ اور چار پینس فی پونڈ کے حساب سے محصول لگایا جاتا ہے اس لئے کہ یہی آمدنی ہے کہ عام طور پر سرمایے سے حاصل ہو سکتی ہے - یہ ایسا محصول ہے جس کو بہت کم لوگ ادا کر سکتے ہیں - اس کے ادا کرنے کے لئے عام طور پر راس المال پر کم و بیش زد پڑنی لازم ہوتی ہے - خاص خاص قومی ضرورتوں کے موقعوں پر لوگوں میں جوش ہوتا ہے - اس صورت میں یہ لوگ ریاست کی اعانت و امداد کی کوشش کرتے ہیں، یہاں تک کہ اپنے راس المال کا ایک حصہ بھی دے دیتے ہیں لیکن یہ امر حیز امکان سے بعید ہے کہ زمانہ دراز تک لوگ ایسا کرتے رہیں اور اگر وہ ایسا کرتے رہیں گے تو تباہ و برباد ہو جائیں گے اور اس محصول کی بدولت اس قابل نہ رہیں گے کہ آئندہ اپنی ریاست کی اعانت و امداد کے امور میں حصہ لے سکیں -

اس موقع پر اس محصول سے مقصود بالذات یہ تھا کہ یہ محصول راس المال پر محصول متصور ہو -

انگلستان میں محصول اراضی کے قانون کے ذریعے سے سرمایے پر ایک محصول عائد کیا گیا تھا - یہ محصول راس المال کے متناسب تھا لیکن اس سے مقصود

بالذات یہ نہ تھا کہ اس سے راس المال میں کسی قسم کی
کمی واقع ہو جائے یا اس کے ذریعے سے راس المال کا کوئی
حصہ علیحدہ کر لیا جائے۔ اس سے مقصود بالذات یہ تھا کہ
زر سود پر محصول متصور ہو اور یہ اسی نسبت سے ہو جس
نسبت سے محصول اراضی ہوتا ہے یعنی جب یہ چار شلنگ
فی پونڈ ہو تو وہ بھی چار شلنگ فی پونڈ ہو۔ اسی طرح
ہیمبرگ میں جو محصول ہے وہ بھی گویا راس المال پر محصول
نہیں ہے بلکہ زر سود پر ہے اور انڈروال اور زیورچ میں جو
محصولات ہیں وہ راس المال پر نہیں بلکہ زر سود پر یا سرمایے کی
خالص آمدنی پر ہیں حالانکہ یہ محصولات بہت زیادہ معتدل
ہیں۔ البتہ ہالستان میں جو محصول تھا اس سے مقصود بالذات
یہ تھا کہ وہ راس المال پر محصول متصور کیا جائے۔

خاص خاص پیشوں کے منافع
پر
محصولات

بعض اوقات خاص خاص پیشوں پر محصول لگائے جاتے ہیں۔

بعض بعض ملکوں میں اس منافع پر غیر معمولی محصول لگایا جاتا ہے جو سرمایے سے حاصل ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس سرمائے پر لگایا جاتا ہے جو کاروبار کی خاص خاص شاخوں میں لگایا جاتا ہے۔ کسی حالت میں اس پر بھی لگایا جاتا ہے جو امور زراعت پر لگایا جاتا ہے۔

مثلاً پیکاروں اور پھیری والوں پر۔

پہلی صنف میں وہ محصول آتا ہے جو انگلستان میں پیکاروں اور پھیری والوں پر لگایا جاتا ہے۔ اسی صنف میں وہ محصول بھی ہیں جو کرائے کی گاڑیوں، بگیوں اور پالکیوں وغیرہ پر لگائے جاتے ہیں اور اسی میں وہ محصولات بھی آتے ہیں جو شراب فروشوں کو شراب کی خوردہ فروشی کے اجازت نامے کے حصول کے لئے دینے پڑتے ہیں۔ دیرینہ جنگ عظیم کے دوران میں اسی قسم کا ایک محصول تمام دکانوں پر تجویز کیا گیا تھا۔[1] بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ کا مقصد یہ تھا کہ اپنے ملک کی تجارت کا تحفظ کیا جائے تا کہ اس سے تاجروں اور سوداگروں کو فائدہ پہنچے، اس لئے لازم ہے کہ کہ تاجر و سوداگر اس کے لئے چندہ دیں اور اس کی اعانت و امداد کریں۔

ان محصولات کا بار تاجروں پر نہیں پڑتا بلکہ صارفوں پر پڑتا ہے۔

لیکن جو محصول سرمایے کے منافع پر لگایا جاتا ہے وہ تاجروں پر کبھی نہیں پڑتا بلکہ ہمیشہ صارفوں پر پڑتا ہے، خواہ سرمایہ کار و بار کی کسی ہی قسم پر کیوں نہ لگایا جائے (اس لئے کہ تاجروں کو تو ہر حال میں معقول منافع ہو ہی جاتا ہے اور جہاں مقابلہ میں کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی وہاں ان کو عام حالات میں واجبی منافع سے زائد حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے خلاف ہوتا ہے تو محض شاذ ہوتا ہے) اس لئے صارفوں کو اس امر پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ قیمت اشیا کے ساتھ وہ محصول بھی

---

۱ یہ محصول لیگ کی طرف سے ۱۷۵۹ء میں تجویز کیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو تاریخ محصول اول تشخیص محصول در انگلستان مطبوعہ ۱۸۸۴ء مصنفہ ڈو ویل جلد دوم صفحہ ۱۳۷۔

ادا کریں جو تاجروں کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے اور اکثر حالات میں اس سے بھی کچھ نہ کچھ زیادہ دینا پڑتا ہے -

جب ان محصولات میں تناسب نہیں ہوتا تو ان کا بار ادنٰی تاجروں پر زیادہ پڑتا ہے اور اعلٰی پر کم ہوتا ہے -

اگر اس قسم کے محصولات تجارت کے تناسب سے ہوتے ہیں تو ان کا بار بالآخر صارفوں پر پڑتا ہے - ان سے تاجروں کو کسی طرح کا آزار نہیں پہنچتا - لیکن جب ان میں تناسب نہیں ہوتا اور یہ سب تاجروں پر برابر ہوتے ہیں تو ان سے ادنیٰ درجے کے تاجروں کو نقصان پہنچتا ہے اور اعلیٰ درجے کے تاجر نفع میں رہتے ہیں اگرچہ اس صورت میں ان کا بار بالآخر صارفوں ہی پر پڑتا ہے - ہر گاڑی پر پانچ شلنگ فی ہفتہ اور ہر پالکی پر دس شلنگ سالانہ اس حد تک کافی متناسب محصول ہیں جس حد تک ان کے مالکوں کی حیثیت کا تعلق ہے اس لئے کہ محصول انہیں کی جیبوں سے نکلتے ہیں - ان سے نہ تو ادنیٰ تاجروں کو نقصان پہنچتا ہے اور نہ اعلیٰ تاجروں کو فائدہ ہوتا ہے - لیکن بیس شلنگ سالانہ کا وہ محصول جو شراب فروش پر جَو کی شراب کے اجازت نامے کے لئے لگایا جاتا ہے اور چالیس شلنگ سالانہ کا وہ محصول جو سیالات مسکر پر عاید کیا جاتا ہے اور مزید چالیس پونڈ سالانہ کا محصول جو شراب فروشی کے اجازت نامے پر لگایا جاتا ہے لازمی طور پر بڑے تاجروں کے لئے فائدہ رساں اور چھوٹے تاجروں کے لئے موجب آزار ہے اس لئے کہ اس کا بار تمام خوردہ فروشوں پر یکساں پڑتا ہے - بڑے تاجر محصول کی رقم آسانی سے شراب کی قیمت میں سے نکال سکتے ہیں مگر چھوٹے تاجر اس آسانی سے نہیں نکال سکتے - لیکن جب محصول معتدل ہوتا ہے تو یہ

نا برابری کچھ زیادہ اہم نہیں رہتی اور اکثر لوگ تو یہ خیال
کرتے ہیں کہ یہ نامناسب نہیں ہے کہ چھوٹے تاجروں کی ہمت
شکنی کی جائے تا کہ چھوٹے چھوٹے شراب فروشوں کی تعداد میں
اضافہ نہ ہونے پائے۔ دکانوں پر جو محصول لگایا جاتا تھا اس سے
مقصود بالذات یہ تھا کہ تمام دکانوں پر یکساں محصول لگایا
جائے کیونکہ اس کے خلاف کرنا حیز امکان میں نہ تھا۔ دکانوں کے
محصول میں تناسب قائم رکھنا محال ہے اس لئے کہ یہ کسی طرح
معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس میں تجارت کس قدر ہو سکتی ہے اور اس
لئے کہ اس میں صحت و صفائی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے
احتساب و تجسس ضروری ہے اور کسی آزاد ملک میں اس کی
اعانت و امداد نہیں ہو سکتی اور اگر یہ محصول معتدبہ ہوتا ہے
تو اس سے چھوٹے تاجروں کو آزار پہنچتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے
کہ خوردہ فروشی سمٹ سمٹا کر بڑے بڑے تاجروں کے ہاتھ میں
چلی جاتی ہے۔ چھوٹے تاجر جو کچھ مقابلہ کر سکتے تھے اب وہ بھی
باقی نہیں رہتا۔ اب بڑے بڑے تاجروں کی ایک گونہ اجارہ داری
قائم ہو جاتی ہے اور وہ اس سے حظ اندوز ہوتے ہیں اور جلد اس
امر پر متفق ہو جاتے ہیں کہ منافع میں اضافہ کریں اور یہ
اضافہ اس حد سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو ادنیٰ محصول کے لئے
ضروری سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ تمام اجارہ داروں کا یہی رویہ
ہوتا ہے۔ اس محصول کا بار بالآخر صارفوں پر پڑتا ہے، تاجروں
پر نہیں پڑتا۔ دکان دار اس پر غیر معمولی منافع کا بھی اضافہ
کرتے ہیں اور یہ بھی صارفوں پر پڑتا ہے۔ ان علل و اسباب کی
رو سے وہ منصوبہ ترک کر دیا گیا جو دکانوں پر محصول لگانے کے

متعلق بنایا گیا تھا اور اس کی جگہ ۱۷۰۹ء میں امداد زر کا طریقہ رائج کیا گیا۔

فرانس میں شخصی چند پشتی حقیت غیر آئینی اور غیر یقینی ہے۔

فرانس میں ایک طرح کا محصول ہے جس کا نام ”شخصی چند پشتی حقیت“ ہے یہ شاید ان تمام محصولات میں اہم ترین ہے جو یورپ میں اس سرمائے کے منافع پر لگائے جاتے ہیں جو زراعت پر لگایا جاتا ہے۔

جس زمانے میں یورپ میں جاگیرداروں کی حکومت تھی اس زمانے میں بدنظمی اور بدامنی پھیلی تھی۔ اس زمانے میں تاجداران ملک صرف اسی پر اکتفا کرتے تھے کہ کمزور لوگوں پر محصول لگائیں اس لئے کہ لوگ انکار کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ امرا و کبار دائمی اور مستقل محصولات کی ادائگی سے ابا کرتے تھے اور تاجداران وقت میں اتنی قوت نہ تھی کہ ان کو مجبور کر سکیں البتہ خاص خاص حالات میں امرا و کبار سلاطین روزگار کی اعانت و امداد پر آمادہ و تیار ہو جاتے تھے۔ سر زمین یورپ میں قابضان اراضی کا بیشتر حصہ ابتد ابتدا میں زرعی غلام تھا لیکن یورپ کے بیشتر حصے میں یہ طبقہ شدہ شدہ آزاد ہونے لگا تھا۔ ان میں سے بعض بعض نے ان جاگیروں میں مالکانہ حقیت حاصل کر لی تھی جو پہلے ان کے قبضے میں کمینوں کی حیثیت سے تھی کبھی تو یہ جاگیریں ان کو تاجداران وقت کی طرف سے دی جاتی تھیں اور کبھی امرائے کبار کی طرف سے حاصل ہوتی تھیں۔ ان کی وھی حیثیت تھی جو ایام قدیم میں انگلستان کے پٹے داروں کو

حاصل تھی یعنی ان لوگوں کو حاصل تھی جن کو کوئی ادنیٰ حقیقت بوجہ رواج حاصل ہوتی تھی - کچھ لوگ ایسے تھے کہ ان کو مالکانہ حقوق حاصل نہ تھے یہ لوگ اراضیات چند سال کے لئے پٹے پر لے لیتے تھے - ان اراضیات پر یہ لوگ اپنے آقاؤں کی طرف سے قابض ہوتے تھے - اس حیثیت سے یہ لوگ ان کے کچھ زیادہ محتاج نہ تھے - معلوم ہوتا ہے کہ امرائے کبار اپنے ماتحت لوگوں کی اس آزادی اور فارغ البالی کو خشم آلود نفرت اور حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے اس لئے یہ امرائے کبار اس امر کو استحسان کی نگاہوں سے دیکھتے تھے کہ تاجداراں وقت ان پر محصول لگا دیں - [۱] بعض بعض ملکوں میں یہ محصول صرف ان اراضیات تک محدود تھا جو استیجار رذیلہ جو کمینہ جذبات کے عوض عطا ہوتی تھیں اس صورت میں اس ''چند پشتی حقیت'' کو اصلی حقیت کہتے تھے وہ محصول اراضی جو سابق بادشاہ سرڈینیہ نے عائد کیا تھا - اراضیات پر ایک محصول تھا اور وہ چند پشتی حقیتیں جو صوبہ جات ''لنگوڈاک'' پروونس ، ''دوفائن'' اور ''برطینی'' میں رائج تھیں - وہ بھی اسی ضمن میں آتی تھیں - اسی طرح علاقہ مونٹا بان میں اور اضلاع ایجن اور کاندوم میں اور دیگر اضلاع فرانس میں ایک طرح کا محصول تھا جو ان اراضیات پر لگایا جاتا تھا جو کمینہ جذبات کے صلے میں بخشی جاتی تھیں - [۲] دیگر ممالک میں یہ محصول ان اشخاص کے مفروضہ منافع پر لگایا جاتا تھا ، جو اور لوگوں کی اراضیات

---

۱ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر سوم کا دوسرا باب -
۲ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر پنجم کا دوسرا باب -

پٹے پر لیتے تھے - اس باب میں اس امر سے کچھ بحث نہ ہوتی کہ مالکان اراضی کے پاس ہر اراضی کس قسم کے استیجار کے ذریعے ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس حالت میں یہ چند پشتی حقیت شخصی ہوتی ہے - سر زمین فرانس کے بعض حصوں کے بیشتر اضلاع میں کہ ممالک منتخبہ کہلاتے ہیں - جو چند پشتی حقیقتیں ہیں وہ پہلی قسم کی ہیں - چند پشتی حقیت اصلی لازمی طور پر نابرابر ہوتی ہے اس لئے کہ اس قبیل کا محصول اراضیات کے صرف ایک حصے پر لگایا جا سکتا ہے لیکن یہ محصول ہر حالت میں مستبدانہ نہیں ہوتا اگرچہ بعض بعض حالتوں میں ضرور مستبدانہ ہوتا ہے لیکن چند پشتی حقیت شخصی کی صورت پر لازمی طور پر مستبدانہ اور نا برابر ہوتا ہے اس لئے کہ اس سے مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ یہ محصول ایک خاص طبقے کے لوگوں پر ان کے منافع کے تناسب سے لگایا جائے اور ان منافع کے تخمینے کا انحصار محض قیاس و گمان سے ہوتا ہے -

وہ ارباب بست و کشاد جو اس کی تشخیص و تعین کرتے ہیں لوگوں کی اصلی قابلیت سے ناواقف ہوتے ہیں اور اکثر دوستی و دشمنی فرقہ‌بندی اور دیگر ذاتی تاثرات سے متاثر ہوتے ہیں -

اس زمانے میں یعنی ۱۷۷۵ء میں ”چند پشتی حقیت“ شخصی کا اطلاق سالانہ بیس علاقہ جات عامہ پر کیا جاتا ہے جس کو انتخابی حلقے کہتے ہیں اس کی مقدار چار کروڑ ایک لاکھ سات ہزار دو سو انتالیس لیور سولہ[۱] سو ہوتی ہے وہ تناسب سال بہ سال

۱ ملاحظہ ہو یادداشت - جلد دوم صفحہ ۱۷ -

تغیر پذیر ہوتا ہے جس کی رو سے یہ رقم مختلف صوبوں پر تشخیص کی جاتی ہے اور یہ تناسب ان روئیدادوں پر مبنی ہوتا ہے جو فصلوں کی خوبی و خرابی کو اور دیگر حالات کے متعلق مجلس تاجدار کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اس لئے کہ لوگوں کی ادائے محصول کی قابلیت میں انہیں سے اضافہ ہوتا ہے، انہیں سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے، ہر ایک علاقہ عام چند منتخبہ علاقوں میں منقسم ہوتا ہے اور ہر علاقہ عام طور پر ایک خاص رقم مشخص کی جاتی ہے۔ یہ رقم منتخبہ علاقوں پر ایک خاص تناسب سے تقسیم کی جاتی ہے اس تناسب میں سال بہ سال ان روئیدادوں کے لحاظ سے تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے جو لوگوں کی ادائے محصول کی قابلیت کے متعلق مجلس تاجدار کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔ یہ امر احاطہ امکان سے خارج معلوم ہوتا ہے کہ مجلس تاجدار اس تناسب میں کم و بیش صحت و صفائی قائم رکھ سکتی ہے خواہ اس باب میں مجلس مذکور کتنی نیک نیتی سے کام کیوں نہ لے مگر ان دونوں رقوم مشخصہ میں سے کسی میں سے بھی اس تناسب کو قائم نہیں رکھ سکتی جو اس صوبے یا اس ضلع کی ادائے محصول کی قابلیت کے مناسب ہو جس پر یہ رقوم مشخصہ عائد کی جاتی ہیں۔ مجلس تاجدار خواہ کتنی متدین اور راست باز کیوں نہ ہو مگر عدم واقفیت اور غلط اطلاعات کے باعث کم و بیش صراط مستقیم سے منحرف ہو جاتی ہے ہر علاقہ منتخبہ پر جس قدر رقم محصول مشخص کی جاتی ہے وہ اس تناسب کے اعتبار سے ہونی چاہئے جو ہر دینی علاقے کی قابلیت کے متناسب ہو اور ہر خاص دینی علاقے پر جو رقوم محصول

مشخص کی جاتی ہیں وہ اس قابلیت کے متناسب ہونی چاہئے
جو ہر فرد واحد میں ادائے محصول کے لئے مضمر ہوتی ہے اور
یہ دونوں قابلیتیں سال بہ سال حالات گرد و پیش کے مطابق تغیر
پذیر ہوتی ہیں۔ ایک حالت میں ان حالات کا جائزہ افسران علاقہ
منتخبہ لیتے ہیں دوسری صورت میں یہ کام افسران علاقہ
دینی انجام دیتے ہیں اور یہ دونوں صورتیں کم و بیش ناظم و
نگران حضرات کے تحت امر و نہی اور انہیں کے زیر اثر و ہدایات
ہوتی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بسا اوقات عدم واقفیت
اور غلط اطلاعات افسران تشخیص کی لغزش کا موجب ثابت
ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دوستی و دشمنی، فرقہ بندی اور ذاتی
مخاصمت کے جذبات کو بھی اس لغزش میں بہت کچھ دخل
ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کو جو اس محصول
کی ادائگی کا مستوجب ہوتا ہے تشخیص موصول سے پہلے اس
امر کا ٹھیک ٹھیک علم نہیں ہوتا کہ اس پر کس قدر
محصول لگایا جائے گا۔ اگر کسی ایسے شخص پر جو معافی کا
حق دار ہو محصول لگا دیا جائے یا کسی شخص پر تناسب
سے زیادہ محصول لگا دیا گیا ہو تو فوری طور پر ان کو یہ
محصول ادا کرنا ہوتا ہے مگر بعد میں وہ استغاثہ کر سکتے
ہیں اور ان کو موقع دیا جاتا ہے کہ اپنے استغاثے کو
ثابت کریں۔ آئندہ سال تمام دینی علاقے پر محصول از سر نو
تشخیص کیا جاتا ہے تا کہ ان کی رقوم ان کو واپس دی
جائیں۔ اگر کسی شخص کا دیوالہ نکل جاتا ہے یا وہ ادائے
دین کے قابل نہیں رہتا۔ افسر تحصیل کنندہ اس امر پر مجبور
ہوتا ہے کہ اس کی طرف سے زر محصول ادا کر دے اور

آئندہ سال تمام علاقے پر از سر نو محصول تشخیص کیا جائے تا کہ افسر تحصیل کنندہ کی رقم واپس دی جا سکے اگر خود افسر تحصیل کنندہ کا دیوالہ نکل جائے تو اس کے عمل کی جواب دہی اس علاقے پر ہوتی ہے جو اس کو منتخب کرتا ہے اور اس کو علاقہ منتخبہ کے وصول کنندۂ اعظم کے سامنے اس کا جواب دینا پڑتا ہے - لیکن وصول کنندے کے لئے یہ امر تکلیف دہ ہوتا ہے کہ تمام علاقے پر مقدمہ چلائے اس لئے وہ پان چھ محصول گزاروں کو منتخب کر لیتا ہے جو اوروں سے زیادہ دولت مند ہوتے ہیں اور ان کو اس نقصان کی تلافی پر مجبور کرتا ہے جو تحصیل کنندہ افسر کے دیوالے کی وجہ سے پہنچتا ہے - اس کے بعد تمام علاقے پر محصول کی تشخیص از سر نو کی جاتی ہے اور ان پان چھ شخصوں کی رقوم ان کو واپس دے دی جاتی ہیں - یہ تشخیص جدید ہمیشہ اس خاص سال کی حقیت محدودہ کے علاوہ ہو گی جس میں یہ تشخیص جدید عائد کی گئی ہے -

زرعی پیداوار کے منافع پر جو محصول لگایا جاتا ہے کہ صارفوں پر نہیں پڑتا بلکہ بالآخر زمینداروں پر پڑتا ہے اور تجارت کے منافع پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ بالآخر صارفوں پر پڑتا ہے -

جب کوئی محصول کسی خاص تجارت کی کسی خاص شاخ کے منافع پر لگایا جاتا ہے تو تاجر اس بات کی احتیاط رکھتے ہیں کہ بازار میں مال ضرورت سے زیادہ نہ لایا جائے بلکہ صرف اس قدر لایا جائے جس قدر اس قیمت پر فروخت ہو سکتا ہے جس میں سے یہ محصول نکل آئے جو ان کو دینا پڑتا ہے ان میں سے بعض بعض تاجر اس تجارت میں اپنا کچھ سرمایہ

نکال لیتے ہیں اس صورت میں سے مال بازار میں کم کم آنے لگتا ہے مال کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور محصول کا بار بالآخر صارفوں پر پڑتا ہے۔ لیکن محصول جب اس منافع پر عائد کیا جاتا ہے جو زرعی پیداوار کی فروخت سے حاصل ہوتا ہے تو زراعت کار لوگوں کے لئے یہ امر ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنا کچھ سرمایہ اس کار و بار میں سے نکال لیں کیونکہ یہ ان کے مفاد کے موافق نہیں ہوتا۔ ہر زراعت کار کے قبضے میں اراضی کی ایک معین مقدار ہوتی ہے اور اس کے معاوضے میں وہ لگان ادا کرتا ہے۔ اس اراضی کی کاشت کے لئے ایک خاص مقدار سرمایہ مطلوب ہوتی ہے۔ اگر ضروری مقدار کا کرئی جز اس میں سے نکال لیا جاتا ہے تو زراعت کار اس قابل نہیں رہتا کہ وہ لگان یا محصول ادا کرے۔ محصول کی ادائگی کے لئے یہ امر کبھی زراعت کار کے منافع و مفاد کے لئے مفید اور سود مند نہیں ہوتا کہ وہ مقدار پیداوار میں کسی قسم کی کمی ہونے دے۔ اسی طرح یہ امر بھی اس کے مفاد کے موافق نہیں ہوتا کہ بازار میں مال کی بہم رسانی پہلے کی نسبت کم کم کی جائے۔ اس محصول کی وجہ سے وہ اپنی پیداوار کی قیمت میں اضافہ نہیں کر سکتا اور زراعت کار اس قابل نہیں ہوتا کہ محصول کے بار کو صارفوں کی طرف منتقل کر کے خود اپنی رقوم واپس لے لے[۱]۔ جس طرح تمام تاجروں اور کار و باری لوگوں کو واجبی منافع ملنا چاھئے اسی طرح زراعت کاروں کو بھی ملنا چاھئے ورنہ وہ اس کار و بار کو ترک کر دیں گے۔ جب اس پر اس قسم کا محصول لگا دیا جاتا ہے تو اس کا واجبی منافع صرف اس صورت میں نکل سکتا ہے

---

۱ طبع اول میں اس جگہ 'نہ' زائد ہے۔

کہ وہ زمیندار کے لگان میں کمی کر دے ۔ اس کو جس قدر محصول کی ادائگی پر مجبور کیا جاتا ہے اسی قدر وہ اس امر پر مجبور ہوتا ہے کہ زمیندار کے لگان میں کمی کرے جب اس قسم کا محصول میعاد معاہدہ لگان کے اندر لگایا جاتا ہے تو زراعت کار کے لئے موجب آزار ہوتا ہے اور کبھی کبھی تو اس تباہی کا باعث ثابت ہوتا ہے لیکن جب پٹے کی تجدید کی جاتی ہے تو اس کا بار زمیندار پر پڑتا ہے ۔

چند پشتی حقیت شخصی سے زراعت کاروں کی ہمت شکنی ہوتی ہے اس سے کل قوم کو زراعت کار کو اور زمیندار کو آزار پہنچتا ہے ۔

جن ملکوں میں چند پشتی حقیت ہائے شخصی ، رواج پذیر ہیں ان میں زراعت کاروں پر اس سرمائے کے تناسب سے محصول لگایا جاتا ہے جو بظاہر وہ امور زراعت و کشت کاری پر لگاتا ہے اس لئے بسا اوقات اس بات سے ڈرتا ہے کہ عمدہ بیلوں یا اچھے گھوڑوں کی ایک جوڑی حاصل کرے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ زراعت و کاشتکاری میں ادنیٰ سے ادنیٰ آلات کشاورزی سے کام لے اس کو تشخیص کنندگان محصول کے جذبات عدل و انصاف پر اعتماد نہیں ہوتا ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو غریب اور نادار ظاہر کرتا ہے اور یہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے کہ میں کچھ نہیں دے سکتا ۔ اس کے دل میں خوف ہوتا ہے کہ اگر میں اس کے خلاف کروں گا تو مجھے حد جائز سے زیادہ دینا پڑ جائے گا ۔ یہ رویہ بد بختی کا پیش خیمہ ہے ۔ اس کے اختیار کرنے میں یہ شخص اپنے مصالح و مفاد پر بھی مدلل و معقول انداز سے غور نہیں کرتا اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پیداوار میں کمی پڑ جاتی ہے اور

اس کو اتنا زیادہ نقصان ہو جاتا ہے کہ اس کی تلافی اس رقم سے ہوتی نہیں جس کو محصول نہ دینے کے باعث بچا لیتا ہے - اس روپے کی بدولت فصلیں خراب ہو جاتی ہیں اور بازار میں بھی کم و بیش اجناس کی قلت نمودار ہوتی ہے البتہ اس سے قیمت میں قدرے اضافہ ہو جاتا ہے اس میں بھی اس امر کا امکان نہیں ہوتا کہ زراعت کار کے اس نقصان کی تلافی کر سکے جو قلت پیداوار کے باعث اس کو پہنچتا ہے اور اس میں اس امر کا امکان اور بھی کم ہوتا ہے کہ زمیندار کے لگان میں اضافہ کر سکے - فصلوں کی اس خرابی کے باعث زراعت کار زمیندار اور کل قوم کو کم و بیش نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے - اس تحقیق و تفتیش کے دفتر سوم میں یہ بات معرض اظہار میں آچکی ہے کہ چند پشتی حقیت شخصی کا رحجان اس طرف ہوتا ہے کہ طرح طرح سے زراعت کاروں اور فلاحوں کی ہمت شکنی کرے اور اچھے خاصے ملکوں میں مداخل و محاصل کے خاص خاص سر چشموں کو خشک کر دے -

حبشی غلاموں پر فی کس کے حساب سے محصول لگایا جاتا ہے - اس کا بار زمیندار پر پڑتا ہے -

شمالی امریکہ کے جنوبی صوبوں میں ایک قسم کا محصول ہے جس کا نام محصول فی راس یا راسی محصول ہے - اسی طرح جزائر غرب الہند[1] میں ایک گونہ محصول ہے کہ ہر حبشی پر سالانہ ایک خاص مقدار معینہ میں عائد کیا جاتا ہے - یہ دونوں محصول دراصل اس سرمائے کے منافع پر محصول ہیں جو امور زراعت پر لگایا جاتا ہے - چونکہ نخلبندیوں کی بیشتر تعداد زراعت کار اور زمیندار ہے اس لئے بالآخر اس محصول کی ادائگی کا بار ان پر

---

[1] طبع اول میں ہے - جزائر غرب الہندی -

زمینداری کی حیثیت سے پڑتا ہے اور اس میں کسی قسم کا معاوضہ مضمر نہیں ہوتا۔

راسی محصول غلامی کا نشان ہے لیکن محصول دینے والوں کے نزدیک ہر قسم کا محصول آزادی کی علامت ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ایام قدیم میں اسی قسم کے راسی محصول سر زمین یورپ میں عام تھے اور ان علاقوں پر لگائے جاتے تھے جو زراعت و فلاحت کے کاموں میں مشغول ہوتے تھے۔ اس قبیل کا ایک محصول ہے کہ اب تک سلطنت روس میں لگایا جاتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ہر قسم کا راسی محصول غلامی [۱] کا نشان گنا جاتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر قسم کا محصول، محصول دینے والے لوگوں کے نزدیک ایک علامت ہے مگر غلامی کی نہیں بلکہ آزادی کی علامت ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محصول دہندہ حکومت کی رعیت ہے لیکن جب تک اس کے پاس کسی قسم کی جائداد ہے وہ خود کسی شخص کو جائیداد قرار نہیں پا سکتا ہے اس لئے اس راسی محصول میں جو مکان پر لگایا جاتا ہے اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آزاد لوگوں پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ خود آزاد لوگوں کے ہاتھ سے ادا کیا جاتا ہے اور غلاموں پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ کسی اور طبقے کے ہاتھ سے ادا کیا جاتا ہے۔ آزادوں کا محصول یا تو بالکل مستبدانہ ہوتا ہے یا اس میں سر تا سر نشیب و فراز پایا جاتا ہے لیکن غلاموں پر محصول کسی طرح مستبدانہ نہیں ہوتا اگرچہ نشیب و فراز بھی اس میں پایا جاتا ہے اس

[۱] ملاحظہ ہو اوج محصول۔ جلد ۱۳ باب ۱۴۔ مصنفہ موسٹیکو۔

لئے کہ غلاموں کی قدر و قیمت میں بھی فرق ہوتا ہے -ہر شخص کو اپنے غلاموں کی تعداد معلوم ہوتی ہے اس لئے ہر شخص کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ مجھ کو کیا دینا ہو گا- یہ دونوں محصول اپنی نوعیت میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں مگر دونوں کا نام ایک ہے اس لئے اُن کی نوعیت بھی ایک ہی سمجھی جاتی ہے -

جو محصول ادنیٰ ملازموں پر لگایا جاتا ہے وہ اپنی نوعیت میں ایک ہی ہوتا ہے جیسا قابل صرف اشیا پر لگایا جاتا ہے -

ہالستان میں ماماؤں اور خدمتگاروں پر جو محصول لگایا جاتا ہے، اس کا بار سرمائے پر نہیں پڑتا بلکہ اخراجات پر پڑتا ہے- اس اعتبار سے اس میں اور اس محصول میں گونہ تناسب ہے جو قابل صرف اشیا پر لگایا جاتا ہے- برطانیہ[1] میں خدمت گار پر ایک گنی فی کس کے حساب سے محصول لگانا جاتا ہے وہ بھی اسی قبیل میں شامل ہے- اس محصول کا بار طبقۂ متوسط پر سب سے زیادہ پڑتا ہے- وہ شخص ایک نوکر رکھ سکتا ہے جس کی آمدنی دو سو پونڈ سالانہ ہوتی ہے لیکن وہ شخص پچاس نوکر نہ رکھے گا جس کی آمدنی دس ہزار پونڈ سالانہ ہے طبقہ غربا پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا- [2]

خاص خاص منافع پر محصول سود پر اثر انداز نہیں ہوتے -

کاروبار کی بعض شاخیں ایسی ہیں کہ ان پر سرمایہ لگایا جاتا ہے- اس سے منافع حاصل ہوتا ہے لیکن اس سے زر نقد کے سود پر کسی قسم کا اثر مرتب نہیں

---

۱ ملاحظہ ہو قانون نمبر۱۷ مجریہ جارج سوم- قانون موضوعہ پارلیمان نمبر۳۹-

۲ یہ پارہ طبع اول میں نہیں ہے -

ہوتا - کچھ لوگ ایسا کاروبار کرتے ہیں جس پر محصول لگتا ہے - کچھ لوگ ایسا کام کرتے ہیں جس پر محصول نہیں لگتا ہے - لیکن پہلی قسم کے لوگوں کو دوسری قسم کے لوگوں سے کم شرح سود پر قرض نہیں مل سکتا - مداخل و محاصل پر جو سود لگایا جاتا ہے - اس کا سر چشمہ وہ سرمایہ ہوتا ہے جو کاروبار پر لگایا جاتا ہے - جہاں حکومت اس امر کی کوشش کرتی ہے کہ اس محصول کی تشخیص میں صحت و صفائی کا خیال رکھے ، وہاں یہ محصول زر نقد کے سود پر اثر کرتا ہے - فرانس میں ایک محصول ہے جس کا نام ہے ''بستم یا بیسویں پینی'' یہ محصول ایسا ہی ہے جیسا انگلستان میں محصول اراضی ہے اور اسی کی شرح سے اس آمدنی پر لگایا جاتا ہے ، جو اراضیات سے ، مکانات سے اور سرمائے سے حاصل ہوتی ہے - جس حد تک اس کا اثر سرمائے پر پڑتا ہے اس کی تشخیص و تعین میں اس سے زیادہ صحت و صفائی کا خیال رکھا جاتا ہے جتنا انگلستان کے محصول اراضی کے اس حصے کے تشخیص و تعین میں رکھا جاتا ہے جو ایک ہی ذخیرے پر عائد کیا جاتا ہے اگرچہ اس باب میں زیادہ سختی کو روا نہیں رکھا جاتا - اکثر صورتوں میں اس کا بار زر سود پر پڑتا ہے - فرانس میں اکثر زر نقد ''معاهدات'' پر لگایا جاتا ہے اور اسی سے سود حاصل کیا جاتا ہے یعنی اس کی بدولت دائمی سالیانے خریدے جاتے ہیں - مدیون و مقروض جب چاہتے ہیں ، اصل زر قرضہ ادا کر دیتے اور ان کو واگذار کرا لیتے ہیں لیکن دائن اس واگذاری کا مطالبہ صرف خاص خاص حالتوں میں کر سکتے ہیں - ہر حالت میں نہیں کر سکتے - معلوم ہوتا ہے کہ تشخیص بستم

سے ان دائمی سالیانوں کی شرح سود میں کچھ اضافہ نہیں ہوا ' اگرچہ یہ محصول تمام پر برابر لگایا جاتا ہے -

ضمیمہ مدات اول و دوم

اراضیات - مکانات اور سرمائے کی مالیت

پر

محصول

انتقال جائداد پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس کا اثر لازمی طور پر مالیت جائداد پر مرتب ہوتا ہے اور اس کا ایک جز اس کی نذر ہو جاتا ہے -

جب تک جائداد ایک ہی شخص کے قبضے میں رہتی ہے اس وقت تک اس کی (راس المالی) مالیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی - خواہ اس پر کتنے ہی مستقل محصول کیوں نہ لگا دئے جائیں اور اس کا کوئی جز ان کی نذر نہیں ہوتا بلکہ اس کی آمدنی کا ایک جز ان پر خرچ ہوتا ہے جو اس جائداد سے حاصل ہوتی ہے لیکن جب جائداد کسی اور شخص کے نام منتقل ہو جاتی ہے تو ترکے اور وراثت کے ذریعے یا خرید و فروخت کے وسیلے سے ایک شخص کے پاس دوسرے کے پاس پہنچتی ہے تو اس انتقال اراضی پر محصول لگایا جاتا ہے اور اس کے باعث اس اراضی کا ایک جز اس محصول کی نذر ہو جاتا ہے -

تمام انتقالات اراضی پر بلا واسطہ محصول لگایا جاتا ہے خواہ ان انتقالات کا تعلق ترکے اور وراثت سے ہو یا جائداد غیر منقولہ سے ہو۔ اور جو انتقالات بالعوض قرضہ ہوتے ہیں ان پر بذریعہ رسوم عدالت یا بذریعہ رسوم تسجیل محصول لگایا جاتا ہے۔

جملہ اقسام جائداد میں ترکے اور وراثت کے ذریعے انتقالات ہوتے رہتے ہیں اسی طرح جائداد غیر منقولہ یعنی اراضیات و مکانات کے متعلق بھی انتقالات ہوتے ہیں اور جائدادیں ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس پہنچتی رہتی ہیں۔ یہ معاملات اپنی نوعیت میں بالکل عام اور واضح ہوتے ہیں یا ایسے ہوتے ہیں کہ عرصہ دراز تک پوشیدہ نہیں رہ سکتے اس لئے اس قسم کے معاملات پر بلا واسطہ محصول لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن انتقال سرمایہ اور انتقال جائداد منقولہ بذریعۂ قرض ایسے انتقالات ہیں کہ جائداد ایک کے پاس سے نکلتی اور دوسرے کے قبضے میں پہنچتی ہے۔ اس قسم کے معاملات اکثر اوقات خفیہ ہوتے ہیں اور پوشیدہ رکھے جا سکتے ہیں۔ لہذا اس قبیل کے معاملات پر بلا واسطہ محصول لگانا آسان نہیں ہے۔ اس پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ بالواسطہ ہوتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ تمسک جس میں ادائے قرضہ کی ذمہ داری درج ہو، کاغذ یا جھلی پر لکھا جائے اور اس پر ایک خاص رقم بطور رسوم عدالت ادا کی جائے ورنہ اس کو جائز نہ سمجھا جائے۔ دوسری یہ کہ کسی سرکاری یا خفیہ رجسٹر میں اس کا اندراج ہونا چاہئے ورنہ اس کو نا جائز قرار دیا جائے اور اس کی تسجیل پر ایک خاص رقم بطریق رسوم ادا کی جائے۔ اسی طرح بسا اوقات یہ رسوم عدالت اور رسوم تسجیل ان تمسکات پر ادا کئے جاتے ہیں، جن کے ذریعے ہر قسم کی جائداد کا انتقال عمل میں آتا ہے جو ترکے اور وراثت کی وساطت سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور ان انتقالات پر بھی یہ رسوم ادا ہونی چاہئیں جن کے ذریعے جائداد

غیر منقولہ کے انتقالات عمل میں آتے ہیں اور جائداد ایک شخص کے قبضے سے نکل کر دوسرے کے پاس پہنچتی ہے۔ یہ معاملات ایسے ہیں کہ ان پر بلا واسطہ محصول بھی آسانی سے عائد ہو سکتا ہے۔

انتقالات ترکہ و وراثت پر 'بستم ارث' محصول لگایا جاتا تھا۔

"بستم ارث" "یعنی وراثت کی بیسویں پینی" ایک محصول تھا جو قدیم رومیوں پر آغسطوس کی جانب سے عائد کیا گیا تھا۔ یہ محصول اس وقت لگایا جاتا تھا جب جائداد کسی شخص کے حصے میں ترکے یا وراثت کے ذریعے منتقل ہوتی تھی۔ دائیوں کاسوس کا بیان ہے کہ یہ محصول جملہ انتقالات وراثت پر لگایا جاتا تھا جو بصورت وفات بذریعۂ حصہ بالوصیت یا وقف عمل پذیر ہوتے تھے۔ صرف وہ انتقالات اس محصول سے مستثنیٰ تھے جو قریب تر رشتہ داروں اور مسکینوں کے حق میں کئے جاتے تھے۔ یہ وہ مصنف ہے جو ان امور کے متعلق سب سے کم غیر واضح طور پر لکھتا ہے۔

اور اسی قسم کا ہالستانی محصول ہے کہ وراثت پر لگایا جاتا ہے۔

اور اسی قسم کا وہ ہالستانی محصول ہے کہ وراثت پر لگایا جاتا ہے۔[1] یک جدی وارثوں پر رشتہ داری کی قرابت کے تناسب سے محصول لگایا جاتا ہے۔ اس محصول کی مقدار جائداد منقولہ کی تمام مالیت پر پانچ فیصدی سے لے کر تین فیصدی تک ہوتی ہے۔ وصیتی اوقاف یا ہبہ بالوصیت بہ حق یک جدیاں پر بھی اسی قسم کا محصول لگایا جا سکتا ہے۔ وہ انتقالات جو شوہر کی

---

[1] ملاحظہ ہو یاد داشت جلد اول صفحہ ۲۲۵۔

جانب سے زوجہ کے حق میں یا زوجہ کی جانب سے شوہر کے حق میں عمل پذیر ہوتے تھے "پچاسویں پینی" کے محصول کے مستوجب ہوتے تھے۔[1] ماتحی وراثت میں آباو اجداد سے جانشین وارثوں تک صرف بیسویں پینی محصول لگایا جا سکتا ہے۔[2] بلا واسطہ وراثتوں پر یعنی ان انتقالات پر جو آبا و اجداد کی جانب سے جانشینوں کے حق میں عمل پذیر ہوتے تھے کوئی محصول نہ لگایا جاتا تھا۔ باپ کی وفات سے ان بچوں کی آمدنی میں اضافہ ہو جاتا تھا جو اس کے ساتھ ایک ہی مکان میں رہتے تھے بلکہ اس کے برعکس بسا اوقات ان کے مداخل میں معتدبہ تخفیف ہو جاتی تھی اس لئے کہ جو کام وہ کرتا تھا وہ جاتا رہتا ہے یا وہ منصب باقی نہیں رہتا ہے جس پر وہ متمکن ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی حین حیاتی جاگیر پر قابض ہوتا ہے۔ اس کی وفات سے یہ جاگیر بھی ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ وہ محصول ظالمانہ اور جابرانہ ہوتا ہے۔ ان سے وراثت کا کوئی جز چھین لیتا ہے اس سے ان کے نقصان میں اضافہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ان بچوں کی صورت دگرگوں ہوتی ہے جن کو رومیوں کی اصطلاح میں نجات یافتہ کہتے ہیں یا جن کو اسکاچستان کی قانونی اصطلاح میں جدائندگاں با حیات پدر کہتے ہیں یعنی یہ بچے اپنے باپ کی حیات میں اپنا حصہ لے سکتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کی پرورش ان ذخائر سے کرتے ہیں جو باپ کے ذخائر سے بالکل

---

۱ تمام طبعات میں پچاسویں پینی ہے مگر یاد داشت میں پنجدہم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم اسمتھ اس جگہ پندرھویں پینی لکھنا چاہتے تھے۔

۲ اس جگہ "صرف" سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ آدم اسمتھ یہاں پندرھویں پینی لکھنا چاہتے تھے۔

مختلف ہوتے ہیں کسی طرح بھی باپ کے ذخائر کے محتاج نہیں ہوتے۔ ترکہ پدری میں سے اس قسم کے بچوں کے پاس جو کچھ آتا ہے وہ ان کے مال و منال میں اصلی و حقیقی اضافہ ہوتا ہے، اس لئے کسی نہ کسی قسم کے محصول کا مستوجب ہوتا ہے۔ یہ محصول صرف اسی قدر آزار رساں ہوتا ہے جس قدر اس قسم کا ہر ایک محصول ہوتا ہے، اس سے زیادہ آزار رساں نہیں ہوتا۔

جاگیردارانہ قانون کی رو سے انتقال اراضی قابل محصول تھا۔

قانون جاگیردارانہ کی رو سے "حادثات عرصہ" پر جو کوئی اراضی کسی کی وفات پر بذریعہ ترکہ یا وراثت منتقل ہوتی تھی یا ایک شخص کے قبضے سے نکل کر دوسرے کے قبضے میں جاتی تھی تو مستوجب محصول ہوتی تھی۔ ایام قدیم میں یہ محصول یورپ کے ہر حصے میں تاجداران ممالک کے مداخل و محاصل کا جزو اعظم سمجھا جاتا تھا۔

یہ محصول بذریہ نابالغی عائد کیا جاتا ہے۔

تاجداران ممالک کے بلا واسطہ باجگذار ماتحتوں کے ورثا ایک خاص قسم کے محصول کی ادائگی پر مجبور تھے یعنی جب ان کو جاگیر کا قبضہ حاصل ہوتا تھا تو عام طور پر ایک سال کا لگان بطریق رسوم دینا پڑتا تھا۔ اگر وارث جاگیر نابالغ ہوتا تھا تو نابالغی کے دوران میں تمام جاگیر کا لگان سرپرست کے ذمہ پڑتا تھا۔ اس پر اور کسی قسم کا بار نہیں ہوتا تھا صرف نابالغ، کی پرورش کا بار ہوتا تھا۔ اگر وہ زمین زر مہر کے باعث کسی بیوہ کے قبضے میں ہوتی تھی بیوہ کے مہر کی ادائگی کا بار بھی سرپرست کے ذمہ ہوتا تھا اور جب شخص نابالغ

سن بلوغ کو پہنچتا تھا تو ایک اور محصول لگایا جاتا تھا جس کا نام داد رسی ہوتا تھا - یہ محصول دوران نابالغی میں سرپرست کی طرف سے واجب الادا ہوتا تھا - اس کی مقدار بھی عموماً ایک سال کے لگان کے برابر ہوتی تھی - اگر آج کل نابالغی کا زمانہ طویل ہوتا ہے تو اکثر اوقات بڑی بڑی جاگیروں کو تمام بار سے سبکدوش کر دیتا ہے - ایام قدیم میں اس سے یہ اثرات مرتب نہ ہوتے تھے بلکہ زمانہ نابالغی کے طول کا اثر یہ ہوتا تھا کہ جاگیر بار سے تو سبکدوش نہ ہوتی تھی بلکہ ضائع ہو جاتی تھی -

انتقالات جاگیر و جائداد پر نذرانے اب تک قائم ہیں - یہ نذرانے اکثر ملکوں میں محاصل ومداخل کے زبردست شعبے ہیں -

جاگیردارانہ قانون کی رو سے کوئی باجگذار شخص باج گیر کی اجازت بغیر انتقالات اراضی کا مجاز نہیں تھا - باج گیر عموماً اس اجازت کے معاوضے میں ایک قسم کا نذرانہ وصول کرتے تھے جس کو تصفیہ نامہ کہتے تھے - یہ نذرانہ ابتد ابتدا میں تو محض مستبدانہ تھا، مگر بعد میں اکثر ملکوں میں باضابطہ بنا دیا گیا یعنی یہ مشخص و معین کر دیا گیا کہ قیمت اراضی کا اس قدر حصہ نذرانے میں دیا جائے - بعض ملکوں میں جاگیردارانہ رسوم کا بیشتر حصہ معطل اور بیکار ہو گیا ہے لیکن انتقالات اراضی پر یہ محصول اب تک قائم ہے اور تاجداران ممالک کے مداخل و محاصل میں بہت گراں قدر شعبہ ہے۔[۱] علاقہ برن میں یہ محصول حقیت شریفانہ

---

۱ طبع اول میں لفظ ''بہت'' نہیں ہے -

کے حصہ ششم کے برابر ہے اور یہ بہت زیادہ ہے اور حقیت رذیلہ-۱ کے دسویں حصے کے برابر ہے-۲ علاقہ لوسرن میں فروخت اراضی پر ہر جگہ محصول نہیں ہے - وہاں صرف خاص خاص اضلاع میں رائج ہے - لیکن اگر کوئی شخص اپنی اراضی اس نیت سے فروخت کرتا ہے کہ اس علاقے سے باہر چلا جائے تو اس کو تمام قیمت فروخت کا دسواں حصہ دینا پڑتا ہے - اسی قبیل کے محصولات اکثر دیگر ممالک میں ہر قسم کی اراضیات کی فروخت پر عائد کئے جاتے ہیں یا ان اراضیات کی فروخت پر لگائے جاتے ہیں جو خاص خاص استیجار کی رو سے مقبوض ہوتی ہیں - یہ محصولات تاجداران ممالک کے مداخل و محاصل کے گراں قدر شعبے ہیں -

فروخت اراضی پر محصولات بذریعۂ رسوم عدالت یا بذریعۂ رسوم تسجیل وصول کئے جاتے ہیں -

اس قسم کے معاملات پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ بالواسطہ ہوتا ہے - ان پر یا تو رسوم عدالت ثبت کی جاتی ہیں یا ان سے رسوم تسجیل وصول کی جاتی ہیں اور یہ رسوم کبھی تو اشیائے منتقلہ کی قیمت کے متناسب ہوتی ہیں اور کبھی نہیں ہوتیں -

برطانیہ میں متناسب نہیں ہوتیں -

برطانیہ میں رسوم عدالت اشیائے منتقلہ کی قیمت کے متناسب نہیں ہوتیں بلکہ کبھی اس سے زیادہ ہوتی ہیں اور کبھی کم رہ جاتی ہیں بلکہ ان میں رسوم دستاویز کی نوعیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے - (رقم دستاویز خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اس پر اٹھارہ

---

۱ ملاحظہ ہو یاد داشت جلد اول صفحہ ۱۰۴-

۲ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر اول کا گیارھواں باب -

پنی یا نصف کراؤن کا اسٹام کاف متصور ہوتا ہے) کاغذ کے ہر ورق پر یا چمڑے کی ہر جھلی پر بڑی سے بڑی رقم کا اسٹام چھ پونڈ سے زیادہ نہیں ہوتا اور یہ گراں قدر رسوم عطیات سلطانی پر اور چند خاص قانونی کارروائیوں پر عائد ہوتی ہیں، جن میں اشیائے منتقلہ کی قدر و قیمت کا اعتبار ملحوظ نہیں ہوتا۔ برطانیہ میں تسجیل دستاویزات اور تحریرات پر رسوم تسجیل نہیں ہے۔ صرف افسران تسجیل کی فیس اس سے مستثنیٰ ہے اور اس کی مقدار صرف اتنی ہوتی ہے جتنی افسران تسجیل کی محنت کا واجبی معاوضہ متصور ہو سکتا ہے۔ تاجداران وقت کو اس سے کسی قسم کی کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔

هالستان میں بعض متناسب ہوتی ہیں اور بعض غیر متناسب۔

ہالستان میں رسوم عدالت اور رسوم تسجیل دونوں رائج ہیں۔[1] یہ محصولات بعض حالات میں جائداد منتقلہ کی قیمت کے متناسب ہوتے ہیں اور بعض حالات میں نہیں ہوتے ہیں۔ لازم ہے کہ تمام وصیت نامے پکے اسٹامی کاغذ پر لکھے جائیں جن کی قیمت فروخت شدہ جائداد کی قیمت کے متناسب ہو۔ یہی باعث ہے کہ ایسے کاغذ موجود ہیں جن کی قیمت تین پنس یا تین اسٹیور سے لے کر تین سو فلورن تک ہے جو قریب قریب ستائیس پونڈ دس شلنگ کے برابر ہوتے ہیں۔ اگر اسٹام اس مالیت سے کم ہوتا ہے جو موصی کو لگانا چاہئے تھا تو اس کی وراثت منسوخ سمجھی جاتی ہے۔ وراثت پر جو محصول لگائے جاتے ہیں، یہ ان سب کے علاوہ ہوتا ہے۔ تمام دستاویزات

---

[1] ملاحظہ ہو یاد داشت جلد اول صفحات ۲۲۳ - ۲۲۴ اور ۲۲۵ -

تمام تمسکات اور جملہ معاھدات پر رسوم سرکار لازم ھیں۔ صرف ھنڈیاں اور چند دیگر تجارتی دستاویزیں اس سے مستثنی ھیں۔ لیکن یہ محصول جائداد فروخت شدہ کی مالیت کے تناسب سے ترقی پذیر نہیں ھوتا۔ لازم ہے کہ اراضیات و مکانات کے بیعناموں اور رھن ناموں کی تسجیل (رجسٹری) کرائی جائے اور اس تسجیل پر رسوم سرکاری ادا کی جائیں جن کی مقدار ڈھائی فیصدی ہے جو زر بیع یا زر رھن پر عائد کی جاتی ہے۔ یہ رسوم ان جہازوں پر بھی عائد کی جاتی ھیں جن کی بار برداری کی قابلیت دو سو ٹن سے زائد ھوتی ہے خواہ وہ جہاز عرشہ دار ھوں یا نہ ھوں۔ معلوم ھوتا ہے کہ جہاز سطح آب پر مکانات گنے جاتے ھیں۔ جب کوئی جائداد منقولہ کسی عدالت کے حکم سے بیع کی جاتی ہے تو اس پر بھی ڈھائی فیصدی کے حساب سے رسوم واجب الادا ھوتی ھیں۔

فرانس میں مختلف افسر ھیں کہ رسوم سرکار اور رسوم تسجیل وصول کرتے ھیں۔

فرانس میں رسوم اسٹام اور رسوم تسجیل دونوں رواج پذیر ھیں۔ رسوم اسٹام محصول چنگی کی ایک شاخ متصور ھوتی ہے اور جن صوبوں میں یہ رسوم رائج ھیں وھاں ان کے وصول کرنے پر افسران چنگی مامور ھیں اور رسوم تسجیل املاک سلطانی کی ایک شاخ گنی جاتی ہے اور اس کی وصولیابی پر مختلف افسر مامور ھوتے ھیں۔

رسوم اسٹام اور رسوم تسجیل دونوں تشخیص محصول کے جدید طریقے ھیں۔

رسوم اسٹام اور رسوم تسجیل دونوں تشخیص محصول کے جدید طریقے اور زمانہ حال کی ایجاد ھیں لیکن ایک صدی

یا اس سے کچھ زیادہ عرصے میں رسوم اسٹام تمام یورپ میں پھیل گئیں اور رسوم تسجیل بھی بالکل عام ہو گئیں - لوگوں کی جیبوں سے زر نقد کھینچ کر نکالنا ایک فن ہے جو ایک حکومت دوسری سے بہت حد تک سیکھ لیتی ہے - اس سے جلد تر کوئی اور فن نہیں سیکھتی -

انتقالات ترکہ و وراثت پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس کا بار وصول کنندہ جائداد پر پڑتا ہے اور فروخت اراضی پر جو محصول لیا جاتا ہے اس کا بار بائع پر ہوتا ہے -

انتقالات وراثت و ترکہ پر جو محصولات تشخیص کئے جاتے ہیں ان کا بار فوری اور آخری طور پر ان لوگوں پر پڑتا ہے جن کے نام جائدادیں منتقل کی جاتی ہیں - لیکن اراضیات کے بیع پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس کا تمام بار بائعان اراضیات پر پڑتا ہے - بائعان جائداد ہمیشہ کسی نہ کسی مجبوری سے اپنی جائداد کو فروخت کرتے ہیں اور اس پر مجبور ہوتے ہیں کہ اس قیمت پر اکتفا کریں جو مل سکتی ہے - خریدار کبھی جائداد خریدنے پر مجبور نہیں ہوتا، اس کے خلاف ہو تو محض شاذ ہے- اس لئے صرف اس قدر قیمت دیتا ہے جس قدر وہ چاہتا ہے- وہ اس امر پر غور کرتا ہے کہ قیمت اور محصول لگا کر اراضی اس کو کتنے میں پڑے گی - اس پر جس قدر زیادہ محصول لگایا جاتا ہے وہ قیمت اسی قدر کم دینا چاہتا ہے - اس لئے اس قبیل کے تمام محصولات کا بار ہمیشہ حاجتمند لوگوں پر پڑتا ہے - یہی

نئے مکانات کے بیع پر جو محصول لگتا ہے اس کا بار خریدار پر ہوتا ہے -

باعث ہے کہ اس قسم کے محصولات اکثر اوقات ظالمانہ اور جابرانہ گنے جاتے ہیں- نو تعمیر شدہ مکانات کی فروخت پر جو محصول

لگایا جاتا ہے اس کا بار عموماً خریدار پر پڑتا ہے اگر اس بیع میں زمین شامل نہیں ہوتی، اس لئے کہ تعمیر کار تو اپنا منافع ضرور لگا لیتے ہیں۔ اگر اس کے خلاف ہوتا ہے تو یہ لوگ اس پیشے کو ترک کر دیتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کو یہ محصول اپنی جیب سے دینے پڑتے ہیں تو یہ ان کو خریداروں سے وصول کرلیتے ہیں۔

پرانے مکانات کی فروخت پر جو محصول لگتا ہے اس کا بار بائع پر پڑتا ہے۔

پرانے مکانوں کی فروخت پر جو محصول لگایا جاتا ہے، اس کا بار بائعان مکانات پر پڑتا ہے۔ اس کی تہ میں وہی علل و اسباب کار فرما ہوتے ہیں جو فروخت اراضی کی تہ میں ہوتے ہیں۔ پرانے مکانات عام طور پر کسی نہ کسی ضرورت یا سہولیت کے باعث فروخت کئے جاتے ہیں۔ ہر سال نئے مکانات قریب قریب اسی تعداد میں تعمیر ہوتے ہیں جتنی مانگ ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں بنتے۔ تعمیر کار لوگ مکانات اسی وقت تک بناتے ہیں جس وقت تک ان کو تمام اخراجات کی ادائگی کے بعد بھی منافع رہتا ہے۔ اگر منافع نہیں رہتا تو وہ اس پیشے کو خیر باد کہ دیتے ہیں اور اگر مانگ نہیں ہوتی تو مکان نہیں بناتے۔ پرانے مکانات کی فروخت کا حال اس کے برعکس ہے۔ ان کی تعداد کی کمی بیشی کا انحصار کچھ ایسے حادثات و واقعات پر ہوتا ہے کہ جن کا تعلق مانگ سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اگر کسی بڑے تجارتی شہر میں دو تین بڑے بڑے لوگوں کا دیوالہ نکل جائے تو اکثر مکانات کی فروخت لازم آجائے گی اور مالکان مکانات اپنے آپ کو مجبور پائیں گے کہ ان کو اسی قیمت پر فروخت کریں جو بازار میں مل سکتی ہے

کرایہ زمین پر جو محصول ہوتا ہے وہ بائع پر پڑتا ہے۔

مکانات کی زمین کی فروخت پر جو محصولات عائد کئے جاتے ہیں ان کا تمام بار بائعان زمین پر پڑتا ہے۔ اس کی تہ میں بھی وہی علل و اسباب کار فرما ہوتے ہیں جو زرعی اراضی کی فروخت کی تہ میں ہوتے ہیں۔ رسوم اسٹام اور رسوم تسجیل تمسکات اور رسوم تسجیل معاہدات قرضہ جات کا تمام بار قرض گیرندہ

قرضہ جات پر جو محصول لگتا ہے وہ قرضہ دینے والوں پر پڑتا ہے۔ کار روائی مقدمہ کا محصول مقدمہ دائر کرنے والوں پر پڑتا ہے۔

اشخاص پر پڑتا ہے اور فی الواقع ہمیشہ انہیں کو دینے پڑتے ہیں۔ مقدمات کی پیروی اور قانونی کارروائی پر جو رسوم ادا کی جاتی ہیں ان کا بار ان اشخاص پر پڑتا ہے جو مقدمات دائر کرتے ہیں۔ ان کے باعث مالیت مقدمہ میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ کسی جائداد کے حصول پر جس قدر خرچ زیادہ ہوتا ہے اس کے حصول پر اس کی اصلی قدر و قیمت اسی قدر کم ہوتی ہے۔[1]

انتقالات جائداد پر جو محصول لگایا جاتا ہے جہاں تک وہ راس المال کی مالیت میں کمی کا باعث ہوتا ہے کفائت شعاری کے منافی ہے۔

ہر قسم کی جائداد پر جو محصولات عائد کئے جاتے ہیں وہ اس امر کی طرف مائل ہوتے ہیں کہ ان ذخائر میں کمی کر دیں جو ثمر خیز محنت کے رکھ رکھاؤ کے لئے مخصوص ہوتے ہیں اس لئے کہ ان محصولات کے باعث ان جائدادوں کی راس المالی مالیت میں کمی پڑ جاتی ہے۔ اس قبیل کے جو محصولات کم و بیش کفایت شعاری اور جزرسی کے خلاف ہوتے ہیں، ان کے باعث تاجداران وقت کے

---

[1] طبع اول میں اصلی نہیں ہے۔

مداخل میں تو اضافہ ہو جاتا ہے مگر ان سے جن مزدوروں اور اجیروں کا رکھ رکھاؤ ہوتا ہے وہ غیر بار آور ہوتے ہیں، اس کے خلاف شاذ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف عامة الناس کا راس المال جن لوگوں کے رکھ رکھاؤ پر صرف ہوتا ہے وہ بار آور مزدور اور اجیر ہوتے ہیں۔ ان محصولات سے اس راس المال میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اس قبیل کے محصولات میں اس وقت بھی عدم مساوات ہوتی ہے جب یہ مالیت جائداد کے متناسب ہوتے ہیں اس لئے کہ تواتر انتقالات تغیر پذیر ہوتا ہے۔

اس قسم کے محصولات اس وقت بھی نابرابر ہوتے ہیں جب مالیت جائداد منتقلہ کے متناسب ہوتے ہیں اس لئے کہ انتقالات جتنے کچھ ہوتے ہیں وہ یکساں مالیت کی جائداد میں نہیں ہوتے۔ لیکن جب انتقالات اس مالیت کے متناسب نہیں ہوتے تو اور بھی زیادہ نابرابر ہوتے ہیں۔ یہ حالت زیادہ تر رسوم اسٹام اور رسوم تسجیل میں پائی جاتی ہے۔ یہ

یہ یقینی آسان اور کم خرچ ہوتے ہیں۔

کسی حالت میں بھی مستبدانہ نہیں ہیں بلکہ ہر حالت میں بالکل صاف اور یقینی ہیں یا ان میں یہ صلاحیت مضمر ہے کہ بالکل صاف اور یقینی ہوں۔ اگرچہ کبھی کبھی ان کا بار ان لوگوں پر پڑتا ہے جو ان کی ادائگی پر قادر نہیں ہوتے لیکن اکثر حالتوں میں ادائگی کا وقت ایسا ہوتا ہے جو محصول دینے والے کے لئے سہل سمجھا جاتا ہے۔ جب رقوم محصول دینے والوں کے پاس ادائے محصول کے لئے زر نقد موجود ہوتا ہے، ان کی وصول یابی پر بھی کچھ زیادہ خرچ نہیں ہوتا اور

اکثر و بیشتر حالات میں محصول دینے والوں کو اس سے زیادہ اور کچھ تکلیف نہیں ہوتی کہ وہ محصول ادا کر دیں اور یہ ہر حالت میں ناگزیر ہے۔

فرانس میں انتقالات پر رسوم اسٹام لازم ہے مگر لوگوں کو اس سے کچھ شکایت نہیں ہے۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ رسوم تسجیل مستبدانہ اور غیر یقینی ہیں۔

فرانس میں انتقالات پر رسوم اسٹام لازم ہیں مگر لوگوں کو ان سے کچھ شکایت نہیں ہے لیکن تسجیل پر جو رسوم عائد ہیں ان سے لوگوں کو شکایت ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے ان افسروں کو استحصال بالجبر کا موقع مل جاتا ہے، جو زراعت کار اعظم کے دفتر میں کام کرتے اور یہ محصول وصول کرتے ہیں اس لئے کہ یہ رسوم بڑی حد تک مستبدانہ اور غیر یقینی ہیں۔ فرانس میں موجودہ نظام مالیات کے خلاف کچھ رسالے[۱] لکھے گئے ہیں۔ ان کے بیشتر حصے میں رسوم تسجیل کی بدعنوائیوں کا بیان کیا گیا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ رسوم تسجیل اور عدم تیقن کو لازم و ملزوم قرار دیا جائے۔ اگر وہ تمام شکایات بجا و درست ہیں جو عامۃ الناس کو ان رسوم تسجیل سے ہیں تو بدعنوانی کا پیدا ہونا لازم ہے لیکن اس بدعنوانی کا انحصار اس محصول کی نوعیت پر اس قدر نہ ہوگا جس قدر ان قوانین و فرامین کے الفاظ میں توضیح اور تعین کی کمی پر ہوتا ہے جن کی رو سے یہ محصولات مشخص کئے جاتے ہیں۔

---

۱ متن میں لفظ "Libel" ہے۔ یہ لفظ اس جگہ قدیم معنی میں برتا گیا ہے۔ یہ لفظ دور حاضر کے رسائل و جرائد کا مرادف ہے۔

جائداد مرهونه کی تسجیل پبلک کے لئے نہایت مفید اور سود مند ہے بلکه ان تمام حقوق کی تسجیل عام طور پر سود مند ہوتی ہے جو غیر منقوله جائداد سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے که اس سے قرض خواہوں اور خریداروں کے حقوق بہت کچھ محفوظ ہو جاتے ہیں ۔ دیگر اقسام دستاویزات کی تسجیل بسا اوقات باعث تصدیعه ہوتی ہے یہاں تک که افراد و اشخاص کے حق میں خطرناک ہوتی ہے اور پبلک کو اس سے کوئی فائده نہیں ہوتا ۔ یه امر مسلمه ہے که ان میں سے کوئی رجسٹر بھی نه ہونا چاہئے جن کا خفیه رکھنا ضروری ہو ۔ افراد و اشخاص کا اعتبار کسی حالت میں بھی محکمه محصولات کے ادنیٰ افسروں کی راستی اور دیانت داری پر منحصر نه ہونا چاہئے اس لئے که یه حفاظت و سلامتی نہایت نازک اور کمزور ہے ۔ لیکن جہاں اجرت تسجیل تاجدار وقت کے مداخل و محاصل کا ایک ذریعه ہوتی ہے وہاں رجسٹری کے دفتروں کی تعداد میں عموماً بے حد اضافه ہو جاتا ہے اور ان کا تعلق دونوں قسموں کی دستاویزوں سے ہوتا ہے یعنی ان سے بھی ہوتا ہے جن کی تسجیل ضروری ہوتی ہے اور ان سے بھی ہوتا ہے جن کی ضروری نہیں ہوتی ۔ فرانس میں کئی قسم کے خفیه رجسٹر ہوتے ہیں ۔ یه بدعنوانی اگرچه اس قسم کے محصولات کے لئے ضروری نہیں ہے مگر یه مسلمه امر ہے که ان کا فطری نتیجه ہے ۔

فرانس میں ان رسوم اسٹام کی بابت شکایت نہیں کی جاتی جو انتقالات پر لی جاتی ہیں لیکن رسوم تسجیل مستبدانه اور غیر یقینی بیان کی جاتی ہیں ۔

جائداد مرہونه کی تسجیل اور ان تمام حقوق کی تسجیل جو جائداد غیر منقوله کے متعلق ہوتے ہیں پبلک کے حق میں مفید ہے ۔ خفیه رجسٹر نه ہونے چاہیں ۔

اکثر رسوم اسٹام ہیں کہ
ان کا بار صارفوں پر پڑتا
ہے -

انگلستان میں ایسی چیزوں پر رسوم اسٹام ہیں جیسی تاش، گنجفہ، اخبار، رسائل و جرائد وغیرہ ہیں - اس قبیل کے محصولات در اصل اشیائے قابل صرف پر محصول ہیں - بالآخر ان کی ادائگی کا بار ان لوگوں پر پڑتا ہے جو برتتے اور خرچ کرتے ہیں - اس کے علاوہ بوزے شراب اور روحی سیالات کی خوردہ فروشی کے اجازت ناموں پر بھی رسوم اسٹام لازمی ہیں - ان رسوم سے مقصود شاید یہ ہوتا ہے کہ ان کا بار خوردہ فروشوں کے منافع پر پڑے لیکن بالآخر ان کا بار بھی ان سیالات (شرابوں) کے صارفوں پر پڑتا ہے - اگرچہ ان تمام محصولات کا نام ایک ہی ہے اور ایک ہی افسر ان کو وصول کرتا ہے اور ان سے وصول کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو ان رسوم اسٹام کے وصول کرنے کا ہے جو انتقالات جائداد پر لگائی جاتی ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ محصولات اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل مختلف ہیں اور ان کا بار بالکل مختلف ذخائر پر پڑتا ہے -

مد سوم

محصولات اجرت

جب اجرت پر محصول لگایا جاتا ھے تو اجرت میں اضافه ھو جاتا ھے اور اس اضافه کی مقدار محصول کی مقدار سے زیادہ ھوتی ھے۔

اس تصنیف کے دفتر اول میں اس امر کی وضاحت کی کوشش کی گئی ھے که اجیروں کے ادنیٰ طبقات کی اجرت میں ہر جگه دو حالتوں میں کمی بیشی ھوتی ھے۔ اول اجیروں کی مانگ، دوم اشیائے خوردنی کی معمولی و متوسط قیمت سے۔ اجیروں کی مانگ کی تین حالتیں ھوتی ھیں۔ ترقی پذیر، ثبات پذیر اور تنزل پذیر۔ ان کا انحصار آبادی کے ترقی پذیر، ثبات پذیر اور تنزل پذیر ھونے پر ھوتا ھے۔ اسی سے اجیروں کے رکھ رکھاؤ کے مصارف میں کمی بیشی ھوتی ھے اور اسی سے اس امر کی تشخیص و تعین ھوتی ھے که یه مصارف فراخ دلانه درمیانه یا جز رسانه ھونے چاھئیں اور ان امور کا لحاظ کس حد تک ھونا چاھئے۔ اشیائے خوردنی کی معمولی اور متوسط قیمت سے زرنقد کی اس مقدار کا تعین ھوتا ھے جو اجیروں کو سال بسال دینی پڑتی ھے اور اسی مقدار کے لحاظ سے اجیر زیادہ، درمیانه یا کم سامان خوراک خرید سکتے ھیں۔ جس حالت میں اجیروں کی مانگ اور سامان خورونوش کی

قیمت یکساں رہتی ہے ، اگر اس حالت میں اجرتوں پر بلا واسطہ محصول لگا دیا جاتا ہے تو اجرتوں میں قدرے اضافہ ہوجاتا ہے اور یہ اضافہ مقدار محصول سے کسی قدر زیادہ ہوتا ہے ۔ اس کے سوا اس محصول سے کوئی اور نتیجہ نہیں نکل سکتا ۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ایک خاص جگہ ہے کہ وہاں اجیروں کی مانگ اور سامان خورونوش کی قیمتیں ایسی ہیں کہ اجیر کی اجرت دس شلنگ فی ہفتہ قرار دینی لازم ہو جا تی ہے ۔ اب اس اجرت پر اس کا پانچواں حصہ بطریق محصول تشخیص کر دیا جاتا ہے یا چار شلنگ فی پونڈ کے حساب سے محصول لگا دیا جاتا ہے ۔ اگر اس صورت میں اجیروں کی مانگ اور سامان خور و نوش کی قیمتیں بدستور سابق رہیں تو اس حالت میں بھی یہ امر لابدی ہو گا کہ اجیر اس مقام پر اس قدر سامان خوراک خرید سکیں جسقدر دس شلنگ فی ہفتہ سے خرید سکتے تھے یا ادائے محصول کے بعد اُن کے پاس خالص دس شلنگ فی ہفتہ باقی رہنے چاھئیں ۔ لیکن اس امر کے لئے کہ اجیروں کی جیب میں ادائے محصول کے بعد دس شلنگ فی ہفتہ باقی رہ جائیں اس مقام پر اجرت میں اضافہ لازم آجاتا ہے اور یہ اضافہ نہ صرف بارہ شلنگ فی ہفتہ ہوتا ہے بلکہ ساڑھے بارہ شلنگ فی ہفتہ ہوتا ہے یعنی اجیروں کو اس قابل بنانے کے لئے یہ لوگ اپنی اجرت کے پانچویں حصے کے برابر محصول ادا کر سکیں ، ان کی اجرتوں میں اضافہ لابدی ہوتا ہے اور یہ اضافہ پانچویں حصے کے برابر نہیں ہوتا بلکہ چوتھائی حصے کے برابر ہوتا ہے ۔ آجرت اور محصول میں ہمیشہ ایک تناسب ہوتا ہے خواہ

یہ تناسب کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن اجرتوں میں ہر حال میں
اضافہ لازم ہوتا ہے اور یہ اضافہ محصول کے تناسب سے نہیں ہوتا
بلکہ اس سے زیادہ تناسب سے ہوتا ہے مثلاً اگر محصول دسواں
حصہ ہوتا ہے تو اضافہ نہ صرف دسویں حصے کے برابر ہوتا ہے
بلکہ آٹھویں حصے کے برابر ہوتا ہے اور یہ اضافہ ہوتا ہے
بہت جلد ۔

صنعتی اجیروں کی اجرت میں اضافہ آجروں کی طرف سے کیا جاتا ہے مگر اس کا بار صارفوں پر پڑتا ہے اور زرعی اجیروں کی اجرت میں جو اضافہ ہوتا ہے وہ زراعت کاروں کی طرف سے ہوتا ہے مگر اس کا بار زمینداروں پر پڑتا ہے ۔

اجیروں کی اجرت پر جو محصول بلا
واسطہ لگایا جاتا ہے وہ اگرچہ اجروں
کے ہاتھ سے ادا کیا جاتا ہے مگر در
اصل وہ ان کی جیب سے نہیں نکلتا اور
کم از کم اس صورت میں تو بالکل نہیں
نکلتا جب اجیروں کی مانگ اور سامان
خور و نوش کی اوسط قیمت محصول کے
بعد اتنی ہی رہتی ہے جتنی محصول سے
پہلے ہوتی ہے ۔ اندریں حالات یہ محصول اس شخص کی طرف سے
ادا کیا جاتا ہے جو ان کو بلاواسطہ مصروف کار کرتا ہے۔ اس کے
علاوہ اس کی طرف سے کچھ اور بھی ادا کیا جاتا ہے۔ اخیر ادائگی مختلف
صورتوں میں مختلف اشخاص کی طرف سے کی جاتی ہے۔ اس قبیل کے
محصولات سے صنعتی اجیروں کی اجرت میں ایک گونہ اضافہ ہو
جاتا ہے ۔ یہ کارخانہ دار کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے۔ یہ کارخانہ اس
امر کا مستحق ہے کہ اس کو قیمت اشیا میں شامل کرلے اور اس پر
منافع بھی لگائے اور حق یہ ہے کہ کارخانہ دار کے زائد منافع
کی ادائگی کا بار انجام کار صارفوں پر پڑتا ہے ۔ اس قسم کے محصول سے

جو اضافہ دیہاتی اجیروں کی اجرت میں ہوتا ہے وہ ابتداءً زراعت کار کی جیبوں سے نکلتا ہے اسکو محصول کی تشخیص کے بعد بھی اتنے اجیروں کو رکھنا پڑتا ہے جتنے اجیروں کو اس سے پہلے رکھنا پڑتا تھا۔ اس لئے ان کو اس امر پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ پہلے کی نسبت زیادہ راس المال لگائیں اور اس راس المال اور اس کے واجبی منافع کی باز یابی کے لئے لازم ہے کہ وہ پیداوار اراضی یا اس کی قیمت کے بیشتر حصے کو اپنے پاس رہنے دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ زراعت کار مالکان اراضی کے لگان میں کمی کر دیتے ہیں۔ اس لئے اس صورت میں اس اضافہ اجرت کی اخیر ادائگی کا بار زمینداروں پر پڑتا ہے اور زراعت کاروں کے زائد منافع کا بار بھی انہیں پر پڑتا ہے اگرچہ ابتداءً وہ زراعت کاروں کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے، بہر کیف اجیروں کی اجرت پر جو محصول بلا واسطہ لگایا جاتا ہے۔ اس کا بار بالآخر زمینداروں پر پڑتا ہے اس لئے کہ اس سے لگان میں کمی پڑ جاتی ہے اور اس محصول کی وجہ سے مصنوعات کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اضافہ مقدار محصول سے زیادہ ہوتا ہے یعنی اگر اتنی ہی مقدار پیداوار پر محصول لگایا جاتا تو وہ اس اضافے کے برابر نہ ہوتا۔ اس سے لگان اراضی میں کمی اور قیمت مصنوعات میں بیشی ہو جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر اس کا بار کچھ تو لگان اراضی پر پڑتا ہے اور کچھ قابل صرف اشیا پر آ رہتا ہے۔

محصول کی وجہ سے اجیروں کی اجرتیں بڑھ جاتی ہیں۔ مگر یہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ اجیروں کے لئے مانگ گھٹ جاتی ہے۔

اجیروں کی اجرتوں پر بلا واسطہ محصول لگانے سے اجیروں کی اجرتوں میں متناسب اضافہ نہیں ہوتا مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باعث اجیروں کی مانگ میں معتدبہ کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قبیل کے محصولات کا نتیجہ

عموماً یہ ہوتا ہے کہ صنعت و حرفت زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ غریب غربا کے روزگار میں کمی پڑ جاتی ہے اور زمین کی سالانہ پیداوار اور اجیران ملک کی سالانہ محنت میں انحطاط واقع ہو جاتا ہے۔ ان محصولات کے باعث اجیروں کی اجرت ہمیشہ اس سے زیادہ ہوتی ہے جتنی وہ بصورت دیگر واقعی مانگ کی صورت میں ہو سکتی ہے اور اس کا بار بالآخر زمینداروں اور صارفوں پر پڑتا ہے اور اسی طرح ان لوگوں کے منافع کا بار بھی انھیں پر پڑتا ہے، جن کی جیبوں سے اس اضافے کی رقوم ابتداءً نکلتی ہیں۔

زرعی اجیروں کی اجرت پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس سے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے مگر یہ اضافہ اس سے زیادہ نہیں ہوتا جو اس محصول کی وجہ سے ہوتا ہے جو زراعت کاروں کے منافع پر لگایا جاتا ہے

جو محصول زرعی اجیروں کی اجرتوں پر لگایا جاتا ہے اس سے خام پیداوار کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے مگر یہ اضافہ رقوم محصول کے متناسب نہیں ہوتا۔[۱] یہی وجہ ہے کہ اس محصول سے جو زراعت کاروں کے منافع پر لگایا جاتا ہے، قیمتوں میں ایک گونہ اضافہ ہو جاتا ہے مگر یہ اضافہ تناسب بالا کے مطابق نہیں ہوتا۔[۲]

اکثر ملکوں میں اس قبیل کے محصول رائج ہیں مثلاً فرانس اور بوہیمیا

اگرچہ یہ محصول لغو و لایعنی اور تخریب انگیز ہیں مگر اس کے باوجود اکثر ملکوں میں رواج پذیر ہیں۔ فرانس میں حقیت محدود کا وہ حصہ جو صنعتی اجیروں کی اجرتوں اور دیہاتی کمیروں کی مزدوریوں پر مشخص کیا جاتا ہے، در اصل اسی قبیل کا ایک محصول ہے۔ ان کی اجرتوں کا تخمینہ اس ضلع

---

۱ طبع اول میں الفاظ ”متناسب محصول“ نہیں ہیں۔
۲ طبع اول میں الفاظ ”تناسب بالا“ نہیں ہیں۔

کی شرح عام سے لگایا جاتا ہے جس میں وہ رہتے ہیں - ان لوگوں کے باب میں زائد محصول کی تشخیص کا احتمال اس قدر کم ہوتا ہے جس قدر حیز امکان میں ہے - ان کی یافت کا اندازہ دو سو ایام کار فی سال ہے -۱ اس سے زیادہ نہیں ہے - ہر فرد واحد کا محصول سال بہ سال تغیر پذیر ہوتا ہے اور اس تغیر و تبدل کا انحصار مختلف حالات پر بھی ہوتا ہے - اس کے افسران تحصیل و کار پرداز اس کے جج اور منصف ہوتے ہیں - ان کو ناظر و نگران حضرات اپنی اعانت و امداد کے لئے مقرر کرتے ہیں - بوھیمیا کے نظام مالیات میں ۱۷۴۸ء میں ایک تغیر رونما ہوا - اس تغیر کا نتیجہ یہ نکلا کہ صنعتی کاریگروں پر بہت زیادہ محصول لگا دیا گیا - یہ چار قسموں میں منقسم ہوئے ہیں- اعلیٰ ترین قسم وہ ہے جو سو فلورن سالانہ ادا کرتی ہے اور اس کی مقدار بہ حساب ساڑھے بائیس پنس فی فلورن نو پونڈ سات شلنگ اور چھ پنس ہوتی ہے - دوسری قسم پر ستر فلورن سالانہ محصول لگایا جاتا ہے - تیسری پر پچاس اور چوتھی پر پچیس فلورن محصول مشخص کیا جاتا ہے -۲ اس چوتھی قسم میں دیہاتی کاریگر شامل ہیں - انھیں میں وہ کاریگر بھی شامل ہیں جو شہروں میں ادنیٰ ترین قسم میں محمول ہوتے ہیں -

عالمانہ پیشوں کے معاوضوں پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس سے ان معاوضوں میں اضافہ ہو جاتا ہے -

فنون لطیفہ کی فیسوں اور پیشہ ہائے عالمانہ کے معاوضوں کا بیان مصنف ھذا کے دفتر اول میں حوالہ قرطاس کیا گیا ہے -۳ ان معاوضوں اور ادنیٰ پیشہ ور لوگوں کی اجرتوں میں قدرتی طور

---

۱ ملاحظہ ہو یاد داشت - جلد دوم - صفحہ ۱۰۸ -
۲ ملاحظہ ہو - یاد داشت جلد سوم - صفحہ ۸۷ -
۳ ملاحظہ ہو کتاب ھذا کے دفتر اول کا دسواں باب -

پر ایک تناسب ملحوظ ہوتا ہے۔ اگر ان معاوضوں پر محصول لگایا جاتا ہے تو لازمی طور پر ان میں قدرے اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اضافہ محصول کے تناسب سے نہیں ہوتا بلکہ اس سے قدرے زیادہ ہوتا ہے۔ اس محصول کی تشخیص سے یہی نتیجہ نکل سکتا ہے، کوئی اور نتیجہ نہیں ہوتا کہ لوگ فنون لطیفہ اور پیشہ ہائے عالمانہ، سے دست کش ہو جاتے ہیں اور یہ فنون لطیفہ اور پیشہ ہائے عالمانہ جو اور پیشوں کی سطح سے بالاتر ہوتے ہیں، اس سطح سے گر جاتے ہیں اور دیگر پیشوں کی سطح پر آ رہتے ہیں۔

مگر سرکاری ملازموں کی تنخواہوں پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس سے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہوتا۔

بازار میں مقابلہ جس قدر آزاد اور بلا قید ہوتا ہے، اہل صنعت و اہل حرفہ لوگوں کی آمدنی میں اسی قدر کمی بیشی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس آمدنی میں اور ان پیشوں کی نوعیت میں ایک گونہ صحیح تناسب ہوتا ہے۔ لیکن اس سے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا اور یہی باعث ہے کہ نوعیت خدمت اور آمدنی میں کوئی جائز تناسب نہیں ہوتا۔ اکثر و بیشتر ممالک میں تنخواہیں شاید اس سے زیادہ ہیں جتنی اس تناسب کے اعتبار سے ہونی چاہیں۔ جن بزرگوں کو امور حکومت و انتظام و انصرام کا شرف حاصل ہے ان کا میلان طبع عموماً اس طرف ہوتا ہے کہ اس سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور اپنے ان ماتحتوں کو بھی فائدہ پہنچائیں جو بلاواسطہ ان کے ماتحت ہوں، بلکہ کافی سے زیادہ فائدہ پہنچائیں لہذا اکثر اور بیشتر حالات میں سرکاری افسروں کی تنخواہیں اس قابل ہوتی ہیں کہ ان محصولات کی متحمل ہو سکیں جو ان پر عائد کئے جائیں۔ اس کے علاوہ جو بزرگ سرکاری عہدوں پر سر فراز

ہوتے ہیں اور خصوصاً جو زیادہ نفع رساں مناصب پر متمکن ہوتے ہیں، ہرملک میں رشک و حسد کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں اور ان کی آمدنی پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ ہمیشہ پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے خواہ یہ محصول اس سے کسی قدر زیادہ کیوں نہ ہو جو اسی مقدار کی اور آمدنی پر لگایا جاتا ہے مثلاً جب انگلستان میں محصول زمین کی رو سے ہر قسم کی آمدنی پر یہ فرض کر لیا جاتا تھا کہ محصول چار شلنگ فی پونڈ کے حساب سے لگایا جاتا ہے اس وقت ان افسروں کی آمدنی پر ساڑھے پانچ شلنگ فی پونڈ اصلی محصول لگانا نہایت استحسان کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا جن کی آمدنی سو پونڈ سالانہ سے زیادہ ہوتی تھی۔ ۱ خاندان شاہی کی نئی نسلوں کو جو وظیفے ملتے تھے وہ اس سے مستثنیٰ تھے۔ اسی طرح بری اور بحری فوجوں کے افسروں اور چند دیگر افسروں کی تنخواہیں بھی اس سے بالاتر تھیں اسلئے کہ کم مستوجب رشک تھیں۔۲ انگلستان میں اجیروں کی اجرتوں پر اور کوئی محصول بلاواسطہ نہیں ہے۔

---

۱ ''فرض کر لیا جاتا تھا'' اس امر کا مرادف ہے کہ یہ تشخیص محصول متعارف تھی اصلی نہ تھی۔

۲ طبع اول اور طبع دوم میں ہے۔ ''پانچ شلنگ فی پونڈ کے حساب سے اصلی محصول ان افسروں کی تنخواہوں پر جن کو سو پونڈ سالانہ سے زیادہ ملتے تھے۔ ججوں اور چند دیگر عہدہ داروں کی تنخواہیں اس سے مستثنیٰ تھیں اسلئے کہ وہ کم مستوجب رشک تھیں۔''
ازروئے قانون نمبر ۳۱ مجریہ جارج دوم قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۲۲، ایک محصول بحساب ایک شلنگ فی پونڈ ان تمام عہدہ داروں پر لگایا جاتا تھا جنکی تنخواہ سو پونڈ سالانہ سے زیادہ ہوتی تھی۔ صرف بحری اور بری افسر اس سے مستثنیٰ تھے۔ جج اس سے مستثنیٰ نہ تھے لیکن ان کی تنخواہوں میں اس کے بعد جلد اضافہ ہو گیا تھا۔ ملاحظہ ہو تاریخ تشخیص محصول مصنفہ ''ڈوویل''، جلد دوم صفحات ۱۳۵ - ۱۳۶ - معلوم ہوتا ہے کہ چھ پنس غلطی پر مبنی ہے۔ چار شلنگ محصول زمین کے اور ایک شلنگ کے جمع کرنے سے پانچ شلنگ حاصل ہوتے ہیں (یہ محصول مناصب کی حالت میں اصل محصول تھا)۔

مد چہارم

غیر امتیازی محصولات - یعنی وہ محصولات جن کا بار مختلف انواع مداخل پر بلا رعایت پڑنا چاهئے

یہ محصول فی راس اور محصول بر اشیائے قابل صرف هیں -

بعض محصولات سے غرض یہ هوتی هے کہ جملہ انواع محاصل پر بلا واسطہ رعایت لگا دینے چاهیں اور ان کا بار ان اقسام مداخل پر غیر امتیازی طور پر ڈال دیا جائے۔ ان میں محصولات فی راس اور محصولات اشیائے قابل صرف هیں - ان کا ادا کرنا لازم هوتا هے ، خواہ ادا کرنے والوں کی آمدنی کے ذرائع کی نوعیت کچھ هی کیوں نہ هو - یہ لگان اراضی میں سے بھی ادا هو سکتے هیں اور منافع سرمایہ میں سے بھی دئے جا سکتے هیں ، یہاں تک کہ اجیروں کی اجرت پر بھی ان کا بار پڑ سکتا هے -

جزیہ یا محصولات فی راس

محصولات فی راس متناسب بہ محاصل سر تا سر مستبدانہ هوتے هیں -

اگر یہ کوشش کی جاتی هے کہ محصولات فی راس کو مداخل و محاصل کے یا دولت و ثروت کے متناسب کر دیا جائے تو یہ محصولات سر تا سر مستبدانہ هو جاتے هیں - انسان کی دولت و ثروت کی حالت میں روز مرہ تغیرات هوتے رهتے هیں - ان تغیرات

کی تحقیق کے لئے ایک گونہ احتساب کی ضرورت ہوتی ہے جو محصول سے بھی زیادہ ناقابل برداشت ہوتا ہے اور جس میں کم از کم سال بھر میں ایک بار تجدید ہوتی ہے۔ اس کے بغیر اس کے متعلق محض قیاس و گمان سے کام لیا جاتا ہے۔ اکثر حالتوں میں تشخیص ان لوگوں کی خوش مزاجی یا بدمزاجی پر منحصر ہوتی ہے جو محصول لگاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تشخیص سر تا سر مستبدانہ اور بالکل غیر یقینی ہوتی ہے۔

اگر یہ حسب مناصب ہوتے ہیں تو نا برابر ہوتے ہیں۔

اگر یہ محصولات فی راس مفروضہ دولت و ثروت کے تناسب سے نہیں الگائے جاتے بلکہ محصول دینے والے لوگوں کے مناصب و مراتب کے اعتبار سے عائد کئے جاتے ہین تو یہ بالکل نابرابر ہو جاتے ہیں اس لئے کہ جو لوگ مناصب و مراتب میں برابر ہوتے ہیں وہ اکثر اوقات دولت و ثروت میں برابر نہیں ہوتے۔

صورت اول میں یہ محصولات آزاررساں ہوتے ہیں اور صورت ثانی میں اگر یہ خفیف نہیں ہوتے تو ناقابل برداشت ہوتے ہیں۔

اس لئے اگر اس قسم کے محصولات کو برابر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو یہ مستبدانہ اور غیر یقینی ہو جاتے ہیں اور اگر غیر مستبدانہ اور یقینی کرنے کی سعی کی جاتی ہے تو یہ سر تا سر نا برابر ہو جاتے ہیں۔ محصول خواہ زیادہ ہو یا کم ہو مگر عدم تیقن ہمیشہ آزار رساں ہوتا ہے۔ اگر محصول کم ہوتا ہے تو بہت زیادہ عدم مساوات بھی قابل برداشت ہوتی ہے اور اگر محصول زیادہ ہوتا ہے تو عدم مساوات بالکل نا قابل برداشت ہوتی ہے۔

ولیم سوم کے عائد کردہ فی کس محصول میں تشخیص محصول خاص طور پر حسب مراتب ہوتی ہے -

ولیم سوم کے عہد حکومت میں انگلستان میں طرح طرح کے محصولات فی کس عائد کئے گئے تھے - ان میں محصول دینے والوں کی بیشتر تعداد پر محصول ان کے مراتب و مناصب کے لحاظ سے لگایا جاتا تھا - انکے مراتب حسب ذیل تھے - ڈیوک ، مار کوئیس، ارل، وائی کونٹ، بیرن، فارس و سر اور ان امراء و اکابر کے سب سے بڑے اور سب سے چھوٹے بیٹے وغیرہ۱ وہ تمام دکاندار اور تاجر جن کی آمدنی تین سو پونڈ سالانہ سے زیادہ ہوتی تھی، اعلیٰ قسم میں شمار ہوتے تھے - یہ بھی اسی تشخیص کے تابع تھے، اس سے بحث نہ تھی کہ ان کی دولت و ثروت کی مقدار میں کسقدر تفاوت ہے- ۲ اس باب میں ان کے مراتب کا زیادہ خیال رکھا جاتا تھا - ان کی دولت و ثروت کا لحاظ زیادہ نہ کیا جاتا تھا - انھیں میں چند لوگ ایسے بھی تھے کہ اولین محصول فی کس میں ان پر محصول ان کی مفروضہ دولت و ثروت کے اعتبار سے لگایا گیا تھا مگر محصولات ما بعد میں ان کے مراتب کے لحاظ سے لگا دیا گیا تھا - سارجنوں، مختاروں، بحری قانونی مختاروں پر ان کی مفروضہ آمدنی کے لحاظ سے تین شلنگ فی پونڈ کے حساب سے محصول لگایا گیا تھا - ان کے بعد ان سب پر اسی شرح سے محصول لگا دیا گیا جیسے دیگر شرفا پر لگایا جاتا

---

۱ ان میں سب سے پہلا محصول بذریعہ قانون نمبر ۱ مجریہ ولیم و میری بہ اجلاس اول قانون پارلیمان نمبر ۱۳ -

۲ ملاحظہ ہو قانون نمبر ۱ مجریہ ولیم و میری بہ اجلاس دوم - قوانین موضوعہ پارلیمان نمبر ۷ پارہ نمبر ۲

تھا۔ اکسی ایسے محصول کی تشخیص میں جو بہت زیادہ نہیں ہوتا عدم مساوات کا معتدبہ درجہ اسقدر زیادہ ناقابل برداشت نہیں ہوتا تھا جتنا عدم تقین۔

فرانس میں طبقات اعلے[1] پر تشخیص محصول مراتب و مناصب کے اعتبار سے کی جاتی ہے اور طبقات ادنےٰ پر اس کی بنیاد ان کی مفروضہ دولت و ثروت پر رکھی جاتی ہے۔

فرانس میں موجودہ صدی کے آغاز سے محصول فی راس جاری ہے۔ اس میں کبھی کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا۔ طبقات اعلیٰ پر یہ محصول ان کے مراتب و مناصب کے اعتبار سے ایک غیر متغیر تارف یا محصولنامہ کے ذریعے محصول عائد کیا جاتا ہے اور طبقات ادنیٰ پر ان کی مفروضہ دولت و ثروت کے لحاظ سے ایک

---

۱ قانون نمبر ۱ مجریہ ولیم و میری قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۱۳ پارہ نمبر ۴ کی رو سے سارجنوں، مختاروں، کارکنوں اور بحری قانونی مختاروں کو اور چند دیگر طبقات کو اپنی آمدنیوں پر تین شلنگ فی پونڈ کے حساب سے محصول دینا پڑتا تھا۔ قانون نمبر ۱ مجریہ ولیم و میری بہ اجلاس دوم قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۷۔ پارہ نمبر ۲ کی رو سے مختاروں، کارکنوں اور دیگر لوگوں کو رقوم مشخصہ سابقہ پر بیس شلنگ اور دینے پڑتے تھے۔ قانون نمبر ۲۔ مجریہ ولیم و میری بہ اجلاس اول قانون موضوعہ پالیمان نمبر ۲۔ پارہ نمبر ۵ کی رو سے قانونی مختاروں کو پندرہ پونڈ دینے پڑتے تھے اور بظاہر یہ رقم اس کے علاوہ تھی جو تین شلنگ فی پونڈ کے حساب سے دینی پڑتی تھی۔ قانون نمبر ۳۔ مجریہ ولیم و میری قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۶ میں اس محصول کا کہیں ذکر نہیں جو فی پونڈ کے حساب سے عائد کیا جاتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ ان تبدیلیوں کی غرض و غایت صرف یہ تھی کہ ایک گونہ تیقن حاصل ہو جائے لیکن یہ تیقن محض حکومت کے حق میں مفید تھا کیونکہ اس کی خواہش تھی کہ ایک خاص معینہ رقم کی وصول یابی یقینی ہو جائے۔ قوانیں محصولات اراضی نمبر ۸ اور نمبر ۹۔ مجریہ ولیم سوم قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۶ پارہ نمبر ۵ کی رو سے سارجنوں، مختاروں اور بحری قانونی مختاروں وغیرہ پر از سر نو انکم ٹیکس لگایا جاتا تھا۔

یسی تشخیص کے ذریعے محصول لگایا جاتا ہے جس میں سال بہ سال تغیر ہوتا رہتا ہے۔ دربار شاہی کے منصب داروں، عدالت عالیہ کے جج اور دیگر اعلیٰ عہدہ داروں اور فوج کے افسروں پر اصول اول کے اعتبار سے محصول لگایا جاتا ہے اور عامۃ الناس کے طبقات ادنےٰ پر اصول دوم کے ذریعے عائد کیا جاتا ہے۔ فرانس کے اکابرالناس اس عدم مساوات کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں جو تشخیص محصول میں روا رکھی جاتی ہے اس لئے کہ جہاں تک اس کا تعلق ان کی ذات سے ہے وہ زیادہ گراں بار نہیں ہے۔ لیکن یہ اکابر الناس اس مستبدانہ تشخیص کو گوارا نہیں کرتے جو ناظر و نگران حضرات کی طرف سے تجویز کی جاتی ہے۔ فرانس کے عامۃ الناس اور طبقات ادنےٰ کے افراد اس رواج کو صبروشکر کے ساتھ منظور کر لیتے ہیں جو اکابرالناس ان کے لئے موزوں اور مناسب سمجھتے ہیں۔

فرانس میں محصولات کی وصول یابی میں اس سے زیادہ سختی روا رکھی جاتی ہے جتنی انگلستان میں رکھی جاتی ہے۔

انگلستان میں گوناگوں فی کس محصولات رائج ہیں لیکن ان سے کبھی اس قدر رقوم وصول نہیں ہوئیں جتنی ان سے توقعات تھیں یا جیسا کہ فرض کیا جاتا ہے ان سے اس صورت میں وصول ہوتیں جب ان کی تشخیص ٹھیک ہوتی۔ فرانس میں محصولات فی راس سے وہ رقوم وصول ہوتی ہیں جن کی ان سے توقع کی جاتی ہے۔ حکومت انگلستان اعتدال پسند ہے۔ یہ حکومت مختلف طبقات نسانی پر محصول فی کس لگاتی ہے اور اس مقدار محصول پر

قناعت کر لیتی ھے جو اس تشخیص سے حاصل ھو جاتی ھے۔ یہ حکومت لوگوں سے اس نقصان کی تلافی کا مطالبہ نہیں کرتی جو ریاست کو ان لوگوں کی وجہ سے اٹھانا پڑتا ھے جو محصول نہیں دے سکتے یا ان لوگوں کی طرف سے پہنچتا ھے جو محصول دینا نہیں چاھتے (کیونکہ ایسے لوگ بھی بکثرت ھیں)۔ چونکہ قانون کی تعمیل میں نرمی سے کام لیا جاتا ھے اس لئے اس قسم کے لوگوں کو ادائے محصول پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ فرانس کی حکومت اس باب میں زیادہ سخت گیر ھے۔ یہ حکومت ھر علاقے پر ایک خاص رقم مشخص کر دیتی ھے اور ناظر و نگران لوگوں کا فرض ھوتا ھے کہ جس طرح ھو سکے وہ رقم وصول کریں۔ اگر کسی صوبے کو یہ شکایت ھوتی ھے کہ مجوزہ محصول زیادہ ھے تو اس میں تخفیف کر دی جاتی ھے اور وہ تخفیف اس زائد رقم کے متناسب ھوتی ھے جو پہلے سال تجویز کر دی گئی تھی مگر یہ تخفیف اگلے سال کی تشخیص ھوتی ھے۔ اگر سال رواں میں اس رقم مشخصہ کی ادائگی لازم ھوتی ھے، ناظر اور نگران حضرات کو یہ حق حاصل ھوتا ھے کہ اپنے علاقے پر زیادہ رقوم مشخص کریں اس لئے کہ اگر کچھ لوگ وقت پر محصول نہ دیں یا نہ دے سکیں تو یہ ناظر و نگران حضرات اس قابل ھوں کہ رقوم مشخصہ وقت پر داخل کر سکیں اور اس عدم ادائگی کی تلافی ان زائد رقوم میں کر دیں جو باقی ماندہ لوگوں سے وصول کر لیتے ھیں اور اس زائد رقم کی تشخیص کا تعین ۱۷۶۵ء تک انھیں ناظر و نگران جضرات کے اختیارات تمیزی پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ لیکن اس سال کونسل نے اس اختیار کو ان سے سلب کر کے اپنے

ہاتھ میں لے لیا۔ ایک نہایت با خبر مصنف نے ایک کتاب ''یادداشت بر محصولات فرانس'' لکھی ہے۔ اس تصنیف میں ان محصولات فی راس کے متعلق جو صوبوں میں لگائے جاتے ہیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس تناسب سے محصول طبقۂ شرفاء پر لگایا جاتا ہے وہ نہایت کم قابل توجہ ہے۔ ۱ اسی طرح بعض اور حقوق یافتہ گروہ بھی ہیں جن کی حقیتیں محصولات سے مستثنیٰ ہیں۔ ان پر بھی جس تناسب سے محصول لگایا جاتا ہے، وہ بھی بہت کم لائق توجہ ہے۔ یہ محصول زیادہ سے زیادہ تناسب سے جن لوگوں پر لگایا جاتا ہے، وہ ہیں جن پر حقیت ہائے محدودہ کے لحاظ سے محصول لگایا جاتا ہے۔ ان لوگوں پر محصول فی راس کی تشخیص بھی فی پونڈ کے حساب سے اسی نسبت سے کی جاتی ہے جس نسبت سے آن پر دیگر محصولات کی تشخیص کی جاتی ہے۔ ۲

محصولات فی راس اجیروں پر عائد شدہ محصول ہیں۔

یہ محصولات فی راس اجیروں کی اجرتوں پر اس حد تک بلا واسطہ محصول ہیں جس حد تک یہ ادنیٰ طبقات سے وصول کئے جاتے ہیں۔ ان میں وہ تمام صعوبات و تکلیفات مضمر ہیں جو اس قسم کے محصولات میں ہونی لازم ہیں۔

یہ محصولات کم خرچ اور یقینی ہوتے ہیں۔

محصولات فی راس کے وصول کرنے پر کچھ زیادہ خرچ نہیں ہوتا اور جہاں کہیں ان کی تشخیص میں سخت گیری سے کام لیا جاتا ہے، آن سے ریاست کو یقینی طور پر مداخل کثیر حاصل ہوتے

---

۱ طبع اول میں ''حصہ'' ہے۔

۲ ملاحظہ ہو یادداشت جلد دوم صفحہ ۴۲۱۔

ھیں - یہی باعث ھے کہ آن محصولات فی راس کا رواج آن ملکوں میں زیادہ پایا جاتا ھے ' جہاں طبقات ادنیٰ کی آسانی و سہولت ' راحت و آرام اور ان کی حفاظت و سلامتی کی طرف کچھ زیادہ توجہ مبذول نہیں کی جاتی - لیکن بڑی بڑی سلطنتوں میں وہ مقدار زر نقد جو اس قسم کے محصولات سے حاصل ہوتی ھے وہ اس مقدار زر نقد کا محض ایک جزو ضعیف ھوتی ھے ' جو سرکار کو دیگر ذرائع مداخل و محاصل ھوتی ھے اور وہ بڑی سے بڑی رقم جو اس ذریعۂ آمدنی سے قابل وصول ھو سکتی ھے وہ اور ذرائع آمدنی سے بھی حاصل ھو سکتی ھے اور اس سے باج گزار لوگوں کو بھی آسانی اور سہولت ھوتی ھے -

اشیائے قابل صرف پر محصولات

مداخل کے تناسب سے تشخیص محصول محال ھے اس لئے مصارف اشیائے قابل صرف بنائے محصول قرار پائے -

یہ امر محال ھے کہ لوگوں پر محصول راس کے ذریعے ان کی آمدنی کے تناسب سے محصول لگایا جائے اس لئے ارباب بست و کشاد نے یہ ترکیب ایجاد کی کہ اشیائے قابل صرف پر محصول لگا دیں - والیان ریاست کو یہ معلوم نہیں ھوتا کہ رعایا پر بلا واسطہ محصول کسطرح لگائیں کہ ان کے مداخل کے متناسب ھو - اس لئے وہ کوشش کرتے ھیں کہ ان پر بالواسطہ محصول لگائیں اور اس لئے وہ رعایا کے مصارف پر محصول لگا دیتے ھیں - یہ عام طور پر فرض کیا جاتا ھے کہ محصول اکثر و بیشتر حالات میں ان کے مداخل و محاصل کے قریب قریب متناسب ھوتا ھے - قابل صرف اشیا پر محصول فی الحقیقت اخراجات پر محصول ھے -

قابل صرف اشیا کی دو قسمیں ھیں

(۱) ضروریات ۔ (۲) تعیشات

لوازمات میں وہ اشیا شامل ھیں جن کے بغیر ادنےٰ طبقے کے اشخاص بھی نہیں رہ سکتے ۔

لوازمات حیات سے مراد وہ اشیا ھیں کہ قیام حیات کے لئے لابدی اور ضروری گنی جاتی ھیں ۔ اس کے علاوہ اس صنف میں وہ اشیا بھی شامل ھیں جو ھر ملک کے رسم و رواج کے مطابق ھر شخص کے پاس ھونی چاھیں اور ادنیٰ سے ادنیٰ طبقات کے انسانوں کے لئے بھی ان کا نہ ھونا ذلت اور رسوائی کا موجب سمجھا جاتا ھے مثلاً کتانی قمیض کا شمار ان اشیا میں نہیں ھے جو قیام حیات کے لئے ضروری سمجھی جاتی ھیں اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ھے رومی اور یونانی کتانی لباس کے بغیر بھی راحت و آرام سے زندگی بسر کرتے تھے ۔[۱] لیکن آج کل یورپ کے بیشتر حصے میں کوئی مزدور بھی کتانی لباس پہنے بغیر باھر نکلنا نہیں چاھتا اور کھاتے پیتے مزدوروں کو تو اس حالت میں باھر نکلنے سے شرم آتی ھے ۔ لوگوں کا خیال ھے کہ اس کا نہ ھونا افلاس کا ثبوت ھے اور افلاس باعث ذلت ھے اور قیاس غالب یہ ھے کہ اس قسم کے افلاس میں

---

۱ ڈاکٹر جان آربوتھ ناٹ نے ایک کتاب لکھی جسکا نام ھے ”جلداول سکہ جات و اوزان و پیمانہ جات قدیم“ ۔ اس میں یہ مصنف کہتا ھے کہ رومیوں میں کتانی لباس کا رواج نہ تھا ۔ کم از کم اسکندر سیوروس کے عہد تک مردوں میں تو یہ رواج پذیر نہ تھا ۔ ملاحظہ ھو صفحہ ۱۴۲ از جلد دوم مطبوعہ ۱۷۵۴ء ۔

کوئی شخص مبتلا ہونا نہیں چاہتا اور جو شخص اس میں مبتلا ہوتا ہے وہ بے انتہا بدکردار اور ساقط الاعتبار گنا جاتا ہے - اسی طرح انگلستان میں چمڑے کے جوتے بھی لوازمات زندگی میں شمار ہوتے ہیں - اسکی تہ میں بھی رسم و رواج کار فرما ہیں - غریب سے غریب صاحب اعتبار آدمی ننگے پاؤں باہر نکلنا گوارا نہیں کرتے - اس سے مرد اور عورت دونوں شرماتے ہیں - اسکاچستان میں جوتے ادنیٰ ترین طبقات انسانی کی ضروریات حیات میں داخل ہیں - اس کی بنیاد بھی رسم و رواج پر ہے - مگر اس طبقے کی عورتوں کے لئے جوتے ضروری نہیں سمجھے جاتے - عورتیں بے تکلف ننگے پاؤں پھرتی ہیں - ان کے لئے یہ فعل باعث ننگ و عار نہیں ہے - فرانس میں جوتے ضروریات حیات میں داخل نہیں ہیں - اس ملک میں ادنیٰ طبقے کے ذکور و اناث بے تکلف ننگے پاؤں پھرتے ہیں - اس سے انہیں کسی قسم کی شرم نہیں آتی - کبھی کبھی یہ لوگ لکڑی کی کھڑاویں پاؤں میں ڈال لیتے ہیں اور کبھی کبھی بالکل ننگے پاؤں پھرتے ہیں - اس لئے میرے نزدیک ضروریات حیات میں وہ جملہ اشیا شامل ہیں جو ازروئے فطرت ادنیٰ سے ادنیٰ طبقہ انسانی کے لئے بھی لابدی ہیں - ان کے علاوہ اس زمرے میں ان اشیا کا شمار بھی ہے جو بہ تقاضائے تہذیب و شائستگی ان کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں - ان

تعیشات

کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں میرے نزدیک سب کی سب تعیشات میں داخل ہیں - اگر سامان تعیش کا استعمال اعتدال سے کیا جائے تو اس میں کسی قسم کی مذمت کا شائبہ تک بھی نہیں ہے - مثلاً انگلستان میں بوزہ اور بیر اور شراب پیدا کرنے والے ملکوں میں

بھی میرے نزدیک تعیشات میں داخل ھیں۔ [1] ھر درجہ اور ھر طبقہ کا انسان اس قسم کی شرابوں سے پوری طرح اجتناب کر سکتا ھے اور کوئی شخص اس کو برا نہ کہیگا۔ ازروئے فطرت یہ شرابیں قیام حیات کے لئے ضروری نہیں ھیں اور از روئے رسوم و رواج ان سے اجتناب کرنا خلاف تہذیب نہیں گنا جاتا۔

جن وجوہ سے سامان خور و نوش کی قیمتوں میں اضافہ ھوتا ھے۔ ان سے اجیروں کی اجرتوں میں بھی اضافہ ھوتا ھے

اجیروں کی اجرتوں میں کمی بیشی کا انحصار ھر جگہ دو اسباب پر ھوتا ھے یعنی کچھ اجیروں کی مانگ پر اور کچھ ان اشیائے خور و نوش کی قیمت پر جو قیام حیات کے لئے ضروری ھیں۔ جن علل و اسباب سے اس متوسط قیمت میں اضافہ ھوتا ھے اسی سے اجیروں کی اجرت میں بھی ضرور اضافہ ھوتا ھے۔ یہ اس لئے ھوتا ھے کہ اجیر اس حالت میں اس قابل رھیں کہ اسقدر ضروریات حیات حاصل کر سکیں جسقدر طلب محنت کے لحاظ سے وہ حاصل کر سکتے ھیں خواہ یہ طلب ترقی پذیر ھو، مائل بہ زوال یا دونوں کے بین بین ایک غیر تغیر پذیر حالت پر قائم ھو۔ [2] اس لئے ان اشیائے ضروریہ پر جو محصول لگایا جاتا ھے وہ ان کی قیمت میں اضافے کا باعث ھوتا ھے اور یہ اضافہ مقدار محصول سے قدرے بالاتر ھوتا ھے اس لئے کہ وہ تاجر اور سوداگر جو اس رقم اضافہ کو اپنی جیبوں سے

---

۱ خطبات میں بیر کو ضروریات حیات میں داخل کیا گیا ھے۔ ملاحظہ ھو۔ صفحہ ۱۷۹۔ اسی طرح اس تصنیف کی شرح اول میں اسکو ضروریات حیات کا ایک جزو قرار دیا گیا ھے، سامان تعیش نہیں سمجھا گیا ھے ملاحظہ ھو۔ صفحہ ۴۳۲۔

۲ ملاحظہ ھو۔ دفتر اول۔ باب ھشتم۔

ادا کرتے ھیں وہ اسکو واپس لیتے اور اس پر منافع بھی لگاتے ھیں - لھذا اس قبیل کے محصولات سے اجیروں کی اجرتوں میں اضافہ ھوتا ھے اور یہ اضافہ اس اضافے کے متناسب ھوتا ھے جو اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر ھوتا ھے -

لھزا اجرت پر ٹیکس کی طرح لوازمات زندگی پر ٹیکس بھی اجرتوں میں اضافے کا موجب ھوتا ھے

اس سے واضح ھے کہ ضروریات حیات پر جو محصول لگایا جاتا ھے وہ بعینہ اسی طرح عمل کرتا ھے جس طرح وہ محصول عمل کرتا ھے جو اجیروں کی اجرتوں پر براہ راست لگایا جاتا ھے - اگرچہ اجیر اور مزدور ان محصولات کو اپنے ھاتھ سے ادا کرتے ھیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ان کی جیبوں سے نکلتے ھیں - کم از کم ایک معتدبہ مدت تک تو یہ نہیں ھوتا - یہ ھمیشہ آخر کار ان آجروں کی جیبوں سے نکلتے ھیں جو اجیروں کو مشغول کار کرتے ھیں اس لئے کہ یہ آجر مجبور ھوتے ھیں کہ ان کو اضافہ یافتہ شرح سے اجرت دیں - اگریہ آجر صناع اور کارخانہ دار ھوتے ھیں تو وہ اس اضافے کو مصنوعات کی قیمت میں محسوب کرتے ھیں جو اجیر اور کاریگر تیار کرتے ھیں اور اس پر منافع بھی لگا لیتے ھیں - اس طریق سے ان محصولات کی اخیر ادائگی کا بار صارفان مصنوعات پر پڑتا ھے اور اس منافع کا بار بھی انھیں پر آرھتا ھے جو کار خانہ دار ان پر لگاتے ھیں اور اگریہ آجر زراعت کار ھوتے ھیں تو آخری ادائگی کا بار زمینداروں پر پڑتا ھے اور زائد منافع کا بار بھی انھیں پر آرھتا ھے -

سامان تعیش پر جو محصولات عائد کئے جاتے ہیں ان سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا خواہ ان کے صارف غریب غربا ہی کیوں نہ ہوں -

لیکن ان محصولات کی نوعیت اس کے بر عکس ہے جو ان اشیا پر عائد کئے جاتے ہیں جن کو میں سامان تعیش کے نام سے نامزد کرتا ہوں خواہ اس سامان تعیش کے صارف مفلس اور نادار ہی کیوں نہ ہو - جب اس قبیل کی اشیائے محصولہ میں اضافہ ہوتا ہے تو اجیروں کی اجرت میں اضافے کا ہونا ضروری نہیں ہوتا - مثلاً تمباکو پر جو محصول عائد کیا جاتا ہے اس سے اجرتوں میں اضافہ نہیں ہوتا حالانکہ اس کا شمار اس سامان تعیش میں ہے جس کو امیر اور غریب دونوں استعمال کرتے ہیں- انگلستان میں اس پر اس کی قیمت سے تگنا محصول لگایا جاتا ہے اور فرانس میں یہ محصول اس کی قیمت سے پندرہ گناہ لیا جاتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اتنے گرانقدر محصولات کے باوجود بھی اجیروں کی اجرتوں پر اس سے کچھ اثر نہیں پڑتا - چائے اور شکر پر جو محصولات عائد کئے جاتے ہیں ان کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - انگلستان اور ہالستان میں ادنیٰ ترین طبقے کے لوگ بھی اس عشرت پرستی میں مبتلا ہیں - یہی حال اس محصول کا ہے جو چاک لیٹ پر لگایا جاتا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ ہسپانیہ کی چاک لیٹ بھی اسی منزل میں ہے موجودہ صدی کے دوران میں برطانیہ میں شرابوں پر گونا گوں محصولات عائد کئے ہیں لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ ان سے اجیروں کی اجرت پر کچھ اثر مرتب نہیں ہوا - شراب - تندبوزہ[۱] پر تین شلنگ فی پیسہ کے حساب

---

۱ ملاحظہ ہو - قانون نمبر ۱ مجریہ جارج سوم قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۷ -

سے محصول لگایا گیا تھا - اس زائد محصول کی وجہ سے اجیروں کی اجرتوں میں اضافہ ہوگیا تھا مگر اس سے بھی لندن کے عام مزدوروں کی اجرت میں کچھ اضافہ نہ ہوا - تشخیص محصول سے پہلے یہ اجرت اٹھارہ پنس اور بیس پنس تھی اور اب بھی ان میں کچھ اضافہ نہیں ہوا ہے -

یہ اپنے عمل میں قوانین مصارف کے مشابہ ہیں ان سے غربا کی اس قابلیت میں فرق نہیں آتا جو خاندان کی پرورش کے لئے ضروری ہے -

ان اشیا کی گرانی سے ادنیٰ طبقے کے لوگوں کی اس قابلیت پر کوئی ناگوار اثر مرتب نہیں ہوتا جو خاندان کی پرورش کے لئے ضروری ہے - اس قسم کی اشیا پر جو محصول لگائے جاتے ہیں، ثقہ سنجیدہ اور محنتی غریب آدمیوں پر ان کا وہی اثر مرتب ہوتا ہے جو قوانین مصارف کا ہوتا ہے - اس سے ان کا میلان یا تو اعتدال پسندی کی طرف ہوتا ہے یا یہ لوگ زائد اور فضول چیزوں سے بالکل پرہیز کرنے لگتے ہیں، اس لئے کہ ان کے لئے آسانی سے خرچ نہیں نکال سکتے - اس قسم کے محصولات کا بسا اوقات یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کی اس قابلیت میں اضافہ ہو جاتا ہے جو پرورش خاندان کے لئے ضروری ہے - اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی اس لئے کہ اب یہ لوگ ایک گونہ کفایت شعاری اور جزرسی پر مجبور ہوتے ہیں اور شاید اس اضافے کا موجب یہی محصولات ہوتے ہیں - چنانچہ اسی قسم کے ثقہ، سنجیدہ اور محنتی غریب ہیں کہ اکثر کثیرالافراد کنبوں کی پرورش کرتے ہیں اور یہی خاندان ہیں کہ اس مانگ کو پورا کرتے ہیں جو مفید اور کار آمد اجیروں اور مزدوروں کے لئے پائی جاتی ہے - لیکن تمام

غریب آدمی ثقہ سنجیدہ اور محنتی نہیں ہوتے اور جو لوگ آوارہ اور بد سلیقہ ہوتے ہیں وہ ان گراں اشیا کے استعمال میں اضافۂ قیمت کے بعد بھی ایسے عناں باختہ ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے ہوتے ہیں۔ ان کو اس امر سے کچھ سروکار نہیں ہوتا کہ ان کے اس عناں باختہ رویے سے ان کے خاندان پر کس قدر مصیبت نازل ہو جائے گی۔ یہ عناں باختہ اور بے قاعدہ آدمی کبھی کثیرالافراد خاندان کی پرورش نہیں کریں گے۔ ان کے بچے غفلت و بے پروائی اور بد نظمی کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ان کو جو غذا ملتی ہے وہ قلیل المقدار اور ناگوار ہوتی ہے۔ یہ بچے ہمیشہ ان صعوبات کے شکار رہتے ہیں جو ان کے والدین کے خراب رویے کے باعث ان کو پیش آتی ہیں۔ اندریں حالات اگر یہ بچے ان صعوبات کو برداشت کر لیتے ہیں تو محض اس لئے کہ ان کی کاٹھی مضبوط ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے والدین کے غلط رویے کو دیکھ کر یہ بچے کج خلق اور بدکردار ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں ملک و قوم کے لئے مفید اور سود مند نہیں ہوتے بلکہ اپنی بد عنوانیوں اور بے قاعدگیوں کی بدولت باعث آزار عامہ ہو جاتے ہیں۔ ان غریب لوگوں کے سامان تعیش کی قیمتوں میں جب اضافہ ہو جاتا ہے تو اس قسم کے عناں باختہ اور بے قاعدہ لوگوں کی صعوبات میں قدرے اضافہ ہو جاتا ہے اور اسی نسبت سے کم و بیش ان کی اس قابلیت میں کمی واقع ہو جاتی ہے جو پرورش اطفال کے لئے لا بدی ہے لیکن اس سے ملک کی مفید اور کار آمد آبادی میں کچھ زیادہ کمی نہیں پڑتی۔

لوازمات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ غریبوں کی اس قابلیت میں کمی کا باعث ہوتا ہے جو مفید اور کار آمد خاندانوں کی پرورش کے لئے ضروری ہے کیونکہ اجیروں کی طلب کی بہم رسانی کا انحصار انھیں پر ہوتا ہے ۔

لوازمات زندگی کی متوسط قیمتوں میں جو اضافہ کیا جاتا ہے لازمی طور پر غریب لوگوں کی اس قابلیت میں کمی کا باعث ثابت ہوتا ہے جو کثیرالافراد خاندانوں کی پرورش کے لئے ضروری ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اجیروں کی اجرتوں میں اسی نسبت سے اضافہ کر دیا جائے اور اسی طرح اس کمی کی تلافی کر دی جائے ۔ اس قابلیت کی کمی کا نتیجہ یہ مرتب ہوتا ہے کہ مفید اور کار آمد اجیروں کی جو مانگ ہوتی ہے اس کی بہم رسانی میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے خواہ اس مانگ کی حالت کچھ ہی کیوں نہ ہو یعنی اس سے بحث نہیں کہ وہ ترقی پذیر ہو ، زوال آمادہ ہو یا دونوں کے بین بین غیر تغیر پذیر حالت میں ہو یا ایسی ہو جس کے لئے ترقی پذیر ، زوال آمادہ اور تغیر پذیر حالت آبادی مطلوب ہو ۔

ضروریات حیات پر جو محصولات عائد کئے جاتے ہیں وہ طبقہ اعلیٰ اور طبقہ متوسط کے مفاد کے خلاف ہوتے ہیں ۔

سامان تعیش پر جو محصولات لگائے جاتے ہیں ان سے صرف انھیں اشیا کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے جن پر یہ محصول لگائے جاتے ہیں ۔ ان کا رجحان یہ نہیں ہوتا کہ ان کے علاوہ اور اشیا کی قیمت میں اضافہ ہو جائے۔ ضروریات حیات پر جو محصولات عائد کئے جاتے ہیں وہ اجیروں کی اجرت میں اضافہ کر دیتے ہیں ۔ ان کا رجحان اس طرف ہوتا ہے کہ مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ ہو جائے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی فروخت میں کمی پڑ جاتی ہے اور ان کا صرف کم ہو جاتا

ہے ۔ سامان تعیش پر جو محصولات عائد کئے جاتے ہیں وہ
بالآخر ان صارفوں کی جیبوں سے نکلتے ہیں جو اشیائے محصولہ
کا استعمال کرتے ہیں ۔ ان میں کسی قسم کے معاوضے اور مکافات
کو دخل نہیں ہوتا ۔ ان کا بار جملہ اقسام مداخل و محاصل پر بلا
امتیاز پڑتا ہے ۔ اس اعتبار سے اجیروں کی اجرتیں، سرمائے کے
منافع اور زمین کے لگان سب برابر ہیں ۔ ضروریات حیات پر جو
محصول لگائے جاتے ہیں وہ غریب اجیروں کی اجرتوں پر اثر
کرتے ہیں اور جہاں تک اس کا تعلق ہے ان کا ایک جزو بالآخر
زمینداروں کی جیبوں سے نکلتا ہے اس لئے کہ ان کی وجہ سے ان کی
زمینوں کے لگانوں میں کمی پڑ جاتی ہے ۔ ایک جزو دولت مند
صارفوں کی جیبوں سے نکلتا ہے خواہ وہ زمیندار ہوں یا ان کے علاوہ
اور لوگ ہوں کیونکہ ان کے باعث مصنوعات کی قیمتوں میں
اضافہ ہو جاتا ہے ان پر ہمیشہ ایک معتدبہ محصول زائد عائد کیا
جاتا ہے ۔ اگر ان مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کیا جاتا ہے
جن کا تعلق اصلی معنی میں ضروریات حیات سے ہے اور جو
غریب غربا کے صرف کے لئے مخصوص ہیں۔ مثلاً موٹے اونی کپڑے،
تو لازم ہے کہ اجیروں کی اجرتوں میں بھی اضافہ کیا جائے اور
اس طرح غریبوں کے اس نقصان کی تلافی کر دی جائے ۔ اگر متوسط
اور بالائی طبقے کے لوگ اپنے مفاد کو سمجھتے ہیں تو ان کو
چاہئے کہ ان تمام محصولات کی مخالفت کریں جن کا تعلق ضروریات
حیات سے ہے ۔ اسی طرح ان کو چاہئے کہ ان تمام محصولات کی
مخالفت کریں جو اجیروں کی اجرتوں پر بلا واسطہ لگائے جاتے
ہیں ۔ ان دونوں قسم کے محصولات کی اخیر ادائگی کا بار خود
انہیں پر پڑتا ہے اور ہمیشہ اور ہر حالت میں علاوہ محصول ہر بالائی

بار بھی انھیں پر پڑتا ھے - زمینداروں پر ان کا بار سب سے زیادہ پڑتا ھے اس لئے کہ ان کو دو حیثیتوں سے محصول دینا پڑتا ھے - ایک تو زمیندار کی حیثیت سے دوسرے دولت مند صارف کی حیثیت سے - زمیندار کی حیثیت سے تو اس طرح دینا پڑتا ھے کہ ان کے لگان میں کمی پڑ جاتی ھے اور دولت مند صارف کی حیثیت سے اس طرح کہ ان کے اخراجات میں اضافہ ھو جاتا ھے - سرمیتھیو ڈیکر کا بیان ھے کہ بعض بعض محصولات کا اعادہ چار چار پانچ پانچ بار ھو جاتا ھے یعنی یہ محصول بعض اشیا کی قیمتوں میں چار چار پانچ پانچ بار محسوب کر لئے جاتے ھیں - جہاں تک ضروریات حیات کے محصول کا تعلق ھے یہ بیان سر تا سر درستی اور صداقت پر مبنی ھے - مثلاً چمڑے کی قیمت میں آپ کو وہ محصول دینا پڑتا ھے جو آپ کے جوتے کے چمڑے پر لگایا جاتا ھے - اس کے علاوہ ایک حصہ اس کا بھی دینا پڑتا ھے جو موچی اور دباغ کے جوتوں کے چمڑے پر لگایا جاتا ھے - ان سب کے علاوہ آپ کو وہ محصول بھی دینا پڑتا ھے جو نمک، صابون اور موم بتیوں پر لگایا جاتا ھے اس لئے کہ اجیر و مزدور ان چیزوں کا استعمال آپ کی خدمت کے دوران میں کرتے ھیں اور آپ کو وہ محصول دینا پڑتا ھے جو اس چمڑے پر لگایا جاتا ھے جو نمک ساز صابون ساز اور موم بتی ساز اپنی اپنی خدمات کے دوران میں استعمال کرتے ھیں -[۱]

---

۱ چمڑے کی مثال سرمیتھیو ڈیکر نے دی ھے - ملاحظہ ھو مقالہ غیر ملکی تجارت کا زوال طبع ثانی مطبوعہ ۱۷۵۰ء - صفحات ۲۹ - ۳۰ اور صفحہ ۱۰

وہ بڑے بڑے محصول جو ضروریات حیات پر برطانیہ میں لگائے جاتے ھیں حسب ذیل ھیں - نمک - صابون - چمڑا - موم بتیاں

برطانیہ میں ضروریات حیات پر جو بڑے بڑے محصول لگائے جاتے ھیں - وہ مندرجہ ذیل ھیں :-

(۱) نمک - (۲) صابون - (۳) چمڑا - (۴) موم بتیاں -

ان کا ذکر ابھی ھو چکا ھے -

نمک

نمک پر قدیم زمانے سے ھمیشہ اور ھر جگہ محصول لگتا رھا ھے - رومیوں کے عہد حکومت میں بھی اس پر محصول لگایا جاتا تھا اور آج کل بھی جہاں تک مجھے معلوم ھے یورپ کے ھر حصے میں لگایا جاتا ھے - سال بھر میں ھر شخص جو مقدار نمک صرف کرتا ھے وہ اس قدر کم ھوتی ھے کہ اس پر قدرے زیادہ محصول بھی کسی کو ناگوار نہیں ھوتا ' اس لئے کہ نہایت تھوڑا تھوڑا خریدا جاتا ھے - انگلستان میں اس پر تین شلنگ چار پنس فی بشل کے حساب سے محصول لگایا جاتا ھے اور یہ نمک کی قیمت سے کم و بیش تین گنا ھے - بعض ملکوں میں یہ محصول اور بھی زیادہ ھے -

چمڑا - چمڑے کا شمار اصلی ضروریات حیات میں ھے -

صابون - کپڑے کے استعمال کے باعث صابون کا استعمال بھی اصلی ضروریات میں ھے -

موم بتیاں - جن ملکوں میں سردی کی راتیں لمبی ھوتی ھیں ان ملکوں میں موم بتیوں کا شمار بھی ضروری سامان تجارت میں ھوتا ھے -

برطانیه میں چمڑے اور صابون پر ساڑھے تین پنس فی پونڈ محصول لگایا جاتا ہے اور موم بتیوں پر ایک پنس فی پونڈ۔ یہ محصولات چمڑے کی ابتدائی قیمت پر آٹھ دس فیصدی کے برابر ہو جاتے ھیں اور صابون پر بیس پچیس فیصدی کے قریب ہوتے ھیں اور موم بتیوں پر چودہ پندرہ فیصدی۔ یہ محصولات اگرچہ اتنے زیادہ تو نہیں ھیں جتنے نمک پر ھیں مگر پھر بھی بہت زیادہ ھیں۔[۱] چونکہ مندرجہ بالا چاروں اشیا ضروریات حیات میں شامل ھیں اس لئے جب ان پر محصولات زیادہ لگائے جاتے ھیں تو ثقہ، سنجیدہ اور محنتی اجیروں کے مصارف میں کم و بیش ضرور اضافہ کر دیتے ھیں۔ نتیجہ یہ ھوتا ہے کہ ان کی اجرتوں میں کم و بیش اضافہ لازم ھو جاتا ہے۔

کوئلہ جو سمندر پار سے آتا ہے۔

جن ملکوں میں سردی اتنی شدید ھوتی ہے جتنی انگلستان میں ھوتی ہے، وھاں موسم سرما میں کوئلہ حقیقی معنوں میں ضروریات زندگی میں داخل ھوتا ہے، اس لئے کہ کوئلہ صرف کھانے پکانے ھی کے کام نہیں آتا بلکہ ملک کے اکثر طبقات میں کہ مکان کے اندر کام کرنے پر مجبور ھیں، ان کی راحت و آسائش کے لئے اس کا ھونا ضروری ہے اس لئے کہ ارزاں ترین ایندھن یہی ہے۔ ایندھن کی قیمت کا اجیروں کی اجرت پر اس قدر زیادہ اثر پڑتا ہے کہ تمام برطانیہ میں مصنوعات کے کارخانے جہاں کہیں ھیں وہ ان علاقوں میں ھیں جہاں کوئلہ پایا جاتا ہے، اس لئے کہ اور علاقوں میں یہ کارخانے اس قدر ارزانی سے نہیں

---

۱ ملاحظہ ھو۔ تاریخ محصولات اور تشخیص محصولات مصنفہ ''ڈوایل'' مطبوعہ ۱۸۸۴ء۔ جلد چہارم۔ صفحات ۳۱۸ - ۳۲۲ اور ۳۳۰۔

چل سکتے جس قدر کوئلہ پیدا کرنے والے علاقوں میں چل سکتے ہیں اس لئے کہ ان علاقوں میں اس ضرورت حیات کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض مصنوعات کے لئے کوئلہ ضروری سامان تجارت ہے۔ مثلاً شیشے، لوہے اور دوسری تمام دھاتوں کی مصنوعات کے لئے۔ اگر سرکار کی طرف سے مالی امداد کسی صورت میں معقول گنی جا سکتی ہے تو وہ کوئلے کی بار برداری پر گنی جا سکتی ہے، یعنی ان علاقوں سے جہاں کوئلے کی کثرت ہے، کوئلے کو ان مقامات میں پہنچانے کے لئے جہاں اس کی ضرورت ہے، حکومت مالی امداد دینے میں حق بجانب ہے۔ لیکن اس مالی امداد کی جگہ قانون سازوں نے کوئلے کے نقل و حمل پر محصول عائد کر دیا ہے اور جو کوئلہ ساحل کی طرف لے جایا جاتا ہے، اس پر تین شلنگ تین پنس فی ٹن کے حساب سے محصول لیا جاتا ہے۔[۱] یہ محصول کوئلے کی اکثر قسموں پر اصلی قیمت کے ساٹھ فیصدی حصے کے برابر ہوتا ہے۔ جو کوئلہ خشکی کے رستے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے، اس پر محصول نہیں ہے۔ اسی طرح اس کوئلے پر بھی محصول نہیں ہے جو اندرونی دریاؤں اور نہروں کے رستے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا جاتا ہے۔ جن مقامات پر کوئلہ فطرتاً ارزاں ہے وہاں اس کے صرف پر محصول نہیں ہے اور جن مقامات پر از روئے فطرت گراں ہے وہاں اس کے استعمال پر محصول کا بار ہے۔

---

۱ ملاحظہ ہو محصولات برطانیہ مصنفہ سیکس صفحہ ۳۰۷ اور قانون نمبر ۸ مجریہ ملکہ این۔ قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۴ اور قانون نمبر ۹ مجریہ ملکہ این موضوعہ پارلیمان نمبر ۶۔

بہر کیف اس قبیل کے محصولات سے آمدنی ضرور ہوتی ہے ۔ قانون غلہ کے متعلق تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے حالانکہ خرابی میں دونوں برابر ہیں ۔

اس قبیل کے محصولات کی وجہ سے سامان خورونوش کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اجیروں کی اجرت میں بھی اضافہ ہونا لازم ہوتا ہے ۔ لیکن ان کی ذات سے حکومت کے مداخل و محاصل میں بھی کافی اضافہ ہو جاتا ہے اور ان مداخل و محاصل کا کسی اور ذریعے سے حاصل ہونا آسان نہیں ہے ۔ اس لئے اس امر کے معقول اسباب موجود ہیں کہ ان کو جاری رکھا جائے ۔ لیکن اناج کی برآمد پر سرکار کی طرف سے جو مالی امداد دی جاتی ہے ، وہ اس قسم کی تمام خرابیوں کا موجب ہے اور جہاں تک کاشت کی واقعی حالت کا تعلق ہے وہ مالی امداد ایک ضرورت حیات کی قیمت میں اضافے کی طرف مائل ہے اور اس سے حکومت کو بھی کسی قسم کی آمدنی نہیں ہوتی ، بلکہ اس کے برعکس یہ اکثر اور بیشتر حالات میں حکومت کے لئے مصارف کثیر کا باعث ہوتی ہے ۔ غیر ملکی اناج کی درآمد پر گراں قدر محصول عائد کیا جاتا ہے ۔ معمولی سرسائی کے زمانے میں یہ محصول ممانعت کا مرادف ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ مواشی اور نمکین سامان خور و نوش کی درآمد قطعاً ممنوع ہے ۔ عام حالات میں قانون رائج الوقت بجا ہے مگر آج کل قحط و قلت کی وجہ سے یہ محصول ایک محدود مدت کے لئے قانون ایرستانی اور برطانوی نخلبندیوں کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے ۔ ان تمام قوانین سے وہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جو ان محصولات سے پیدا ہو سکتی ہیں ، جو ضروریات حیات پر لگائے جاتے ہیں اور طرفہ تو یہ کہ ان سے حکومت

کو کسی طرح کی آمدنی نہیں ہوتی۔[1] اس قبیل کے آئین و ضوابط واجب التنسیخ ہیں۔ ان کی تنسیخ کے لئے جس امر کی ضرورت معلوم ہوتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ عامۃ الناس کو یہ یقین دلایا جائے کہ یہ نظام بیکار ہے، جس کی رو سے یہ معرض وجود میں آئے ہیں۔

اکثر ملکوں میں ان سے زیادہ محصول ہیں کہ ضروریات حیات پر عائد ہیں مثلاً بعض ملکوں میں روٹی پر محصول ہے۔

اکثر ملکوں میں ضروریات حیات پر اس سے بھی زیادہ محصول ہیں جتنے برطانیہ میں عائد ہیں۔ اکثر ملکوں میں اس میدے اور آٹے پر محصول ہے جو مشین میں پستا ہے اور اسی طرح روٹی پر بھی محصول ہے جو تنور میں پکتی ہے۔ ہالستان میں اس محصول کی وجہ سے اس روٹی کی قیمت دوچند ہوتی ہے، جو شہروں میں صرف ہوتی ہے۔ ان کے معاوضے میں اہل دیہات و قریات کو ہر سال فی کس ایک محصول دینا پڑتا ہے، جس کی مقدار روٹی کی اس قسم سے معین کی جاتی ہے جو وہ صرف کرتے ہیں۔ جو لوگ گیہوں کی روٹی کھاتے ہیں وہ تین گلڈر پندرہ اسٹیور فی کس کے حساب سے دیتے ہیں جو چھ شلنگ اور ساڑھے نو پنس کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ اور اسی قسم کے دیگر محصولات اجیروں کی اجرت میں اضافے کا باعث بیان کئے جاتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ہالستان کی مشتہر مصنوعات فنا ہو گئی ہیں۔[2] اسی قسم کے محصول ملان میں، ریاست ہائے

---

[1] ملاحظہ ہو صفحہ ۳۹۲ از جلد اول۔

[2] ملاحظہ ہو یادداشت صفحات ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۳۳ اور ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر پنجم کا دوسرا باب۔

جینوا میں ، ریاست مودینہ میں ، ریاست پرما میں ، ریاست پلے سن شیا میں ، ریاست گواس‌تالا میں اور ریاست کلیسیا میں میں بھی رائج ہیں اگرچہ وہ اس قدر بھاری نہیں ہیں۔ ایک فرانسیسی مصنف نے اس امر کی کوشش کی کہ اپنے ملک کے مالیات کی اصلاح و ترمیم کرے اور یہ تجویز پیش کی کہ اکثر دیگر محصولات کو منسوخ کر دیا جائے اور ان کی جگہ اس محصول کو رائج کر دیا جائے حالانکہ یہ ان سب سے زیادہ تباہ کن ہے۔[1] سسرو کا بیان ہے کہ اس سے زیادہ لغو ولا یعنی اور کوئی شے نہیں ہو سکتی جس کی کبھی کسی فلسفی[2] نے تائید نہیں کی ہے۔

محصولات گوشت۔ | گوشت پر جس قدر محصول ہیں ان سے بھی زیادہ عام ہیں جو روٹی پر عائد ہیں۔ حالانکہ اس امر میں بھی شکوک و شبہات کی گنجائش ہے کہ گوشت ضروریات حیات میں ہے کہ نہیں ہے۔ اناج اور سبزی ترکاری ہر جگہ بہ افراط ہے۔ یہ نہایت نفیس ، خوشگوار اور مقوی خوراک ہے۔ اس میں غذائیت بھی بہت زیادہ ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ

---

١ ملاحظہ ہو اصلاح ایمسٹرڈام مطبوعہ ١٧٥٦ء اس پارے پر گارنیر نے ایک نوٹ لکھا ہے ملاحظہ ہو تجسسات جلد چہارم صفحہ ٣٨٧ اس تصنیف میں اس کو کلیکوت دی بلیروش منسوب کیا گیا ہے۔ یہ شخص ١٧٦٦ء سے ١٧٩٠ء تک ملک میں مصنوعات و تجارت فرانس کا انسپکٹر جنرل تھا لیکن بعد کے ارباب حل و عقد کلیکوت کی تصنیف میں شک کرتے بلکہ اس سے صاف انکار کرتے ہیں مطبوعہ ١٨٧٠۔ صفحات ٣١ تا ٣٣۔

٢ ملاحظہ ہو الہیات باب دوم صفحہ ٥٨۔

دودھ مکھن اور پنیر بھی ہو اور جہاں کہیں مکھن قابل
حصول نہ ہو وہاں تیل کافی ہو سکتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ
یہ چیزیں گوشت کے بغیر بھی صحت افزا غذا ہو سکتی ہیں۔
دنیا کے اکثر مقامات میں تہذیب و تمدن کا اقتضا ہے کہ
انسان کپڑے کی قمیض پہنے اور چمڑے کا جوتا پہنے لیکن
دنیا کے کسی ملک کی تہذیب اور شائستگی کا یہ تقاضا نہیں
ہے کہ اسی طرح گوشت بھی ضرور کھایا جائے۔

قابل صرف اشیا پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ اوقات معینہ پر وصول کیا جا سکتا ہے یا تاجروں سے یک مشت لیا جا سکتا ہے

قابل صرف اشیا پر تشخیص محصول کے
دو طریقے ہیں خواہ ان کا شمار ضروریات
حیات میں ہو یا سامان تعیش میں گنی
جاتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ صارف ہر
سال ایک معینہ رقم ادا کرے، اس لئے
کہ ایک خاص قسم کی اشیا کو برتتا اور صرف کرتا ہے۔ دوسرا
طریقہ یہ ہے اشیا پر اس وقت محصول لگا دیا جائے، جب وہ تاجر
کے قبضے میں ہوں اور اس کے پاس سے صارفوں کی تحویل میں نہ
پہنچی ہوں۔ پہلے طریقے کے مطابق ان قابل صرف اشیا پر محصول
لگایا جاتا ہے، جو دیرپا ہوتی ہیں اور صرف ہونے سے پہلے مدت
تک چلتی ہیں اور دوسرے طریقے سے ان اشیا پر لگایا جاتا ہے جو
فوراً صرف ہو جاتی ہیں یا صرف ہونے میں کچھ زیادہ عرصہ نہیں
لگاتیں۔ کوچ ٹیکس اور پلیٹ ٹیکس پہلے طریقے کی اور اکسائز اور
کروڑ گیری دوسرے طریقے کی مثالیں ہیں۔

محصول طریق اول اس صورت میں بہتر ہوتا ہے کہ جب اشیا پائدار ہوتی ہیں۔

اگر اچھی طرح رکھی جائے تو سواری
کی گاڑی دس بارہ برس چل سکتی ہے
اس پر صرف ایک بار محصول لگ سکتا

ہے اور وہ اس وقت جب وہ گاڑی ساز کے پاس سے تیار ہو کر نکلتی ہے اور چلتی ہے۔ لیکن خریدار کے لئے یہ امر یقیناً زیادہ آسان ہے کہ وہ چار پونڈ سالانہ ادا کرتا رہے بہ نسبت اس کے کہ وہ چالیس یا اڑتالیس پونڈ کی رقم سواری گاڑی کی قیمت کے علاوہ یک مشت ادا کرے محض اس لئے کہ اس کو سواری کی گاڑی کے لئے استحقاق حاصل ہے یا کوئی اور رقم یک مشت ادا کی جائے جو اس محصول کے برابر سمجھی جاتی ہو جو اس گاڑی پر اس عرصے کے لئے لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے ظروف‌وزیورات سے یہ توقع وابستہ ہوتی ہے کہ وہ سو سال تک چلیں گے اس لئے صارف کے لئے یہ امر یقیناً سہل تر ہے کہ سو اونس کے ظروف‌وزیورات پر سالانہ پانچ شلنگ محصول دیتا رہے اور یہ کم‌وبیش اسی ظرف کی قیمت کے ایک فیصدی کے برابر ہوتا ہے، بہ نسبت اس کے کہ یہ طویل سالیانہ یک مشت ادا کرے جو پچیس تیس سال کی خرید کے برابر ہوتا ہے کیونکہ اس کی قیمت میں کم از کم پچیس تیس فیصدی اضافہ ہو جاتا ہے۔ مکانات پر مختلف محصول لگائے جاتے ہیں، یہ محصول ان پر مختلف اثر کرتے ہیں۔ اگر یہ محصول متعدی ہوں اور سال بہ سال ادا کئے جائیں تو ان کی ادائگی اس کی نسبت آسان ثابت ہوتی ہے کہ محصول حد اعتدال سے متجاوز ہو اور یک مشت اس وقت ادا کیا جائے، جب مکان بن چکے یا اس وقت دیا جائے، جب وہ بکے خواہ دونوں صورتوں میں محصول یکساں ہی کیوں نہ ہو۔

سر متھیوڈیکر کی تجویز تھی کہ اس طریق کو دیگراشیا میں بھی رائج کیا جائے - یعنی ان کے صرف کے لئے سالانہ اجازت نامے جاری کرائے جائیں مگر یہ طریقہ دوسرے طریقے سے زیادہ قابل اعتراض ھے اس لئے کہ دوسرا طریقہ زیادہ حسب معمول ھے -

یہ سر متھیوڈیکر کی مشہور و معروف تجویز تھی کہ جملہ اشیا پر اسی طریق سے محصول لگایا جائے خواہ اشیا فوری استعمال کی ہوں یا چند روز رکھ کر قدرے داشتہ صرف کی جاتی ہوں - ان کے متعلق تاجر اور سوداگر کچھ ادا نہ کریں اور صارف ہر سال ایک معینہ رقم ادا کرتا رہے اور اس کو چند خاص اشیا کے صرف کے لئے اجازت نامہ دے دیا جائے۔[۱]

اس تجویز کا منشا یہ تھا کہ غیر ملکی تجارت کے تمام شعبوں کو فروغ بخشا جائے اور خاص کر تجارت نقل و حمل کو ترقی دی جائے اور اس کی صورت یہ ھے کہ در آمد بر آمد کے تمام محصول منسوخ کر دیے جائیں اور تاجروں کو اس قابل کر دیا جائے کہ وہ اپنا تمام سرمایہ مال کی خرید پر لگا دیں اور اپنی ساکھ اور اپنے اعتبار سے بھی اس میں کام لیں یا ان کو جہازوں کے کرائے پر صرف کر دیں ، یہاں تک کہ اس سرمائے اور اس ساکھ کا کوئی حصہ بھی اس طرف سے منعطف ہو کر محصول پر صرف نہ کیا جائے۔ لیکن معلوم ہوتا ھے کہ تشخیص محصول کے اس طریقے پر چار اعتراض وارد ہوتے ھیں جو فوری یا تعجیلی صرف کی اشیا کے متعلق اختیار کیا جا سکتا ھے اور یہ چاروں اعتراض اھم اور معرکۃ الآرا بھی ھیں - اول - یہ محصول نا برابر ہو گا یا مختلف باج گزاروں کے صرف اور اخراجات کے اس

---

۱ ملاحظہ ہو - بر اسباب انحطاط تجارت ملک غیر طبع ثانی مطبوعہ ۱۷۵۰ء صفحات ۷۸ تا ۱۶۳ -

قدر متناسب نه هوگا ، جس قدر مروجه تشخیص محصول کے اعتبار سے هوتا هے - بوزه ، شراب اور روحی سیالات پر جو محصولات عائد هوتے هیں وه ابتداً تاجروں اور سوداگروں کی طرف سے ادا کئے جاتے هیں لیکن بالآخر انکا بار صارفوں پر پڑتا هے اور یه بار ان کے صرف کے تناسب سے پڑتا هے لیکن اگر باده نوشی کی اجازت کے لئے اجازت نامے خریدے جاتے اور اس طرح یه محصولات ادا کئے جاتے [۱] تو ثقه اور سنجیده باده نوشوں پر بلا نوشوں کی نسبت زیاده بار پڑتا ، کیونکه ثقه اور سنجیده لوگ نسبتاً کم پیتے هیں - اسی طرح اس جائداد پر بہت کم بار پڑتا جو مہمان نوازی کی خوگر هے اور اس پر نسبتاً زیاده بار پڑتا جو زیاده مہمان نوازی کا قائل نہیں هے - دوم - اس طریق تشخیص محصول سے یعنی خاص خاص اشیا کے صرف کے لئے سالانه ششماهی یا سه‌ماهی اجازت ناموں کے حصول سے اس خاص سہولت میں بہت کچھ کمی واقع هو جاتی هے جو فوری یا تعجیلی صرف کی اشیا سے وابسته هے - یعنی اس میں تھوڑی تھوڑی ادائگی کا کوئی موقع نہیں رهتا - آج کل شراب سرخ کی قیمت ساڑھے تین پینس فی سبو هے - اس میں وه تمام محصول شامل هیں جو جو کی شراب پر هاپ پر اور بیر پر ادا کئے جاتے هیں اور اسی میں وه غیر معمولی منافع بھی شامل هے جو شراب ساز ان محصولات پر لگاتے هیں - الغرض ان سب کی اجتماعی قیمت شاید ساڑھے تین پنس کے قریب هوتی هے اگر کوئی اجیر کاریگر ساڑھے تین پنس آسانی سے دے سکتا هے تو وه شراب سرخ کا ایک ساغر خرید لیتا هے اور اگر وه یه قیمت

---

۱ پہلی تین طبعات میں محصول ادا کیا جاتا -

نہیں دے سکتا تو وہ صرف ایک بوتل پر قناعت کرتا ہے اور اپنی پرهیزگاری اور جزرسی کی بدولت ایک فاردنگ حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ بچا لیا جاتا ہے، وہ در اصل کما لیا جاتا ہے۔ یہ شخص محصول تھوڑا تھوڑا ادا کرتا ہے اور تھوڑا ھی تھوڑا ادا کر سکتا ہے اور اس وقت ادا کرتا ہے جب وہ کر سکتا ہے اور جب کبھی وہ یہ محصول ادا کرتا ہے اپنی خوشی سے رضاکارانہ ادا کرتا ہے اور وہ چاہے تو اس ادائگی کو ملتوی بھی کر سکتا ہے۔ سوم اس قبیل کے محصولات قوانین مصارفی کی حیثیت سے کم عمل کرتے ھیں۔ جب اجازت نامہ ایک مرتبہ خرید لیا جاتا ہے تو محصول ہر حال میں وھی رھتا ہے۔ خواہ خریدار زیادہ شراب پیتا ہے یا کم خرچ کرتا ہے۔ چہارم۔ اگر کسی کاریگر یا اجیر کو اسی قدر محصول سالانہ، ششماھی یا سہ ماھی ادائگی کی شکل میں یک مشت ادا کرنا پڑتا، جسقدر اب وہ بلا دقت دشواری ادا کرتا ہے تو یہ رقم ادائگی اس کے لئے صعوبت کا باعث ھوتی، اس لئے کہ موجودہ صورت میں ہر سبو اور ہر بوتل پر تھوڑا تھوڑا ادا کرتا ہے۔ اس لئے یہ ظاہر ہے کہ تشخیص محصول کی اس طریقے سے اس قدر آمدنی کبھی نہیں ھو سکتی جس قدر موجودہ طریقہ محصول بلا دقت و دشواری حاصل ھوتی ہے اور اگر ھوگی بھی تو سخت سے سخت تشدد بغیر نہ ھوگی لیکن اس کے باوجود بھی اکثر ملکوں میں فوری اور تعجیلی صرف کے اشیا کے متعلق تشخیص محصول کا یہ طریقہ رائج ہے۔ ھالستان میں چائے نوشی کے لئے اجازت نامہ لینا پڑتا ہے اور اس کے محصول کے لئے فی کس کے حساب سے ایک خاص رقم دینی پڑتی ہے۔ یہ امر قبل ازیں معرض بیان میں آ چکا ہے

که روئی پر بھی محصول ہے اور جہاں تک اس کے صرف کا تعلق زراعت گھروں اور گاؤں سے ہے ' اس کی تشخیص کا طریقہ یہی ہے -

برطانیہ میں یہ محصول سامان تعیش پر ہے صرف مندرجہ بالا اشیا اس سے مستثنیٰ ہیں -

محصول چنگی خاص طور پر اس مال پر لگایا جاتا ہے جو اپنے ھی ملک میں بنایا جاتا ہے اور اپنے ھی ملک میں برتا جاتا ہے اور محض خانگی مصارف کے لئے مخصوص ہوتا ہے - یہ محصول چند اقسام اشیا پر عائد کیا جاتا ہے جو بہت زیادہ کثیرالاستعمال ہوتی ہیں - ان اشیا کی نوعیت بالکل واضح ہے جن پر یہ محصول قابل تشخیص ہو سکتا ہے - اسی طرح اس باب میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ کس نوع کی اشیا پر کس قسم کا محصول قابل تشخیص ہوتا ہے - اس قبیل کے تمام محصولات کا بار ان اشیا پر پڑتا ہے جو سامان تعیش کے ذیل میں آتی ہیں - البتہ محولہ بالا چار محصولات اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ یہ ہیں محصول نمک، محصول صابن ' چمڑے کا محصول اور موم بتیوں کا محصول اور غالباً وہ محصول بھی اس زمرے میں شامل ہے جو بڑے شیشے پر لگایا جاتا ہے -

ابتدا ابتدا میں یہ محصولات کروڑ گیری محصول سمجھے جاتے جو تاجروں کے منافع پر عائد کئے جاتے تھے -

محصولات درآمد و بر آمد محصولات چنگی سے بہت زیادہ قدیم ہیں یہ ان کو محصولات درآمد و بر مدآمد اس مناسبت سے کہتے ہیں کہ ان کی تشخیص اس زمانے سے رواج پذیر ہے کہ یاد داشت انسانی سے ورا الورا ہے ابتدا میں کروڑ گیری کو تاجروں اور سوداگروں کے منافع پر محصول شمار کیا جاتا تھا - جاگیردارانہ نراجی کے وحشیانہ

دور میں تاجروں اور سوداگروں کی وهی حالت تهی جو شهروں اور قصبوں کے اور لوگوں کی تهی - یه لوگ رهائی یافته غلاموں سے کچھ بہتر نه گنے جاتے تھے - لوگ ان سے نفرت اور حقارت کرتے تھے اور ان کی کمائی کو رشک اور حسد کی نظروں سے دیکھتے تھے - امرائے کبار اس امر پر رضا مند هو گئے تھے که تاجدار وقت ان کے مزارعین کے منافع پر محصول لگائے - یہی باعث هے که وه اس امر سے غیر رضا مند نه تھے که تاجدار وقت تاجروں یعنی اس طبقے کے لوگوں پر بھی محصول لگائے جن کا تحفظ ان امرائے کبار کے مفاد کے موافق نه تھا - جہالت اور نادانی کے اس دور میں لوگ اس گر کو نه سمجھتے تھے که تاجروں اور سوداگروں کا منافع ایک ایسا موضوع هے جس پر بلا واسطه محصول نہیں لگایا جا سکتا - به الفاظ دیگر اس تمام محصول کا بار بالآخر صارفوں پر پڑتا هے اور اس پر اور بھی بہت کچھ اضافه کیا جاتا هے -

غیر ملکی تاجروں کے منافع پر محصول زیاده لگایا جاتا هے -

غیر ملکی تاجروں کے منافع کو اس سے زیاده بری نظروں سے دیکھا جاتا تھا جتنی بری نظروں سے ملکی تاجروں کی کمائی کو دیکھا جاتا تھا - اس لئے یه امر قرین فطرت هے که غیر ملکی تاجروں پر ملکی تاجروں سے زیاده محصول لگایا جائے-[۱] لهذا ملکی اور غیر ملکی تاجروں کے محصول میں ایک گونه امتیاز قائم هو گیا - اگرچه اس کی ابتدا جہالت نادانی پر مبنی هے، لیکن اجاره دار کے جذبات کی بدولت یه امتیاز اب تک قائم هے - اس کی غرض و غایت یه هے که ملکی تاجروں کو ملکی اور

---

۱ ملاحظه هو اس کتاب کے دفتر چهارم کا دوسرا اور تیسرا باب -

غیر ملکی دونوں بازاروں میں فائدہ نصیب ہو۔

ابتدا ابتدا میں جملہ اقسام اشیا پر محصول درآمد و برآمد یکساں لگایا جاتا تھا۔ اس باب میں برآمد اور درآمد میں امتیاز نہ تھا۔

ایام قدیم میں جملہ اقسام اشیا پر محصول درآمد و برآمد برابر لگایا جاتا تھا۔ اس میں ضروریات حیات اور سامان نشاط میں کچھ فرق نہ رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح سامان درآمد اور سامان برآمد میں کچھ امتیاز نہ کیا جاتا تھا۔ صرف ملکی اور غیر ملکی کا خیال رکھا جاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ ایک خاص مال کے تاجروں کو دوسرے مال کے تاجروں سے زیادہ مراعات کیوں دی جائیں یا تاجران برآمد کو تاجران درآمد سے زیادہ مراعات کیوں بخشی جائیں۔

پہلا محصول اون اور چمڑے پر تھا اور دوسرا فی ٹن شراب پر اور فی پونڈ تمام دیگر اشیا پر لگایا جاتا تھا امداد ہائے زر اس محصولات رطلیات کے علاوہ تھا۔

قدیم محصولات درآمد برآمد تین شعبوں میں منشعب تھے۔ پہلا محصول وہ تھا جو اون اور چمڑے پر لگایا جاتا تھا اور شاید اس قسم کے تمام محصولات میں یہ سب سے قدیم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام تر یا زیادہ تر محصول برآمد تھا جب انگلستان میں اونی صنعت کے کارخانے قائم ہوئے تو اسی قسم کا ایک محصول ان پر بھی لگا دیا گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اونی کپڑے برآمد کرنے لگیں اور اس سے تاجداروقت کے اون کے محصول برآمد میں کمی واقع ہو جائے۔ دوسرے دو شعبے حسب ذیل ہیں: اول محصول شراب۔ یہ محصول فی ٹن کے حساب سے لگایا جاتا تھا، اسی لئے اس کا نام ''محصول فی ٹن تھا'' دوم

''محصول به دیگر اشیا'' یه دیگر تمام اشیا کی مفروضه قیمت پر بحساب فی پونڈ لگایا جاتا تھا - اس کا نام محصول ''رطلیات'' تھا - ایڈ ورڈ سوم کے جلوس کے سینتالیسویں سال میں تمام اشیائے درآمد و بر آمد پر چھ پنس فی پونڈ کے حساب سے محصول لگایا گیا تھا - صرف مندرجہ ذیل اشیا اس سے مستثنیٰ تھیں اون اور اون دار کھالیں (یعنی میشے) چمڑے اور شرابیں ، اس لئے کہ ان پر ایک خاص قسم کا محصول لگایا جاتا تھا- رچرڈ دوم کے جلوس کے چودھویں سال میں یہ محصول بڑھا کر ایک شلنگ فی پونڈ کر دیا گیا تھا، لیکن اس کے تین سال بعد اس کو گھٹا کر پھر چھ پنس فی پونڈ کر دیا گیا تھا - ھنری چہارم کے جلوس کے دوسرے سال میں اس کو بڑھا کر آٹھ پنس فی پونڈ کر دیا گیا تھا اور اسی تاجدار کے جلوس کے چوتھے سال میں اس کو ایک شلنگ فی پونڈ کر دیا تھا - اس وقت سے لیکر ولیم سوم کے جلوس کے نوین سال تک یہ محصول ایک شلنگ فی پونڈ رھا - یہ محصولات فی ٹن اور فی پونڈ (رطلیات) ایک ھی پارلیمانی قانون کی رو سے تاجدار وقت کے لئے منظور کئے گئے تھے اور فی ٹن اور فی پونڈ (رطلیات) پر امدادھائے زر کہلاتے تھے - رطلیات پر امدادزر عرصۂ طویل تک ایک شلنگ فی پونڈ یا پانچ فی صدی کے حساب سے جاری رھی - لہذا محصولات درآمد و برآمد کے محاورے میں امداد زر کے معنی اس قسم کے ایسے محصول عام کے ھو گئے جن کی مقدار پانچ فیصدی تھی - اب اس امداد زر کو قدیم امداد زر کہتے ھیں یہ امداد زر اب تک بھی اس کتاب شروح کے ذریعے سے لگائی جاتی ھے جو چارلس دوم کے جلوس کے بارھویں سال قیام پذیر ھوئی تھی -

کتاب شروح کے ذریعے سے ان اشیا کی قیمت کے تعین کا ایک طریقہ ہے جن پر اس قسم کا محصول لگایا جا سکتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ طریقہ جیمز اول کے زمانے سے پہلے کا ہے۔[۱] جدید امداد زر قانون نمبر۹ اور قانون نمبر۱۰ مجریہ ولیم سوم کی رو سے عائد کی گئی۔ یہ ایک زائد محصول تھا کہ اشیا کے بیشتر حصے پر لگایا جاتا تھا۔[۲] ایک تہائی امداد زر اور دو تہائی امداد زر۔ ایک اور پانچ فی صدی محصول تھا کہ ان دونوں کے درمیان تھا اور یہ اس کے اجزائے متناسب تھے۔[۳] امداد زر مجوزہ ۱۷۴۷ چوتھا پانچ فیصدی محصول تھا کہ اشیا کے بیشتر حصے پر لگایا جاتا تھا[۴] اور امداد زر مجوزہ ۱۷۵۹ اس قسم کا پانچواں محصول تھا کہ خاص خاص اشیا پر لگایا گیا تھا۔[۵] ان پنج گانہ امداد ہائے زر کے علاوہ

---

۱ ملاحظہ ہو رسالہ عدالت مالیات مطبوعہ ۱۷۵۸ مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۲۲۴ اس مصنف نے ایک کتاب شروح کا ذکر کیا ہے جو ۱۵۸۶ میں چھپی تھی۔ ملاحظہ ہو تاریخ تشخیص محصول و محصولات مطبوعہ ۱۸۸۴ مصنفہ ڈوویل جلد اول صفحات ۱۴۶، ۱۶۵ اس مصنف کا خیال ہے کہ یہ نظام ۱۵۵۸ کے بعد کسی وقت شروع ہوا۔

۲ قانون موضوعہ پارلیمان نمبر۲۳۔

۳ قانون نمبر۲ اور قانون نمبر۳ مجریہ ملکہ این قانون موضوعہ پارلیمان نمبر۱ اور قانون نمبر۳ اور قانون نمبر۴ مجریہ ملکہ این قانون موضوعہ پارلیمان نمبر۶۔

۴ قانون نمبر۲۱ مجریہ جارج دوم پارلیمان نمبر۲۔

۵ قانون نمبر ۳۲ مجریہ جارج دوم قانون موضوعہ پارلیمان نمبر۱۰۔ اس قانون کی رو سے یہ محصول تمبا کو شکر اور دیگر سامان ماکولات پر تھا۔ دیگر خشک میوے اس سے مستثنیٰ تھے۔ کافی اور کچے ریشم کے سوا یہ محصول تمام شرق الہند کے مال پر تھا۔ برانڈی اور دیگر سامان سیالات پر بھی تھا۔ دیگر نو آبادیات کی ساختہ رم شراب اس سے مستثنیٰ تھی۔ اور یہ محصول کاغذ پر بھی تھا۔

خاص خاص اقسام اشیا پر وقتاً فوقتاً اور طرح طرح کے محصول
لگائے جاتے تھے۔ ان کی تشخیص کا منشا بعض اوقات یہ ہوتا
تھا کہ ریاست کی حوائج و ضروریات کو پورا کیا جائے۔
اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ اس ملک کی تجارت میں نظام
تجارت کے مطابق تغیر و تبدل کیا جائے۔

نظام تجارت کے اصول کا رواج تمام محصولات کی تنسیخ کا باعث ہے۔

وہ نظام تجارت شدہ شدہ رواج پذیر
ہوتا چلا گیا۔ قدیم امداد زر بلا امتیاز
مشخص کر دی جاتی تھیں۔ اس میں
درآمد اور برآمد کا امتیاز روا نہ رکھا جاتا تھا۔ بعد کی چار
امداد ہائے زر تھیں کہ تمام تر درآمد پر تجویز کی جاتی
تھیں۔ ان کے علاوہ کچھ محصولات بھی تھے کہ خاص خاص
اشیا پر وقتاً فوقتاً لگائے گئے جاتے تھے۔ محض چند مستثنیات تھیں۔
عہد قدیم میں کچھ محصولی ملکی پیداوار اور ملکی مصنوعات
کی برآمد پر لگائے گئے تھے۔ ان محصولات کے بیشتر حصے میں یا
تو تخفیف کر دی گئی تھی یا ان کو بالکل ہی منسوخ کر
دیا گیا تھا۔ اکثر حالتوں میں ان کو بالکل ہی منسوخ کر
دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض بعض اشیاء کی
برآمد کے لئے مالی امداد دی جاتی تھی ان کی برآمد پر
محصول کی واپسی کر دی جاتی تھی کبھی تو اس
تمام محصول کی واپسی کر دی جاتی تھی اور اس محصول کے
ایک جز کی واپسی تو اکثر حالتوں میں کر دی جاتی تھی جو
غیر ملکی مال کی درآمد پر لیا جاتا تھا۔ برآمد کے وقت اس
محصول کا نصف حصہ واپس کیا جاتا تھا، جو قدیم مالی
امداد کی رو سے اشیائے درآمدہ پر لیا جاتا تھا۔ لیکن وہ

محصولات تمام و کمال واپس اسی طرح کر دئے جاتے تھے جو بعد کی مالی امدادوں کی رو سے اور دوسری کروں کے ذریعے لگائے جاتے تھے۔[1] اس طرح روز بروز برآمد کی حوصلہ افزائی اور درآمد کی همت شکنی کی جاتی تھی۔ اس میں اگر مستثنیات هیں تو شاذ هیں اور ان کا تعلق بھی مصنوعات کے سامان خام سے ہے۔ ہمارے تاجروں اور صناعوں کی خواهش ہے کہ یہ سامان خام ان کو اس قدر ارزاں مل سکے جس قدر ممکن ہے، ان کے حریفوں اور غیر ملکی مد مقابل لوگوں کو اتنا گراں، جتنا حیز امکان میں ہے۔ یہی باعث ہے کہ کبھی کبھی سامان خام کے درآمد پر محصول نہیں لگایا جاتا۔ مثلاً هسپانی اون، سن، سنی اور خام کتانی سوت۔ کبھی کبھی اپنے هاں کے سامان خام کی برآمد کی ممانعت کر دی جاتی تھی اور آبادیات کو سامان خام کی خاص خاص اقسام کو ضرور ممانعت کر دی جاتی اور کبھی ان پر گراں قدر محصولات عائد کر دئے جاتے تھے۔[2] انگلستانی اون کی برآمد قطعاً ممنوع تھی[3] اود بلاؤ کی کھالوں پر اور اود بلاؤ کی اون پر اور[4] صمغ سنی گاہ پر گراں قدر محصول عائد تھے جب سے برطانیہ نے کینڈا اور سنی گال پر قبضہ کر لیا ہے اس کو ان چیزوں کی اجارہ داری حاصل ہو گئی ہے۔

---

۱ اس کتاب کے دفتر چہارم کے چوتھے باب کے پہلے چند صفحے اس عبارت کے بعد لکھے گئے ہیں۔

۲ طبعات اول دوم اور سوم میں ہے اور وہ سامان خام جو نو آبادیات کے ساتھ مخصوص ہے اس جگہ ''خاص خاص'' سہو طباعت کا نتیجہ ہے۔

۳ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر چہارم کا آٹھواں باب۔

۴ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر چہارم کا آٹھواں باب۔

یہ حالت ریاست کے مداخل و محاصل کے حق میں ناموافق ہے -

اس تحقیقات کے دفتر چہارم میں اس امر کے اظہار کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ تجارتی نظام قوم کی جماعت کثیر کے مداخل و محاصل کے حق میں ساز گار نہیں ہے اور اس ملک کی زمین اور محنت سالانہ پیداوار کے حق میں بھی مفید اور سود مند نہیں ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تاجدار وقت کے مداخل و محاصل کے لئے بھی یہ نظام کچھ زیادہ ساز گار ثابت نہیں ہوا - یا کم از کم اس حد تک تو نہیں ہوا جس حد تک ان مداخل و محاصل کا انحصار محصولات درآمد و برآمد پر ہے -

یہ نظام درآمد کے مانع ہے اس سے مداخل و محاصل فنا ہو جاتے ہیں -

اس نظام کے باعث اکثر اقسام اشیا کی درآمد قطعاً ممنوع قرار پا گئی - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض بعض حالتوں میں ان اشیا کی در آمد بالکل بند ہو گئی اور اکثر حالتوں میں اس میں بہت کمی پڑ گئی - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ درآمد کرنے والے تاجروں کو اب خفیہ طور پر درآمد کرنے کی ضرورت پیش آنے لگی، اس لئے غیر ملکی اونی کپڑے کی درآمد کو بالکل بند کر دیا - اور غیر ملکی ریشم اور مخمل کی درآمد کو بہت کم کر دیا - ان دونوں ان مداخل و محاصل کو بالکل معدوم کر دیا جو اس صورت سے حاصل ہوتے جب اس قسم کی درآمد پر محصول لگایا جاتا -

اس کے باعث دوسرے حصوں میں کمی پڑ گئی کیونکہ ان پر گراں قدر محصول لگا دئے گئے -

غیر معمولی اشیا کی اکثر قسموں کی درآمد پر گراں قدر محصولات عائد کر دئے گئے - اس سے غرض یہ تھی کہ برطانیہ میں ان کے استعمال سے

لوگوں کو باز رکھا جائے ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر حالتوں میں تاجروں کو خفیہ درآمد کی تحریص ہو گئی اور تمام حالتوں میں اس سے مداخل و محاصل میں کمی واقع ہو گئی۔ اگر معقول اور معتدل محصول لگایا جاتا تو کبھی اتنی کمی نہ پڑتی۔ ڈاکٹر سوفٹ کا بیان یہاں صادق آتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ محکمۂ محصولات کے حساب میں دو اور دو مل کر چار نہیں ہوتے، بلکہ کبھی صرف ایک بھی رہ جاتا ہے۔ اس بیان کا اطلاق بھاری محصولات پر پوری طرح ہوتا ہے؛ یہ بھاری محصولات کبھی نہ لگائے جاتے، اگر زمانہ تجارت میں یہ نہ سکھاتا کہ تشخیص محصول محض آلۂ مداخل محاصل نہیں ہے، بلکہ اکثر حالتوں میں آلۂ اجارہ داری بھی ہے۔[۱]

---

۱ سوفٹ اس قول کو کسی اور نامعلوم کارندہ محصولات کی طرف منسوب کرتا اور کہتا ہے کہ میں آپ کو ایک راز کی بات بتاتا ہوں۔ کئی سال ہوئے یہ بات مجھے لندن کے ایک کارندہ محصولات کی زبانی معلوم ہوئی تھی۔ جب کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی شے پر حداعتدال سے زیادہ شروح سے محصول لگایا گیا ہے تو وہ کہتے تھے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ مداخل و محاصل کے شعبے میں پچاس فیصدی کمی پڑ جاتی تھی۔ اس کے متعلق ایک بزرگ نے مجھ سے ظریفانہ انداز سے بیان کیا کہ ایسے موقعوں پر مجالس مقننہ سے جو فروگذاشت ہوتی ہے اس کی تہ میں یہ امر ہوتا ہے کہ ارکان مقننہ سمجھتے ہیں کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں حالانکہ تشخیص محصول کے باب میں بھی دو اور دو کبھی چار نہیں ہوتے بلکہ ایک سے زیادہ نہیں ہوتے۔ یہ صورت اس وقت ہوتی ہے جب درآمد میں کمی پڑ جاتی ہے اور لوگوں کو اس کی سخت تحریص ہوتی ہے کہ کم از کم اس ملک میں ایسی آشیا کی ناجائز تجارت کریں، جن پر گراں قدر محصول ادا کئے جاتے ہیں۔ ایک قرطاس تھا جس کا نام تھا یادداشت غریباں و اجیراں و پیشہ وران مملکت

مالی امدادوں اور واپسیوں سے محصولات کی آمدنی میں کمی پڑتی ہے اس لئے کہ دغا اور فریب سے حاصل کیا جاتا ہے - اسی طرح اخراجات انتظام و انصرام بھی اس آمدنی میں کمی کر دیتے ہیں -

بعض اوقات اپنے ملک کی پیدوار کی برآمد پر اور مصنوعات پر امداد زر عطا کی جاتی ہے اور غیر ملکی مال کی از سر نو برآمد پر محصول کی واپسی کر دی جاتی ہے مگر یہ چیزیں گوناگوں دغا و فریب کا موجب ثابت ہوتی ہیں اور ان کے باعث انواع و اقسام کی خفیہ تجارتیں ہونے لگتی ہیں اور مداخل و محاصل جائز کے لئے یہ تجارتیں نہایت فنا کن اور تباہ کار ہیں - اس باب میں ان سے زیادہ باعث آزار اور کوئی نہیں ہے - ہر شخص جانتا ہے کہ امداد زر اور واپسی کے حصول کے لئے مال کبھی کبھی جہاز پر بار کیا جاتا اور سمندر پار بھی جاتا ہے - لیکن اس کے بعد خفیہ طور پر اپنے ہی ملک کے کسی اور حصے میں جہاز سے آتار لیا جاتا ہے کہ ان مالی امدادوں اور واپسیوں کی وجہ سے محصولات کی آمدنی میں خیانت و اختلاس کے بہت مواقع نکل آتے تھے - اس لئے کہ یہ چیزیں اکثر دغا و فریب سے حاصل کی جاتی تھیں - سال مختتمہ ۵ جنوری ۱۷۵۵ کو محصولات کی

ابرستان از تصنیفات اسکاٹ طبع ثانی مطبوعہ ۱۸۸۳ جلد ہفتم صفحات ۱۶۵ و ۱۶۶ - یہ اس کے جواب میں لکھا گیا تھا - ہیوم نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے ''رسالہ بر توازن تجارت'' اس میں ہیوم نے یہ بیان سوفٹ کے نام سے نقل کیا ہے اور لارڈ کیمس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے 'خاکہ تاریخ انسان' یہ کتاب ۱۷۷۴ء میں طبع ہوئی تھی - اس میں لارڈ کیمس نے بھی یہ بیان سوفٹ کے نام سے نقل کیا ہے ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۴۷۴ -

کل آمدنی پچاس لاکھ اڑسٹھ ہزار پونڈ تھی - اس میں سے جو مالی امداد عطا کی گئی تھی وہ ایک لاکھ سرسٹھ ہزار آٹھ سو پونڈ تھی، حالانکہ اس سال غلے کی برآمد کے لئے کسی قسم کی مالی امداد نہ دی جاتی تھی - واپسیاں جو قرض ناموں اور صداقت ناموں پر کی گئی تھیں وہ بہ قدر اکیس لاکھ چھپن ہزار آٹھ سو پونڈ تھیں - مالی امدادوں اور واپسیوں کی مقدار تیس لاکھ چوبیس ہزار چھ سو پونڈ تھی - ان منہائیوں کی وجہ محصولات کی آمدنی صرف ستائیس لاکھ تینتالیس ہزار چار سو پونڈ رہ گئی تھی - اس میں سے دو لاکھ ستاسی ہزار نو سو پونڈ عملۂ انتظامیہ کے مصارف کے لئے تنخواہوں اور دیگر اخراجات کے لئے قابل منہائی تھے - اس منہائی کے بعد اس سال محصولات کی خالص آمدنی جو کچھ تھی وہ چوبیس لاکھ پچپن ہزار پانسو پونڈ تھی - اس طریقے سے عملۂ انتظامیہ کے مصارف کی مقدار محصولات کی کل آمدنی کی پانچ چھ فیصدی تھی اور کبھی کبھی ان رقوم کی منہائی کے بعد جو واپسیوں اور مالی امدادوں کے لئے ادا کی جاتی تھیں، یہ مقدار مصارف باقی ماندہ آمدنی کے دس فیصدی حصے کے برابر ہو جاتی تھی -

محصولات کے گوشواروں میں درآمد کم اور برآمد زیادہ دکھائی جاتی تھی -

قریب قریب تمام اشیائے درآمد پر محصول درآمد بہ شدت عائد کیا جاتا ہے - اس لئے ہمارے تاجر اور سوداگر اس قدر مال خفیہ طور پر درآمد کرتے ہیں جس قدر وہ کر سکتے ہیں اور اس کا اندراج اس قدر کم کرتے ہیں جس قدر حیز امکان میں ہوتا ہے - اس کے برعکس ہمارے ان تاجروں اور

سوداگروں کا رویہ ہے جو مال برآمد کرتے ہیں۔ وہ اس سے زیادہ اندراج کرتے ہیں جتنا وہ برآمد کرتے ہیں۔ اس کی تہہ میں کبھی تو ان کی سبک سری اور نمائش پسندی ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ان اشیا کا بڑا تاجر رکھنا چاہتے ہیں جن پر محصول نہیں ہوتا اور کبھی یہ لوگ مالی امداد اور واپسی کے حصول کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان گونا گوں دغا بازیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ دفاتر محصولات کے رجسٹروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اشیائے برآمد کی مقدار اشیائے درآمد سے زیادہ ہے۔ اس امر سے ہمارے ان سیاسی مدبروں کو ایک گونہ اطمینان نصیب ہو جاتا ہے جو قوم کی خوش حالی اور فارغ البالی کو توازن تجارت کے معیار سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

محصولات درآمد و برآمد محصولات چنگی کی نسبت بہت زیادہ کثیر التعداد ہوتے ہیں اور ان سے بہت کم واضح اور نمایاں ہوتے ہیں۔

تمام اشیائے درآمد پر کسی نہ کسی قسم کا محصول درآمد لگایا جاتا ہے۔ اگر ان کو خاص طور پر مستثنیٰ کر دیا جائے تو یہ اور بات ہے اور اس قسم کے مستثنیات بھی کچھ زیادہ نہیں ہوتے۔ اگر اشیائے درآمدہ کی شرح محصول کتاب شروح میں درج نہیں ہوتی تو ان پر چار شلنگ اور کچھ کم نو پنس فی پونڈ کے حساب سے محصول لگایا جاتا ہے[1] اور یہ درآمد کنندہ کے حلفیہ بیان کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی یہ پانچ امداد ہائے زر پانچ محصولات رطلیات کے برابر ہوتا ہے۔ کتاب شروح بدرجۂ غایت ہمہ گیر۔ اس میں انواع و اقسام کی اشیا کا محصول درج ہے۔ ان

---

[1] ملاحظہ ہو برطانی محصولات مصنفہ سیکسی صفحہ ٢٦٦۔

میں سے اکثر قلیل الاستعمال ہیں - یہی باعث ہے کہ غیر معروف ہے - اس لئے بسا اوقات اس امر کا تیقن نہیں ہوتا کہ کس قسم کے مال کا شمار کس صنف میں کیا جائے اور اس پر کس شرح سے محصول لگایا جائے - کبھی کبھی اس باب میں محکمہ٭ محصولات کے افسروں سے لغزشیں اور فروگزاشتیں ہو جاتی ہیں اور یہ ان کے حق میں تباہ کن ثابت ہوتی ہیں اور بسا اوقات درآمد کنندہ تاجروں کے لئے مصارف شدید اور مصارف کثیر کا باعث ہوتی ہیں - لہذا جہاں تک صحت، وضاحت اور صراحت کا تعلق ہے، محصولات درآمد و برآمد محصولات چنگی سے بہ مدارج کم رتبہ ہیں -

ان محصولات میں اور بھی بہت کچھ تجدید ہو سکتی ہے اور اس سے فائدہ بھی زیادہ ہو سکتا ہے -

یہ امر ضروری ہے کہ معاشرۂ انسانی کی تعداد کثیر محاصل سرکاری کی ادائگی میں حصہ لے اور یہ حصہ بھی ان کے مصارف و اخراجات کے متناسب ہو - مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مصارف و اخراجات کی ہر ایک صنف پر محصول لگا دیا جائے - وہ مداخل جو محصولات درآمد و برآمد سے حاصل ہوتے ہیں، وہ تمام محصول اپنے چندہ دینے والوں پر برابر اثر کرتے ہیں - اسی طرح یہ امر بھی فرض شدہ ہے کہ وہ محصول بھی محصول دینے والوں پر یکساں اثر کرتے ہیں جو محصولات چنگی سے حاصل ہوتے ہیں اور محصولات چنگی محض چند اشیا پر لگائے جاتے ہیں اور وہ اشیا بھی اپنے صرف و استعمال کے اعتبار سے نہایت عام ہوتی ہیں - اس لئے اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اگر حسن انتظام سے کام لیا جائے

تو محصولات درآمد و برآمد میں بھی اسی طرح تجدید ہو سکتی ھے اور اس تحدید سے محاصل سرکار میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہونے پائے گی بلکہ اس کے برعکس اس تحدید سے غیر ملکی تجارت میں بہت فائدہ ہو جائے گا۔

دور حاضر میں جو محاصل ومداخل ھیں ان کا بیشتر حصہ شرابوں اور برانڈیوں سے حاصل ھوتا ھے یا شرق الہند اور غرب الہند کی پیداواروں سے نکلتا ھے۔

معلوم ھوتا ھے کہ آج کل انگلستان میں جن غیر ملکی اشیا کا صرف استعمال بہت زیادہ ھے، وہ خاص کر غیر ملکی شرابیں اور برانڈیاں ھیں۔ ان کے علاوہ کچھ امریکہ اور غرب الہند کی پیداواریں ھیں۔ مثلاً شکر، رم، تمباکو اور ناریل وغیرہ۔ اسی طرح کچھ شرق الہند کی پیداواریں ھیں۔ مثلاً چائے، کافی، چینی کے برتن، گونا گوں مصالحہ جات اور بوقلمون پارچہ جات وغیرہ محصولات درآمد و برآمد سے جو محاصل اس وقت حاصل ھوتے ھیں، ان کا اکثر و بیشتر حصہ آج کل شاید ان اشیا سے حاصل ھوتا ھے۔ دور حاضر میں غیر ملکی مصنوعات پر جو محصولات لگائے جاتے ھیں وہ زیادہ تر اجارہ داری کے حصول کے لئے لگائے جاتے ھیں۔ حصول محاصل کے خیال سے نہیں لگائے جاتے۔ یا اس لئے لگائے جاتے ھیں کہ ان سے سارے تاجروں اور سوداگروں کو انگلستان کے بازاروں میں بھی فائدہ حاصل ھو۔ اس کلیے سے محض چند غیر ملکی اشیا مستثنیٰ ھیں۔ اگر تمام بندشیں دور کر دی جائیں اور اگر تمام غیر ملکی مصنوعات پر اس قدر واجبی محصول لگایا جائے، جس قدر از روئے تجربہ ھر شے پر محاصل و مداخل عامہ کے لحاظ سے لگانا واجب ھے تو ھمارے اجیروں اور

کاریگروں کو بازار وطن میں بہت کچھ محاصل و مداخل کی توقع ہو جائے۔ حالانکہ ان میں سے بعض بعض اشیا سے حکومت کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور بعض بعض سے بہت ہی کم اور نا قابل اعتبار حاصل ہوتا ہے۔

محصولات کی زیادتی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ چور تجارت ترقی کر جاتی ہے اور اس سے آمدنی میں کمی پڑ جاتی ہے اور صرف گھٹ جاتا ہے۔

محصولات کی زیادتی سے بعض اوقات یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اشیا محصولہ کے صرف میں کمی پڑ جاتی ہے اور کبھی کبھی لوگوں کو اس کے چور تجارت اور محصول مار بیوپار کی تحریص ہوتی ہے ان چیزوں کی وجہ سے محاصل سرکار اس سے بھی کم ہو جاتے ہیں جتنے واجبی محصولات کی صورت میں ہو سکتے ہیں۔

پہلی صورت میں تدارک کمی محصول ہے۔

جس حالت میں صرف میں کمی واقع ہو جانے سے محاصل میں کمی واقع ہو جاتی ہے اس حالت کے تدارک کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ محصولات کی مقدار میں کمی کر دی جائے۔

محصول ماری کا تدارک یہ ہے کہ مقدار محصول کم کر دی جائے یا محصول ماری کی راہ میں مشکلات پیدا کر دی جائیں۔

تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ محصول مار لوگوں کی کار روائیوں کی مزاحمت کرتے اور ان کو ششش و پنچ میں ڈالنے کے لئے قوانین چنگی، قوانین در آمد و بر آمد کی نسبت زیادہ موثر اور کار گر ہیں۔ اگر محصولات در آمد بر آمد میں ایک ایسا نظام انصرام رائج کر دیا جائے جیسا محصولات چنگی میں رائج ہے تو محصول ماری کی راہ میں بہت مشکلات حائل ہو جائیں البتہ

اس باب میں اس اختلاف کو نظر انداز نہ کیا جائے جو ان دونوں محصولات کی نوعیت میں ہے۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اس باب میں اس قسم کی تبدیلی نہایت آسانی سے روشناس ہو سکتی ہے۔

قوانین چنگی محصول مار لوگوں کو قوانین درآمد و برآمد کی نسبت زیادہ شش و پنج میں ڈال دیتے ہیں۔

کچھ تاجر ایسی اشیا درآمد کرتے ہیں جن پر محصول درآمد و برآمد عائد ہو سکتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے لئے دو صورتیں قابل انتخاب ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تاجر ان کو اپنے ذاتی گوداموں میں لے جائیں۔ دوسری یہ کہ ان کو سرکاری گوداموں میں رکھوا دیں اور اس کی بھی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ کرایہ گودام تاجروں کے ذمے ہو دوسری یہ کہ سرکار کے ذمے ہو لیکن ان گوداموں کی کنجیاں افسران محصول کی تحویل میں ہوں تا کہ جب کبھی یہ گودام کھولے جائیں ان افسروں کے سامنے کھولے جائیں۔ اگر تاجر ان اشیا کو اپنے ذاتی گوداموں میں لے جائیں تو ان سے

اگر محصول درآمد و برآمد کو چند اشیا تک محدود کر دیا جائے اور محکمہ چنگی کی جانب سے گوداموں کی نگرانی کا طریقہ رائج ہو جائے تو

محصول اسی وقت وصول کر لیا جائے اور اس کے بعد ان پر کبھی واپسی نہ دی جائے اور افسران محصول کو ہر وقت یہ حق بھی حاصل ہو کہ جب چاہیں ان ذاتی گوداموں کا معائنہ کریں اور ان اشیا کا جائزہ لیں اور اس امر کا یقین کریں کہ مقدار مال اس مقدار کے مطابق ہے کہ نہیں جس پر محصول ادا کیا گیا ہے اور ہے تو کس حد تک ہے۔ اگر یہ اشیا کسی

سرکاری گودام میں رکھوالی جائیں تو ان پر اس وقت تک محصول نہ لیا جائے جب تک انہیں بازار وطن میں فروخت کرنے کے لئے وہاں سے نکالا نہ جائے اور اگر برآمد کے لئے نکالا جائے تو ان سے محصول نہ لیا جائے لیکن ہمیشہ اس امر کی ضمانت لے لینی چاہئے کہ یہ اشیا برآمد کی جائیں گی - جو لوگ ان اشیا کی تجارت کرتے ہیں وہ ہمیشہ اس امر پر مجبور ہونے چاہئیں کہ افسران محصول ان کے گوداموں کا معائنہ کریں اور ان کے مال کا جائزہ لیں خواہ تاجر تھوک فروش ہوں یا خردہ فروشی کرتے ہوں اور اس امر پر بھی مجبور ہوں کہ باقاعدہ صداقت نامے پیش کریں کہ ان کی دکانوں اور گوداموں میں جس قدر مال ہے اس سب پر محصول ادا کر دیا گیا ہے - آج کل درآمد شدہ رم شراب پر ایک گونہ محصول چنگی عائد کیا جاتا ہے - وہ محصول اس قسم کا ہے- اسی نظام انصرام میں توسیع کی جا سکتی ہے اور تمام اشیائے درآمدہ پر یہ محصول عائد کئے جا سکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ محصول محض چند قسم کی اشیا تک محدود ہوں جس طرح محصول چنگی محدود ہوتے اور صرف ان اشیا پر لگائے جاتے ہیں جو نہایت کثیر الاستعمال ہوتی ہیں اور عام طور پر صرف کی جاتی ہیں - اگر ان میں توسیع کی جائے اور ان کو ہر قسم کی اشیا پر عائد کر دیا جائے تو سرکاری گوداموں میں جگہ نہ رہے گی اور ان سے زیادہ وسیع اور فراخ گوداموں کا مہیا کرنا دشوار ہو جائے گا - اس کے علاوہ بعض اشیا نہایت نازک اور لطیف ہوتی ہیں - ان کے رکھ رکھاؤ کے لئے بہت زیادہ حزم و احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے - اس قسم کی اشیا کو تاجر سرکاری گوداموں میں رکھنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے ذاتی گوداموں میں رکھتے ہیں جیسا کہ آج کل ہوتا ہے -

اس صورت میں بہت سادگی پیدا ہو جاتی ہے اور محاصل میں بھی کمی نہیں ہوتی

اگر اس نظام انصرام کی ترویج سے کسی معقول حد تک محصول مار تجارت کا انسداد ہو سکے، خواہ اس کے لئے محصول کی مقدار میں اضافہ ہی کیوں نہ کیا جائے اور اگر ہر قسم کے محصول کی مقدار میں وقتاً فوقتاً کمی بیشی ہوتی رہے تو اس سے ریاست کو زیادہ سے زیادہ مداخل و محاصل وصول ہو سکتے ہیں اور کسی نہ کسی صورت میں اس کمی بیشی کا امکان موجود رہتا ہے۔ تشخیص محصول ہمیشہ اور ہر حالت میں ذریعہ حصول محاصل و مداخل ہے، کسی حالت میں آلۂ اجارہ داری نہیں ہے۔ اس صورت میں یہ امر بعید از قیاس معلوم نہیں ہوتا کہ موجودہ خالص محصولات درآمد و برآمد کا کم از کم نصف حصہ صرف چند اشیا کی درآمد کے محصول سے حاصل ہو سکتا ہے جو نہایت کثیرالاستعمال اور بدرجہ غایت قابل صرف ہوں۔ اس طریق سے محصولات درآمد و برآمد میں اتنی ہی سادگی اور درستی پیدا ہو سکتی ہے، جتنی محصول چنگی میں ہوتی ہے اور اسی درجہ تیقن بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس وقت ان غیر ملکی اشیا کی از سر نو برآمد کی واپسی دی جاتی ہے جو بعد میں از سر نو درآمد کی جائیں اور وطن میں صرف کی جاتی ہیں۔ اس سے مداخل و محاصل کو نقصان پہنچتا ہے اس نظام کی ترویج سے ریاست اس نقصان سے بالکل محفوظ ہو سکتی ہے۔ اول تو یہی بچت کچھ کم قابل اعتنا نہیں ہے اور اگر اس پر اس بچت کا بھی اضافہ کر دیا جائے جو پیداوار وطن کی برآمد پر سرکاری امداد کی تنسیخ سے حاصل ہوتی ہے تو بلاشائبہ شک درآمد و برآمد سے جو خالص محاصل وصول ہونگے وہ اس قسم کی تبدیلی کے بعد پوری طرح

ان کے برابر ہوں گے جو اس سے پہلے وصول ہوتے تھے اس لئے کہ ایسی حالتیں بہ کثرت ہیں جن میں یہ سرکاری امداد در اصل اسی محصول چنگی کی واپسی نہیں ہوتی جو پیشگی ادا کر دیا جاتا ہے۔

اور ملک کی صنعت و حرفت کو اس سے بہت ترقی ہوگی۔

نظام کی اس تبدیلی سے ایک طرف تو محاصل سرکاری میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی دوسری طرف ملک کی صنعت و حرفت میں اس کی وجہ سے یقیناً معتدبہ ترقی ہوتی ہے۔ جب اشیا کی تعداد کثیر کی تجارت پر محصول نہیں ہوتا تو تجارت بالکل آزاد ہوتی ہے اور وہ اشیا دنیا کے ہر حصے میں بھیجی جا سکتی اور وہاں سے منگائی جا سکتی ہیں اور اس صورت میں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ان اشیا میں تمام ضروریات حیات شامل ہو سکتی ہیں اور مصنوعات کا خام سامان بھی اسی زمرے میں شامل ہو سکتا ہے۔ جب ضروریات حیات کی درآمد پر محصول نہیں لگایا جاتا تو بازار وطن میں ان کی قیمت میں کمی پڑ جاتی ہے۔ اس سے اسی قدر اجیروں کی اجرت میں کمی پڑ جاتی ہے لیکن اس کمی کی وجہ سے اجیروں کے اصلی معاوضے میں کسی قسم کی کمی نہیں پڑتی۔ زرنقد کی قدر و قیمت ضروریات حیات کی اس مقدار سے متناسب ہوتی ہے، جو اس سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ضروریات حیات کی قدر و قیمت میں اور اس مقدار زر میں کچھ نسبت نہیں ہے جو ان کے معاوضے میں دی جاتی ہے۔ جب اجیروں کی اجرت میں کمی ہوتی ہے تو اسی نسبت سے

مصنوعات کی قیمت میں کمی لازم ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ
یہ ہوتا ہے کہ غیر ملکی مصنوعات کی قیمت میں اضافہ ہو
جاتا ہے۔ سامان خام کی بلا محصول درآمد کے باعث بعض
مصنوعات کی قیمت اور بھی زیادہ گھٹ جاتی ہے۔ اگر چین
اور ہندوستان سے ریشم خام بلا محصول آنے لگے تو انگلستان
میں ریشمی پارچہ‌جات فرانس اور اطالیہ کے ریشمی پارچہ‌جات
سے ارزاں ہو جائیں گے۔ اس صورت میں اس امر کی ضرورت
پیش نہ آئے گی کہ غیر ملکی ریشم اور مخمل کی درآمد کو
ممنوع قرار دیا جائے۔ جب ہمارے ہاں کی ساختہ اشیا کی قیمت
ارزاں ہوں گی تو اجیر اور کاریگر اپنے بازار وطن پر قابض
ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ ان کو غیر ملکی بازار پر بھی
بہت کچھ غلبہ حاصل ہو جائے گا یہاں تک کہ محصولی اشیا
کی تجارت میں بھی اب کی نسبت بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ اگر
ان اشیا کو سرکاری گوداموں سے نکالا اور غیر ملکی برآمد
کے لئے پیش کیا جائے گا تو ان کی تجارت بالکل ارزاں ہوگی۔
کیونکہ اس صورت میں وہ محصول سے مستثنیٰ ہوں گی اس
نظام کے تحت میں ہر قسم کی تجارت نقل و حمل کو ہر طرح
کے فائدے حاصل ہوں گے۔ اگر یہ اشیا بازار وطن میں صرف
وطن کے لئے پیش کی جائیں گی تو درآمد کار تاجر ان کو ارزاں
فروخت کر سکے گا کیونکہ وہ محصول چنگی ادا کرنے پر مجبور
نہیں ہوتا بلکہ وہ محصول اس وقت دیتا ہے جب اس کو مال
کے فروخت کا موقع مل جاتا ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ
سامان کا خریدنے والا تاجر ہے یا صارف ہیں، دونوں صورتوں
میں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جس قدر ارزاں قیمت پر مال

اس حالت میں فروخت کر سکتا ہے اس حالت میں اس قدر ارزاں فروخت نہیں کر سکتا جب اس کو محصول اسی وقت ادا کرنا پڑتا جب اس نے سامان درآمد کیا تھا۔ قابل صرف اشیا کی غیر ملکی تجارت میں قابل محصول اشیا پر اگر اسی قبیل کے تمام محصولات عائد بھی کر دئے جائیں تو بھی اس نظام کی ترویج کے باعث اس میں موجودہ حالت کی نسبت بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔

شراب اور تمباکو سے متعلق محصولات چنگی کے باب میں سررابرٹ والپول نے ایک ترکیب اختراع کی تھی جو کم و بیش اسی کے مطابق تھی۔

محصولات چنگی کے متعلق سر رابرٹ والپول نے ایک مشہور و معروف ترکیب اختراع کی تھی۔ اس کا منشا یہ تھا کہ شراب اور تمباکو کے متعلق ایک ایسا نظام رائج کیا جائے جو اس نظام سے بہت کچھ مشابہ ہو جو یہاں تجویز کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس مسودہ قانون میں جو اس وقت مقننۂ انگلستان کے سامنے پیش کیا گیا تھا صرف انہیں دو اشیا کا ذکر تھا، لیکن اس سے منظور یہ تھا کہ اس میں اس قبیل کی اشیا کے متعلق ایک جامع تجویز رائج کی جائے۔ کچھ فریق تھے جن کے مفاد محصول مار تاجروں کے مفاد سے وابستہ تھے۔ انہوں نے اس کے خلاف شدید شور و شغب برپا کیا، یہاں تک کہ وزیر متعلقہ نے اس کو مسترد کرنا مناسب سمجھا، اگرچہ یہ شور و شغب سر تا سر ناموزوں اور ناجائز تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے جانشینوں میں بھی کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اس تجویز کا احیا کرتا کیونکہ اندیشہ تھا کہ پھر اسی قسم کا ہنگامہ برپا ہوگا۔

غیر ملکی سامان تعیش پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس کا بار طبقہ متوسط اور طبقہ اعلیٰ پر پڑتا ہے۔

کچھ غیر ملکی سامان ہے کہ صرف وطن کے لئے درآمد کیا جاتا ہے۔ اس کا بار زیادہ تر درمیانہ طبقے اور اعلیٰ طبقے پر پڑتا ہے۔ کبھی کبھی درمیانے اور ادنےٰ طبقے کے لوگوں پر بھی پڑ جاتا ہے۔ اس قسم کے سامان تعیش کی مثال میں غیر ملکی شرابیں، کافی، چاکلیٹ، چائے اور شکر کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

کچھ ارزاں قسم کا سامان تعیش ہوتا ہے کہ خود اپنے ہاں بنتا ہے۔ اس پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس کا بار تمام طبقات پر پڑتا ہے۔

کچھ ارزاں قسم کا سامان تعیش ہوتا ہے کہ خود اپنے ہاں بنتا ہے اور خود اپنے ہی صرف کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ اس پر جو محصول لگایا جاتا ہے، اس کا بار تمام طبقات پر پڑتا ہے اور کم و بیش برابر پڑتا ہے۔ یہ بار اس نسبت سے پڑتا ہے جس نسبت سے لوگ خرچ کرتے ہیں۔ غریب غربا مالٹ، ہاپ اور بیر اور ایل استعمال کرتے اور انھیں پر محصول دیتے ہیں۔ امیر امرا اپنی خرچ کردہ اشیا پر بھی محصول دیتے ہیں اور ان پر بھی دیتے ہیں جو ان کے نوکر چاکر استعمال کرتے ہیں۔

ادنےٰ طبقات کی صرف کردنی اشیا پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ اس کی نسبت زیادہ حاصل خیز ہوتا ہے جو طبقہ اعلےٰ کی صرف کردنی اشیا پر لگایا جاتا ہے۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہر ملک میں ادنےٰ طبقات کی اشیا کے صرف کردنی کی مقدار اعلےٰ اور درمیانی دونوں طبقات کی متفقہ مقدار سے زیادہ ہوتی ہے اور یہ اشیائے صرف کردنی نہ محض مقدار میں زیادہ ہوتی

ہیں بلکہ قدروقیمت میں بھی ان سے بہت زیادہ ہوتی ہیں اور جو طبقات طبقہ متوسط سے نیچے ہیں یہ سب طبقات زیریں میں محسوب ہوتے ہیں۔ طبقہ زیریں کے جملہ مصارف طبقہ اعلےٰ کے جملہ مصارف سے بہ مدارج زیادہ ہوتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر ملک کا قریب قریب تمام راس المال بار آور اجیروں اور کاریگروں کی اجرتوں کی صورت میں ہر سال طبقات زیریں کے افراد میں منقسم ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان مداخل و محاصل کا بیشتر حصہ جو لگان اراضی سے اور سرمائے کے منافع سے وصول ہوتا ہے، وہ ہر سال انہیں طبقات زیریں کے افراد میں منقسم ہوتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ حصہ ادنےٰ ملازموں اور دیگر غیر بار آور اجیروں کی اجرتوں پر اور ان کے رکھ رکھاؤ کے مصارف پر خرچ ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ سرمایے کے منافع سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے، اس کا ایک حصہ بھی انہیں طبقات کے افراد کا حق ہوتا ہے، اس لئے کہ ان طبقات کے افراد اپنا تھوڑا بہت راس المال بھی اسی میں لگاتے ہیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ انہیں کا حق ہوتی ہے ہر سال چھوٹے چھوٹے دکان دار، ادنےٰ تاجر اور خردہ فروش بیوپاری بہت کچھ منافع حاصل کر لیتے ہیں۔ اس منافع کی مقدار ہر جگہ قابل اعتنا ہوتی ہے اور سالانہ پیداوار کا ایک معتدبہ حصہ ہوتی ہے اور چوتھی بات یہ ہے کہ لگان اراضی کا ایک حصہ بھی انہیں طبقات کے افراد کا حق ہوتا ہے اس لئے کہ ان لوگوں کی کثیر تعداد جو طبقہ متوسط سے ذرا نیچے ہوتی ہے، بالکل ہی تہی دست نہیں ہوتی یہاں تک کہ ادنےٰ تریں طبقے کے لوگ اور کبھی کبھی معمولی

اجیر اور مزدور بھی دو ایک ایکڑ اراضی کے مالک ہوتے ہیں ۔ ان ادنیٰ طبقات کے افراد کے اخراجات پر جب انفرادی حیثیت سے نظر ڈالی جاتی ہے تو ان کو کم اور حقیر قرار دیا جاتا ہے لیکن جب ان پر اجتماعی حیثیت سے نظر کی جاتی ہے تو معاملہ دگرگوں نظر آتا ہے ۔ اس حیثیت سے یہ مصارف بھی معاشرۂ انسانی کے جملہ مصارف سے بہ مدارج کثیر تر ہوتے ہیں ۔ ہر ملک کی اراضی اور محنت کی سالانہ پیداوار میں سے طبقات اعلیٰ کے صرف کے لئے جو کچھ بچ رہتا ہے وہ ہمیشہ نہایت کم ہوتا ہے اور یہ کمی صرف مقدار ہی میں نہیں ہوتی بلکہ قدر و قیمت اور مالیت میں بھی ہوتی ہے ۔ اس لئے وہ محصولات جو مخصوص اعلیٰ طبقے کے اخراجات و مصارف پر لگائے جاتے ہیں ، غالباً ان محصولات کی نسبت کم حاصل خیز ہوتے ہیں جو تمام طبقات کے مصارف و اخراجات پر بلا امتیاز لگائے جاتے ہیں ، یہاں تک کہ وہ محصولات ان سے بھی کم حاصل خیز ہوتے ہیں جو بالخصوص طبقات ادنیٰ کے افراد کے مصارف و اخراجات پر عائد کئے جاتے ہیں ، اس لئے کہ طبقات اعلیٰ کے مصارف و اخراجات پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس کا اثر پیداوار کے قلیل حصے پر پڑتا ہے اور یہ محصولات ان سے بھی کم حاصل خیز ہوتے ہیں جو تمام سالانہ پیداوار پر لگائے جاتے ہیں ، یا جو بالخصوص اس کے کثیر حصے پر عائد کئے جاتے ہیں ۔ وہ محصول چنگی جملہ اقسام محصول کی نسبت بہ مدارج زیادہ حاصل خیز ہوتا ہے ، جو سامان خام پر اور وطن کی ساختہ شرابوں پر یعنی جوشندہ اور روحی سیالات پر لگایا جاتا ہے ۔ محصول چنگی کی اس شاخ کا بار زیادہ تر

بلکہ تمام تر عامۃ الناس کے مصارف و اخراجات پر پڑتا ہے۔ سال مختتمہ ۵ جنوری ۱۷۷۰ کو محصول چنگی کی اس شاخ محصول کی کل آمدنی تینتس لاکھ اکتالیس ہزار آٹھ سو سینتس پونڈ نو شلنگ اور نو پنس[۱] تھی۔

لیکن اس قبیل کے محصول کا بار کبھی طبقات ادنےٰ کے افراد کی ضروریات حیات پر نہ پڑنا چاہئیے۔

لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیے کہ طبقات ادنےٰ کے افراد کے جن اخراجات پر محصول کا بار ڈالا جا سکتا ہے ان کا تعلق سامان عیش و راحت سے ہوتا ہے، ضروریات حیات سے کبھی نہیں ہوتا یعنی ان اخراجات پر محصول کا بار کبھی نہ ڈالنا چاہئیے جو ضروریات حیات پر کئے جاتے ہیں۔ اگر ان کی ضروریات حیات پر محصول لگایا جائے گا تو بالآخر اس کی ادائگی کا بار طبقہ اعلےٰ کے افراد پر پڑیگا اور اس کا تعلق سالانہ پیداوار کے قلیل حصے سے ہوتا ہے کثیر حصے سے نہیں ہوتا۔ اس قبیل کے محصول کا نتیجہ ہر حالت میں یہ ہوتا ہے کہ یا تو اس سے اجیروں اور کاریگروں کی اجرتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے یا ان کی مانگ میں کمی پڑ جاتی ہے۔ اگر ان کی اجرتوں میں اضافہ ہو گا تو اس کا بار بالآخر طبقہ اعلےٰ پر پڑیگا اور اگر ان کی مانگ میں کمی پڑیگی تو ملک کی اراضی اور محنت کی سالانہ پیداوار میں کمی واقع ہو جائے گی اور یہی وہ ذخیرہ ہے جس میں سے بالآخر تمام محصولات ادا کئے جاتے ہیں۔ اس کے سوا چارہ کار نہیں ہے۔ جب طبقہ ادنےٰ کی ضروریات حیات پر محصول لگایا جاتا ہے تو ان کی محنت کی مانگ کی یہی حالتیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے چاہے کوئی سی حالت رونما ہو

---

۱ طبع اول میں یہ رقم تینتس لاکھ چودہ ہزار دو سو تیئس پونڈ اٹھارہ شلنگ، پونے گیارہ پنس ہے۔

ان کی اجرتوں میں اضافہ ضرور ہو جاتا ہے اور اب یہ اجرتیں اتنی نہیں رہتیں جتنی اس وقت رہتیں جب یہ محصول نہ لگایا جاتا اور بالآخر اس اضافے کی ادائگی کا بار ہر حالت میں طبقہ اعلیٰ کے افراد پر پڑتا ہے -

وہ شرابیں جو ذاتی استعمال کے لئے تیار کی جاتی ہیں وہ محصول سے مستثنیٰ ہوتی ہیں اگرچہ بوزہ گری پر محصول کشید ادا کرنا پڑتا ہے -

انگلستان میں کچھ جو شندہ سیالات کشید اور کچھ روحی سیالات تقطیر کی جاتی ہیں مگر یہ فروخت کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ ذاتی استعمال کے لئے ہوتی ہیں - ان پر کسی قسم کا محصول نہیں لگایا جاتا - اس استثنا سے مدعا یہ ہے کہ وہ خاندان جو شراب کی تجارت نہیں کرتے، افسران محصول کی دست برد سے محفوظ رہتے ہیں اس لئے کہ ان کا معائنہ اور مواخذہ سخت ناگوار ہوتا ہے - اس کی وجہ سے اس کا باربسا اوقات امیروں پر اتنا نہیں پڑتا جتنا غریبوں پر پڑتا ہے -[۱] امر واقعہ یہ ہے کہ ذاتی استعمال کے لئے تقطیر کاری عام طور پر نہیں کی جاتی، محض گاہے گاہے کی جاتی ہے لیکن دیہات و قریات میں قریب تمام امرا و اکابر اپنے استعمال کے لئے بیر کشید کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض بعض متوسط طبقے کے خاندان بھی یہ کام کرتے ہیں اس لئے کہ ان کی تند و تیز بیر کی لاگت عام کشیدکاروں کی نسبت آٹھ شلنگ فی پیپا کم ہوتی ہے - عام کشیدکاروں کو اس محصول پر نفع بھی لگانا پڑتا ہے جو وہ برداشت کرتے ہیں - اس لئے اس قسم کے خاندانوں کو عام لوگوں کی نسبت یہ بیر نو دس شلنگ فی پیپے کی کمی سے پڑتی ہے

---

۱ طبع اول میں ہے ''تاکہ وہ خاندان جو شراب کی تجارت نہیں کرتے افسران محصول کے معائنے اور مواخذے کے لئے مفتوح نہ ہو جائیں'' -

عام لوگوں کے لئے یہ امر ہر جگہ باعث سہولت ہوتا ہے کہ وہ بیر اور دیگر اقسام کی شراب حسب ضرورت وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی بوزہ‌خانوں اور بیر بھٹیوں سے لیتے رہیں - اسی طرح ذاتی استعمال کے لئے بوزہ جو بھی تیار کی جا سکتی ہے یہ بھی افسران خمریات کے معائینے و مواخذے کی دست برد سے باہر ہے لیکن اس صورت میں خاندان کو بالمقطع سات شلنگ چھ پنس فی کس کے حساب سے محصول دینا پڑتا ہے - سات شلنگ چھ پنس دس بشل بوزہ پر محصول کے برابر ہیں - یہ وہ مقدار ہے کہ ایک ثقہ اور سنجیدہ خاندان کے تمام ارکان کے صرف کے لئے کافی متصور ہوتی ہے اس میں عورتیں، مرد اور بچے بھی شامل ہیں لیکن بڑے گھرانوں اور امرا کے خاندانوں میں مہمانوں کی کثرت ہوتی ہے - ان میں جو کی شراب کی مقدار جو خاندان کے افراد استعمال کرتے ہیں، اس مقدار شراب کا ایک جزو ضعیف ہوتی ہے جو تمام خاندان کے صرف میں آتی ہے - خواہ اس کا باعث یہی صرف و استعمال ہو یا کچھ اور ہو مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ذاتی استعمال و مصارف کے لئے جس قدر کشید کاری عام ہے اس قدر اختمار نہیں ہے - یہ کہنا سخت دشوار ہے کہ اس کی کوئی معقول وجہ موجود ہے کہ ان لوگوں پر اسی قبیل کا کوئی محصول کیوں نہ لگایا جائے جو ذاتی صرف و استعمال کے لئے کشید یا تقطیر کرتے ہیں -

بیان کیا جاتا ہے کہ اگر بوزہ پر اس سے کم محصول لگایا جائے جس قدر اس وقت جو، شرابِ جو اور بیر پر لگایا جاتا ہے تو اس سے مداخل و محاصل میں اضافہ ہو جائے گا -

اس وقت بوزہ پر، بیر پر اور شراب جو پر گراں قدر محصولات عائد کئے جاتے ہیں - اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ اگر جو پر اس سے بہت کم محصول لگایا جائے تو مداخل و محاصل میں اب سے بہت زیادہ اضافہ ہو جائے گا -

محاصل و مداخل کے متعلق فریب و دغا کے جس قدر امکانات و مواقع کشید گھروں اور بیر بھٹیوں میں ھیں اس قدر بوزہ خانوں میں نہیں ھیں اور جو لوگ ذاتی استعمال کے لئے کشید کاری کرتے ھیں وہ جملہ محصولات سے اور تصفیہ محصولات سے مستثنیٰ ھیں لیکن ان کی حالت اس کے برعکس ھے جو ذاتی استعمال کے لئے بوزہ گری اختیار کرتے ھیں۔

اس کے ثبوت میں اعداد و شمار پیش کئے جاتے ھیں۔

لندن کی بیر بھٹی میں ایک کوارٹر بوزہ سے عام طور پر ڈھائی پیپوں سے زیادہ جو کی شراب کشید کی جاتی ھے۔ کبھی کبھی تین پیپے بھی اس سے تیار ھو جاتے ھیں۔ بوزہ پر جو محصول لگایا جاتا ھے اس کی مقدار چھ شلنگ فی کوارٹر ھے اور تند و تیز بیر اور شراب جو پر جو محصول ھے اس کی مقدار آٹھ شلنگ فی پیپا ھے۔ اس لئے بیر سیال کی بیر بھٹی میں بیر پر بوزہ اور شراب پر جو محصولات عائد ھیں ان کی مقدار ایک کوارٹر بوزہ پر چھبیس اور تیس شلنگ کے بین بین ھے۔ دیہاتی بیر بھٹیوں میں بیر عام دیہاتی لوگوں کے استعمال کے لئے تیار کی جاتی ھے۔ ان میں ایک کوارٹر بوزہ سے دو پیپے تیز بیر اور ایک پیپا ھلکی بیر کشید ھوتی ھے۔ اس سے کم کبھی شاذ ھوتی ھے۔ بسا اوقات ڈھائی پیپے تیز بیر تیار ھوتی ھے۔ ھلکی بیر پر مختلف محصولات کی مقدار ایک شلنگ چار پنس فی پیپا ھے اس لئے دیہاتی بیر بھٹیوں میں بوزہ، شراب جو اور بیر پر محصولات کی مقدار ایک بوزے کی تیاری پر تیئس شلنگ چار پنس ھوتی ھے۔ اس سے کم شاذ ھے۔ اکثر اوقات یہ مقدار چھبیس شلنگ ھوتی ھے۔ اس لئے اگر تمام سلطنت برطانیہ کی

اوسط لی جائے تو بوزہ، شراب جو اور بیر پر محصولات کی مقدار ایک کوارٹر جو کی تیاری پر، چوبیس پچیس شلنگ سے کم نکلے گی۔ اگر بوزہ اور شراب جو پر سے تمام محصولات ہٹا لئے جائیں اور محصول جو کو سہ چند کر دیا جائے یعنی ایک کوارٹر جو پر چھ شلنگ کی جگہ اٹھارہ شلنگ کر دئے جائیں تو بیان کیا جاتا ہے کہ صرف اسی سے اس قدر زیادہ محاصل وصول ہوں گے جیسے اس وقت ان تمام گراں قدر محصولات سے ہوتے ہیں۔

	پونڈ	شلنگ	پنس	
۱۷۷۲ء میں قدیم محصول	۷۲۲۰۲۳	۱۱	۱۱	حاصل ہوئے
فاضلات	۳۰۶۷۷۶	۷	۹ ۳/۴	,,
۱۷۷۳ میں، قدیم محصول بوزہ سے	۵۶۱۶۲۷	۳	۷ ۱/۲	,,
فاضلات	۲۷۸۶۵۰	۱۵	۳ ۳/۴	,,
۱۷۷۴ء میں قدیم محصول بوزہ سے	۶۲۴۶۱۴	۱۷	۵ ۳/۴	,,
فاضلات سے	۳۱۰۷۴۵	۲	۸ ۱/۲	,,
۱۷۷۵ء میں قدیم محصول بوزہ سے	۶۵۷۳۰۷	۱	۸ ۱/۴	,,
فاضلات سے	۳۲۳۷۸۵	۱۲	۶ ۱/۴	,,
میزان (۴	۳۸۳۰۵۸۰	۱۲	۳/۴	
چار سالہ اوسط۔	۹۵۸۸۹۵	۳	۳/۱۶	

	پونڈ	شلنگ	پنس	حاصل ہوئے
۱۷۷۲ء میں دیہاتی محصولات چنگی سے	۱۲۴۳۱۲۸	۵	۳	"
لندن کی بیر بھٹی سے	۴۰۸۲۶۰	۷	۲ $\frac{۳}{۴}$	"
۱۷۷۳ء میں دیہاتی محصولات چنگی سے	۱۲۴۵۸۰۸	۳	۳	"
لندن کی بیر بھٹی سے	۴۰۵۴۰۶	۱۷	۱۰ $\frac{۱}{۲}$	"
۱۷۷۴ء میں دیہاتی محصولات چنگی سے	۱۲۴۶۳۷۳	۱۴	۵ $\frac{۱}{۲}$	"
لندن کی بیر بھٹی سے	۳۲۰۶۰۱	۱۸	۰ $\frac{۱}{۴}$	"
۱۷۷۵ء میں دیہاتی محصولات چنگی سے	۱۲۱۴۵۸۳	۶	۱	"
لندن کی بیر بھٹی سے	۴۶۳۶۷۰	۷	$\frac{۱}{۴}$	"
(۴	۶۵۴۷۸۳۲	۱۹	۲ $\frac{۱}{۴}$	

	پونڈ	شلنگ	پنس
چار سالہ اوسط ۔	۱۶۳۶۹۵۸	۴	۹ $\frac{۱}{۲}$
محصولات جو کی اوسط	۹۵۸۸۹۵	۳	$\frac{۳}{۱۶}$
میزان ۔	۲۵۹۵۸۵۳	۷	۹ $\frac{۱۱}{۱۶}$

یہ رقم ہے کہ جملہ محصولات سے وصول ہوتی ہے لیکن محصولات بوزہ کو اگر سہ چند کیا جائے یعنی اگر جو کے ایک کوارٹر پر محصول چھ شلنگ کی جگہ اٹھارہ شلنگ کر دیا جائے تو صرف اسی محصول سے ۲۸۷۶۶۸۵ پونڈ ۔ ۹ شلنگ ۔ $\frac{۹}{۱۶}$ پنس اور جملہ محصولات کی رقم سے بقدر ۲۸۰۸۳۲ پونڈ ۔ ایک شلنگ ۔ ۲ $\frac{۱۴}{۱۶}$ پنس زیادہ ہے ۔

بوزہ کے قدیم محصول میں وہ محصولات بھی شامل ہیں جو شراب سیب اور شیریں تیز بیر پر لگائے جاتے ہیں ۔ ان کا تدارک ان محصولات سے ہوتا ہے۔ جو دیہات میں شراب سیب ' عصیر ' خضرا سرکہ اور شراب العسل پر لگائے جاتے ہیں ۔

شراب سیب کی ایک خوک سر یا پانچ منے پر چار شلنگ محصول ہے ۔ اسی طرح شیریں تیز بیر کے ایک پیپے پر دس شلنگ محصول ہے اور یہ دونوں محصول اس محصول میں شامل ہیں جو پہلے بوزے پر لگایا جاتا تھا ۔ ۱۷۷۴ء میں سیب کی شراب سے جو محصول حاصل ہوتا تھا اس کی مقدار صرف تین ہزار تراسی پونڈ چھ شلنگ اور آٹھ پنس تھی ۔ غالباً یہ مقدار معمولی مقدار سے قدرے کم تھی اس لئے کہ اس شراب سیب سے جس قدر محصول وصول ہوئے تھے وہ معمولی سے کم تھے ۔ اگرچہ شیریں تیز بیر پر محصول بہت زیادہ شرح سے لگایا گیا تھا مگر وہ کچھ زیادہ حاصل خیز نہ تھا اس لئے کہ اس شراب کا مصرف کچھ زیادہ نہ تھا ۔ لیکن ان دونوں محصولات کی معمولی مقدار کا توازن برقرار رکھنے کے لئے (۱) دیہاتی محصولات چنگی میں وہ قدیم محصول شامل کرنا پڑا جو پہلے شراب سیب پر بحساب چھ شلنگ آٹھ پنس فی خوک سر یا فی ہاگزہیڈ لگایا جاتا تھا (۲) اسی طرح عصیر خضرا پر بحساب چھ شلنگ آٹھ پنس فی خوک سر محصول عائد کیا جاتا تھا ۔ (۳) ان کے علاوہ سرکے پر بحساب آٹھ شلنگ اور نو پنس فی خوک سر لگایا جاتا تھا ۔ (۴) ان سب کے علاوہ شراب العسل پر گیارہ پنس فی گیلن کے حساب سے محصول لیا جاتا تھا ۔ ان محصولات سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے ۔ وہ غالباً اس محصول کے تدارک کے لئے کافی ہے ۔ جو شراب سیب اور شیر تیز بیر پر لگایا جاتا ہے اور جس کا نام سالانہ محصول بوزہ رکھا جاتا ہے ۔

اگر بوزے کے محصول میں اضافہ کر دیا جائے گا تو ان شرابوں اور روحی سیالات کے محصولات پر کمی کرنی مناسب ہو گی جو جو سے بنتی ہیں۔

بوزہ بیر بھٹیوں اور بیر خانوں میں صرف ہوتا ہے ان کے علاوہ گھٹیا شرابوں اور دیگر روحی سیالوں میں بھی برتا جاتا ہے اگر محصول جو کی مقدار بڑھا کر اٹھارہ شلنگ فی کوارٹر کر دی جائے تو ان دیگر محصولات میں تخفیف ضروری ہو جائے گی جو گھٹیا شرابوں کی خاص، خاص قسموں اور روحی سیالوں پر مشخص کئے جاتے ہیں کیونکہ ان کی تیاری میں جو صرف ہوتے ہیں۔ کچھ روحی سیالات ہیں کہ سیالات شعیر کہلاتے ہیں۔ ان میں بوزہ ایک تہائی کے برابر ہوتا ہے دیگر دو تہائی حصے میں جو ہوتے ہیں یا ایک تہائی جو اور ایک تہائی گیہوں ہوتے ہیں۔ سیالات شعیری کی تقطیر گاہوں ہیں محصول ماری کی بہت تحریص ہوتی ہے اور اس کے موقعے بھی بہت ملتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں کشید گھروں اور بوزہ خانوں مین اتنی زیادہ نہیں ہو سکتیں۔ محصول ماری کے موقعے تو اس سے ملتے ہیں کہ محصول اشیا کا حجم تو کم ہوتا ہے اور قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے اور تحریص اس واسطے ہوتی ہے کہ شرح محصول بہت زیادہ ہے۔ یہ شرح سیالات روحی پر تین شلنگ دس پنس اور کچھ کم تین فاردنگ فی گیلن تھی۔[۱] اگر بوزہ گری

---

۱ اگرچہ اس محصول کی مقدار جو معیاری سیالات روحی پر بلا واسطہ تشخیص کیا جاتا تھا صرف دو شلنگ چھ پنس تھا لیکن جب اس رقم کا اضافۂ اس محصول پر ہوتا تھا جو ادنیٰ اقسام شراب پر لگایا جاتا تھا جن سے یہ تیار ہوتی ہیں تو اس کی میزان تین شلنگ دس پنس اور کچھ کم تین فاردنگ ہو جاتی ہے اب ادنیٰ قسم کی شرابوں اور معیاری روحی

پر محصول کی مقدار بڑھا دی جائے اور تقطیر پر گھٹا دی جائے تو محصول ماری کی تحریص و ترغیب میں کمی واقع ہو جائے گی اور اس کے موقعے بھی کم رہ جائیں گے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ مداخل و محاصل میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔

لیکن اس حد تک نہ کیا جائے کہ روحی سیالات کی قیمت گھٹ جائے۔

گزشتہ چند روز سے برطانیہ کا رویہ یہ ہے کہ روحی سیالات کے صرف کی تحریص کم کی جائے اس لئے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مضر صحت اور مخرب اخلاق ہیں اس لئے اس روئیے کی رو سے تقطیر گاہوں کے محصولات میں اس حد تک تخفیف نہ ہونی چاہئے کہ کسی حیثیت سے ان سیالات کی قیمت کم ہو جائے۔ لازم ہے کہ روحی سیالات اس قدر گراں رہیں جس قدر حیز امکان میں ہے۔ ان کے برخلاف بیر اور جو کی شراب خوشگوار اور قوت بخش ہیں اس لئے ان کی قیمت میں معتدبہ کمی ہونی چاہئے۔ اس صورت میں عامۃ الناس کا بار بھی ہلکا ہو سکتا ہے اور محاصل سرکار میں بھی کافی اضافہ ہو سکتا ہے۔ آج کل لوگوں کو بار محصول کی عام شکایت ہے۔

سیالوں پر اس شرح سے محصول تجویز کیا جاتا ہے جس کا اندازہ ادنٰی درجے کے سیالات سے لگایا جاتا ہے اور یہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ دغا و فریب کا انسداد ہو سکے یہ نوٹ پہلی بار طبع سوم کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ طبع دوم میں تین شلنگ دس پنس اور کچھ کم تین فاردنگ کی جگہ دو شلنگ چھ پنس ہے۔

ڈاکٹر دیونٹ کا اعتراض ہے کہ بوزہ گروں کے منافع پر محصول ناروا ہے۔ اس سے جو خیز اراضیات کے لگان اور منافع میں کمی ہو جائے گی۔

اس نظام محصولات چنگی پر ڈاکٹر دیونٹ کے اعتراضات بے بنیاد معلوم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر مذکور کا بیان ہے کہ موجودہ صورت میں اس محصول کا بار بوزہ گروں، کشید کاروں اور خردہ فروشوں کے منافع پر برابر پڑتا ہے۔ اگر اس کے خلاف کیا جائے گا تو اس کا تمام بار بوزہ گروں کے منافع پر پڑ جائے گا اور بوزہ گر کشید کار اور خردہ فروش اپنی اپنی اشیا کی قیمت زیادہ کر دیں گے لیکن کشید کار اور خردہ فروش اپنی اپنی شرابوں کی قیمت کے اضافے میں سے اس محصول کی مقدار آسانی سے واپس حاصل کر لیں گے مگر بوزہ گر اپنی بوزے کی قیمت کے اضافے میں سے اس محصول کی بازیابی سہولت سے نہ کر سکیں گے اور اگر بوزے پر گراں شرح سے محصول لگایا جائے گا تو جو خیز اراضیات کے لگان اور منافع میں کمی پڑ جائے گی۔[۱]

---

۱ ملاحظہ ہو سیاسی وتجارتی تصنیفات از سرچارلس وٹ ورتھ۔ مطبوعہ ۱۷۷۱ء۔ جلد اول صفحات ۲۲۲ اور ۲۲۳۔ لیکن ڈاکٹر دیونینٹ اس محصول کے اثرات کو صرف بوزہ کاروں، کشید کاروں اور خردہ فروشوں تک محدود نہیں کرتے۔ ان کا بیان ہے کہ جو محصول بہ ظاہر بوزے پر معلوم ہوتا ہے وہ تمام و کمال بوزے پر نہیں پڑتا اگرچہ عوام الناس یہی سمجھتے ہیں۔ خزانۂ شاہی تک پہنچنے سے پہلے اس کی ادائگی میں اکثر لوگ حصہ لیتے ہیں۔ اس میں سب سے پہلے زمیندار شریک ہوتا ہے کیونکہ اس کو اس محصول کی وجہ سے اپنی جو خیز اراضی کم لگان پر

لیکن اس تبدیلی سے مشروبات بوزہ ارزاں ہو جائیں گی اور اس امر کا امکان ہو جائے گا کہ ان کے صرف میں اضافہ ہو جائے۔

کوئی محصول کسی خاص پیشے میں شرح منافع کو کم نہیں کر سکتا اور اگر کرتا بھی ہے تو کسی معتدبہ عرصے کے لئے نہیں کرتا۔ ہر پیشے میں شرح منافع ہمیشہ ان پیشوں کے دوش بدوش رہتی ہے جو اس نواح میں رائج ہوتے ہیں۔ اس وقت بوزہ، بیر اور شراب جو پر جو محصولات ہیں وہ ان لوگوں کے منافع پر اثر انداز نہیں ہیں جو ان پیشوں میں مشغول ہیں۔

دینی پڑتی ہے اس میں دوسرا نمبر مزارع کا ہے اسی محصول کے باعث وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے جو ارزاں قیمت پر فروخت کرے اس کے بعد بوزہ گر کا نمبر آتا ہے اسی محصول کی بدولت اس کو بوزے کی قیمت میں کمی کرنی پڑتی ہے یا اس کو بے کم و کاست رکھنی پڑتی ہے۔ اسی طرح اور اسی نسبت سے یہ محصول ہاپ فروشوں، پیپہ سازوں کوئلہ نکالنے والوں اور دیگر پیشہ وروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے جو اس جنس کی خرید و فروخت سے تعلق رکھتے ہیں اسی طرح خردہ فروش اور کشید کار بھی اس کی ادائگی میں حصہ لیتے ہیں۔ اس محصول کی وجہ سے ان کے منافعے میں لازمی طور پر کمی پڑ جاتی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے اخیر نمبر صارفوں اور خریداروں کا ہے۔ اس کا بار سب سے زیادہ انھیں پر پڑتا ہے۔ اگر اس کا تمام بار بوزہ گروں پر ڈال دیا جائے گا تو یہ امر اس کے لئے دشوار ہوگا کہ بوزے کی قیمت میں اضافہ کر سکے اس لئے کہ یہ جنس پہلے ہی کافی گراں ہے اس پر پورے ایک تہائی پنس کا اضافہ ایک دم کر دینا محال ہے اس لئے وہ مجبور ہے کہ اس کا بیشتر حصہ برداشت کرے یا زراعت کار کو جو کے دام دے اور اس طرح اس بار کو زراعت کی طرف منتقل کر دے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو انگلستان کی اراضیات پر بلا واسطہ محصول لگا دیتا ہے۔

یہ سب تاجران محصولات کو واپس لیتے ہیں اور ان پر منافع بھی لگاتے ہیں اس لئے کہ یہ تاجر اپنی اشیا کی قیمتیں گراں کر دیتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جس جنس پر محصول لگایا جاتا ہے۔ اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور اس کا صرف گھٹ جاتا ہے لیکن بوزے کا استعمال مشروبات بوزہ تک محدود ہے اس لئے اگر بوزے پر اٹھارہ شلنگ فی کوارٹر کے حساب سے محصول لگایا جائے تو ان مشروبات کی قیمتیں ان سے زیادہ گراں نہ ہوں گی جتنی موجودہ محصولات سے ہوتی ہیں جو اس وقت چوبیس پچیس شلنگ فی کواٹر تک پہنچتے ہیں۔ اس کے برعکس گمان غالب ہے کہ یہ مشروبات ارزاں تر ہو جائیں گی اور ان کا صرف و استعمال کم نہ ہوگا بلکہ زیادہ ہو جائے گا۔

اور بوزہ گر کے لئے اٹھارہ شلنگ کی باز یابی ایسی سہل ہوگی جیسی اس وقت کشید کار کے لئے چوبیس شلنگ یا تیس شلنگ کی باز یابی ہے البتہ اس کو ادائے محصول کے لئے زیادہ مہلت دی جائے

اس امر کا سمجھنا کوئی آسان کام نہیں ہے کہ اگر بوزہ کار اپنی اشیا کی قیمت میں اضافہ کرے تو اس کے لئے اٹھارہ شلنگ کی باز یابی اس سے زیادہ دشوار کیوں ہوگی جس قدر چوبیس پچیس شلنگ اور کبھی کبھی تیس شلنگ کی باز یابی اس وقت کشید کار کے لئے دشوار ہے البتہ بوزہ کار کو چھ شلنگ محصول کی جگہ اٹھارہ شلنگ فی کوارٹر کے حساب سے پہلے اپنی جیب سے محصول دینا پڑے گا۔ لیکن اس وقت کشید کار کو بھی چوبیس پچیس اور کبھی کبھی تیس شلنگ فی کوارٹر کے حساب سے محصول پہلے اپنی جیب سے ادا کرنا پڑتا ہے اس لئے بوزہ گر کے لئے کم شرح سے محصول ادا کرنا ہوتا ہے۔ کشید کار وہ

کو بسا اوقات اپنے شراب کے گوداموں میں بیر اور شراب جو کے ذخائر رکھنے پڑتے ہیں مگر بوزہ گروں کو اپنے گوداموں مین اتنے زیادہ ذخائر نہیں رکھنے پڑتے کہ ان کی فروخت کے لئے زمانہ دراز مطلوب ہو۔ لہذا بوزہ گروں کے لئے صرف کردہ رقوم کی بازیابی ایسی سہل ہے جیسی کشید کاروں کے لئے آسان ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ زیادہ شرح سے محصول ادا کرنا بوزہ گروں کے لئے کچھ نہ کچھ دقت کا باعث ضرور ہے۔ اس کے تدارک کی یہ صورت ہے کہ ان کو ادائے محصول کے لئے اس سے چند مہینے زیادہ کی مہلت دی جائے، جو عام طور پر بوزہ گروں کو دی جاتی ہے۔ اس سے آسانی سے اس تکلیف کا علاج ہو جائے گا۔

جب جو کے صرف میں کمی نہ ہوگی تو جو خیز زمینوں کے لگان اور منافع میں بھی کمی نہ ہوگی۔

جن علل و اسباب سے جو کی مانگ میں کمی نہیں پڑتی ان سے جو خیز زمینوں کے لگان اور منافع میں بھی کمی نہیں پڑتی۔ لیکن نظام محصول میں اگر تبدیلی کر دی جائے اور ایک کوارٹر بوزے کا محصول چوبیس پچیس شلنگ سے گھٹا کر اٹھارہ شلنگ کر دیا جائے تو اس امر کا امکان زیادہ ہے کہ مانگ میں اضافہ ہو جائے۔ یہ امکان نہیں ہے کہ مانگ میں کمی پڑ جائے۔ اس کے علاوہ یہ بھی لازم ہے کہ جو خیز اراضیات کا لگان اور منافع وہی رہے جو اور اراضیات کا رہتا ہے جو زرخیزی میں اس کے برابر ہوتی ہیں اور جن کی زراعت اور کشت کاری میں بھی اس کے برابر محنت اور توجہ صرف کی جاتی ہے۔ اگر ان میں کمی واقع ہوگی تو جو خیز اراضیات کا ایک حصہ جو کی

کاشت میں سے منہا کر لیا جائے گا اور کسی اور کام میں لایا
جائے گا اور اگر ان میں اضافہ ہو جائے گا تو دیگر اراضیات کا
ایک حصہ نکالا جائے گا اور جو کی کاشت میں لگا دیا جائے گا
جب کسی خاص پیداوار کی قیمت اجارہ دارانہ قیمت ہوتی ہے
تو اس پر جو محصول لگایا جاتا ہے وہ لازمی طور پر اس اراضی
کے لگان اور منافع میں کمی کر دیتا ہے جس سے وہ پیداوار
حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً ایک گراں بہا تاکستان ہے مگر اس کی
تیار کردہ شرابوں کی طلب موثرہ اس قدر گر جاتی ہے کہ اس
کی پیداوار کی قیمت گرد و نواح کی اراضیات کی پیداوار سے اس
قدرتی تناسب سے زیادہ ہو جاتی ہے جو گرد و نواح کی ان اراضیات
سے حاصل ہوتی ہے جو زر خیزی میں اس کے برابر ہوتی ہیں
اور جن کی فلاحت و کشتکاری پر اتنی محنت اور توجہ کی جاتی
ہے۔ اب اس تاکستان پر ایک گونہ محصول لگا دیا جاتا ہے۔
نتیجہ یہ ہوگا کہ اس گراں بہا تاکستان کے لگان اور منافع
میں کمی پڑ جائے گی۔ شرابوں کی قیمت پہلے ہی اتنی زیادہ ہے
جتنی اس مقدار سے حاصل ہو سکتی ہے جو بازار میں بھیجی جاتی
ہے۔ اس سے زیادہ کا حصول محال ہے۔ اب اس قیمت میں کسی
قسم کا اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اگر اس میں کچھ اضافہ کیا جائے گا
تو اس مقدار میں کمی پڑ جائے گی جو بازار میں بھیجی جاتی
ہے اور اگر اس مقدار میں کمی کی جاتی ہے تو اور بھی زیادہ
نقصان رساں ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ ان اراضیات سے کوئی
اور کام نہیں لیا جا سکتا جو حاصل خیزی میں اس کے برابر
گرانقدر ہو۔ اندریں حالات اس محصول کا تمام بار لگان اور منافع
پر پڑے گا اور ان میں بھی تاکستان کے لگان پر اس کا اثر

زیادہ ہوگا۔ جب کبھی یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ شکر پر محصول
لگایا جائے تو ہمارے شکر ساز لوگ شکایت کرتے ہیں کہ اس
محصول کا تمام بار شکر سازوں پر پڑتا ہے صارفوں اور خریداروں
پر کچھ نہیں پڑتا ۔ یہ لوگ کبھی اس قابل نہیں ہوتے کہ شکر
کی قیمت میں اضافہ کر دیں اور اس کو محصول کے بعد اس سے
زیادہ کر دیں جتنی وہ محصول سے پہلے تھی ۔ معلوم ہوتا ہے
تشخیص محصول سے پہلے جو قیمت تھی وہ اجارہ دارانہ قیمت
تھی ۔ یہ لوگ یہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ شکر پر یہ محصول
نا مناسب ہے مگر اسی استدلال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ
محصول جائز اور مناسب ہے ۔ اجارہ داروں کے منافع پر جو محصول
لگایا جایا ہے وہ نہایت موزوں اور مناسب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ منافع
تشخیص ہو سکتے ہوں ۔ لیکن جو کی معمولی قیمت کبھی
اجارہ دارانہ قیمت نہیں ہوتی اور جو خیز اراضیات سے جو
لگان اور منافع حاصل ہوتا ہے وہ اسی شرح سے ہوتا ہے
جو دیگر سیر حاصل اور عمدہ اراضیات کی قدرتی شرح ہے ۔ اس
سے زیادہ کبھی نہیں ہوا ۔ بوزہ و بیر اور شراب جو قابل
محصول ہیں ان پر گوناگوں محصول لگائے جاتے ہیں لیکن ان
کی وجہ سے جو کی قیمت میں کبھی کمی نہیں ہوتی ۔ اسی طرح
جو خیر اراضیات کے لگان اور منافع میں بھی کبھی کمی نہیں پڑی۔
جس نسبت سے بوزے پر محصول لگایا جاتا ہے اسی نسبت سے
بوزے کی اس قیمت میں مستقل اضافہ رونما ہو جاتا ہے جو
بوزہ گر کو ادا کرنی پڑتی ہے ۔ ان کے باعث بیر اور شراب
جو کے دیگر محصولات کے باعث اس قیمت میں بھی مستقل اضافہ
ہوتا ہے جو صارفوں کو دینی پڑتی ہیں یا باالفاظ دیگر ان

اشیا کے وصف و خوبی میں کمی واقع ہو جاتی ہے - لہذا ان محصولات کی ادائگی کا بار بالآخر صارفوں اور خریداروں پر پڑتا ہے اشیا سازوں پر نہیں پڑتا -

جن لوگوں کو نقصان ہوتا ہے وہ صرف وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے ذاتی صرف کے لئے شراب کشید کرتے ہیں -

اس نظام کی تبدیلی اور اس تجویز کی ترویج سے جن لوگوں کو نقصان ہو سکتا ہے وہ صرف وہ لوگ ہیں جو محض اپنے ذاتی مصارف کے لئے شراب کشید کرتے ہیں - لیکن طبقات اعلیٰ کے ارکان ادائے محصول سے بالاتر ہیں اور طبقات ادنیٰ کے افراد کو اور غریب اجیروں اور کاریگروں کو گراں بار محصولات ادا کرنے پڑتے ہیں لہذا یہ محصولات سر تا سر غیر منصفانہ اور نشیب و فراز کا آئینہ ہیں اور اس لئے قابل تنسیخ ہیں اگرچہ اس قسم کی تبدیلی کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئی - اس وقت تک جو چیز نظام کی اس تبدیلی کی راہ میں حائل رہی ، غالباً طبقات اعلیٰ کے مفاد کی نگہداشت تھی ورنہ نظام کی اس تبدیلی کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک تو سرکاری مداخل و محاصل میں اضافہ ہو جاتا دوسری طرف عامۃ الناس کی دادرسی اور چارہ سازی ہو جاتی -

بعض مال ایسا ہوتا ہے کہ اس کو جگہ جگہ لے جانا لازم ہوتا ہے اس پر محصول راہ داری لگایا جاتا ہے تو قیمتوں پر نابرابر اثر کرتا ہے -

مندرجۂ بالا سطور میں محصولات درآمد و برآمد اور محصولات چنگی کا بیان ہوچکا ہے - ان کے علاوہ اور بھی چند محصولات ہیں کہ قیمت اشیا پر بالواسطہ اور نابرابر اثر کرتے ہیں اور ان سے زیادہ کرتے ہیں - انہیں میں سے وہ محصولات ہیں جن کو فرانس

میں محصولات شوارع کہتے ھیں - یہ وھی محصول ھیں کہ قدیم
سیکسنی دور میں محصولات راہ داری کے لئے تھے - معلوم ھوتا
ھے کہ ان کی ترویج میں وھی اغراض و مقاصد کار فرما تھے
جو محصولات چوکیداری کی تہ میں کار فرما تھے یا ان محصولات
کی تہ میں تھے جو نہروں اور قابل عبور دریاؤں پر سڑکوں
اور نہروں کی حفاظت کے لئے لگائے جاتے تھے - اس قبیل کے محصولات
جب ان اغراض و مقاصد کے لئے لگائے جاتے ھیں تو حجم اور
وزن کے اعتبار سے لگائے جاتے ھیں اور ان کے لگانے کا احسن طریقہ
بھی یہی ھے - ابتدا ابتدا میں یہ محصول مقامی اور صوبائی تھے اور
محض مقامی اور صوبائی اغراض و مقاصد کے لئے استعمال کئے جاتے
تھے - اکثر و بیشتر حالات میں ان کے انتظام و انصرام کا بار
ان قصبوں اور علاقوں کے حاکموں کے ھاتھ میں ھوتا تھا
جہاں یہ لگائے جاتے تھے اور یہی فرقے تھے کہ ان کی تشخیص
و تجویز کے ذمہ دار گنے جاتے تھے - تاجداران ممالک کسی کے
رو برو جواب دہ اور قابل محاسبہ نہیں ھوتے - لیکن اکثر ملکوں
میں انھیں تاجدران ممالک نے ان محصولات کے انتظام و انصرام
کو اپنے ھاتھ میں لے لیا ھے - اکثر حالتوں میں تاجداران ممالک
اس قسم کے محصولات مین بہت کچھ اضافہ کر دیتے ھیں مگر
بیشتر حالات میں ان کے اطلاق کی طرف سے غفلت برتتے ھیں -
اگر کسی وقت برطانیہ کے محصولات راہ داری کا شمار حکومت
کے ذرائع آمدنی میں ھو گیا تو ھمیں معلوم ھے کہ اس کا نتیجہ
کیا ھوگا - اس باب میں اکثر اقوام کی تاریخ نظیر کا کام دیتی
ھے - اس امر میں سرموشبہ کی گنجائش نہیں کہ ان محصولات
راہ داری کا بار صارفوں پر پڑتا ھے - لیکن ان پر ان محصولات

کا بار ان کے متناسب نہیں ہوتا اور نہ یہ بار مال کی قدر و قیمت کے متناسب ہوتا ہے بلکہ اس کے حجم اور وزن کے متناسب ہوتا ہے اور جب اس قسم کے محصولات کی تشخیص مال کے حجم اور وزن کے تناسب سے بھی نہیں ہوتی بلکہ مال کی مفروضہ قدر و قیمت کے تناسب سے ہوتی ہے تو یہ محصولات ایک گونہ محصول در آمد و برآمد یا ایک گونہ محصول چنگی بن جاتے ہیں اور ملک کی اندرونی تجارت میں رکاوٹیں پیدا کر دیتے ہیں حالانکہ اندرونی تجارت نہایت اہم اور ضروری تجارت ہوتی ہے -

بعض ملکوں میں غیر ملکی مال پر عبوری محصول لگایا جاتا ہے -

بعض بعض چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں اس مال پر جو وہاں سے گزرتا ہے ایسے محصولات عائد کئے جاتے ہیں جیسے محصولات راہ داری یا عبوری ہوتے ہیں خواہ یہ مال خشکی کی راہ سے ایک غیر ملک سے دوسرے میں لے جایا جائے یا تری کے رستے سے بھیجا جائے اس قبیل کی بعض چھوٹی چھوٹی ریاستیں دریائے پو کے یا اس کے معاونوں کے کناروں پر واقع ہیں - ان ریاستوں کو اس قسم کے محصولات سے کچھ مداخل حاصل ہو جاتے ہیں - ان محصولات کی ادائگی کا تمام بار غیر ملکی لوگوں پر پڑتا ہے اور شاید یہی محصولات ہیں کہ ایک ریاست کسی غیر ریاست کے باشندوں پر بلا تکلف لگا سکتی ہے ورنہ اور جو کوئی محصول لگایا جاتا ہے اس سے کچھ اس ریاست کی صنعت و تجارت میں مزاحمت ہوتی ہے- محصولات عبوری سب سے اہم اور معرکۃ الآرا وہ محصولات ہیں کہ شاہ ڈنمارک کی طرف سے

ان تجارتی جہازوں پر لگائے جاتے ہیں جو آبنائے ڈنمارک سے گزرتے تھے۔

سامان تعیش پر جو محصولات لگائے جاتے ہیں ان کا بار مالکان غیر حاضر پر نہیں پڑتا ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ یہ محصولات رضا کارانہ ادا کئے جاتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ان کی تشخیص متناسب ہے۔

اشیائے درآمدہ و برآمدہ پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس میں بیشتر حصے کا تمام[1] بار غیر امتیازی طور پر مداخل و محاصل کے ہر شعبے پر پڑتا ہے اور محصولات بالآخر اور بلا معاوضہ ان لوگوں کی طرف سے ادا کئے جاتے ہیں جو اشیائے محصول کو استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ان کا بار یکساں نہیں پڑتا۔ یعنی یہ محصولات ہر شخص کے تناسب سے نہیں ہوتے۔ بعینہ یہی حالت ان محصولات کی ہے جو سامان تعیش پر تشخیص کئے جاتے ہیں۔ ہر شخص کے صرف و اخراجات کا انحصار اس کے طبعی اقتضا پر ہے۔ لہذا ہر شخص جو محصول ادا کرتا ہے وہ اپنی آمدنی کے تناسب سے نہیں کرتا۔ مُبذّر اور فضول خرچ لوگ زیادہ محصول ادا کرتے ہیں۔ جزرس اور کفایت شعار لوگ اپنی آمدنی کے تناسب سے کم محصول دیتے ہیں۔ جب تک کوئی صاحب مال کثیر نا بالغ رہتا ہے وہ نہایت کم محصول دیتا ہے اس لئے کہ اس کے مصارف و اخراجات بہت کم ہوتے ہیں اور اس ریاست کی امداد و اعانت میں کم حصہ لیتا ہے جس کی حفاظت اور نگہداشت کے طفیل اسے اس قدر مداخل حاصل ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اس ملک میں اقامت

---

[1] طبع اول میں "تمام" نہیں ہے۔

نہیں رکھتے جہاں ان کے مداخل و محاصل کے ذرائع واقع ہوتے
ہیں بلکہ اور ملکوں میں رہتے ہیں - یہ لوگ اس ملک کا صرف
نہیں کرتے اور اس ملک کی حکومت کی اعانت و امداد میں
حصہ نہیں لیتے جس پر ان کی آمدنی کا انحصار ہے - اگر ایسے
ملک میں محصول اراضی نہ ہو یا جائداد منقولہ و غیر منقولہ
کے انتقال پر معتدبہ محصول نہ ہو جیسا کہ ایرستان میں ہے
تو اس قسم کے مالکان غیر حاضر اس حکومت کی حفاظت و
نگہداشت سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جس کی اعانت و
امداد کے لئے وہ ایک شلنگ بھی صرف نہیں کرتے - اس قسم
کی عدم مساوات ان مالکوں میں خاص طور پر دیکھی جاتی ہے
جن کی حکومت کسی نہ کسی اعتبار سے دوسری حکومت کے ماتحت
اور دست نگر ہوتی ہے - ایسی حالت میں بڑی بڑی جائدادوں
والے لوگ ماتحت ملک میں رہنا پسند نہیں کرتے ہیں ، بلکہ
حکمران ملک میں جابستے ہیں - ایرستان بالکل اس حالت میں ہے
اس لئے اس امر میں حیرت و استعجاب کی کوئی بات نہیں ہے
کہ اس ملک میں یہ تجویز ہر دل عزیز ہے کہ مالکان غیر حاضر
پر محصول لگایا جائے لیکن اس امر کا تعین قدرے دشوار ہے -
کہ غیر حاضری کی نوعیت کیا ہونی چاہے اور کتنی مدت کے
بعد محصول لگنا چاہئے یا ٹھیک ٹھیک اس کا آغاز کس وقت
ہونا چاہئے اور یہ کب ختم ہونا لازم ہے - بہر کیف یہ تو
ایک مخصوص حالت ہے اگر اس سے قطع نظر کر لی جائے تو
ان محصولات کی رو سے جو انفرادی عدم مساوات پیدا ہو جاتی
ہے اس کی تلافی انہیں حالات سے ہوتی ہے جس سے وہ عدم مساوات
پیدا ہوتی ہے اور وہ حالات یہی ہیں کہ ہر فرد ان محصولات

کو بہ رضا و رغبت رضا کارانہ طور پر ادا کرتا ہے۔ یہ امر سر تا سر اس کے حیز اختیار میں ہے کہ اشیائے محصولہ کا استعمال کرے یا نہ کرے۔ جہاں اس قسم کے محصولات مناسب اشیا پر لگائے جاتے ہیں اور ان کی تشخیص و تجویز میں احتیاط برتی جاتی ہے تو لوگ ان کے ادا کرنے میں اس قدر ناگوارائی محسوس نہیں کرتے جس قدر اور محصولات کی ادائگی سے محسوس کرتے ہیں۔ جب یہ محصولات صناعوں یا تاجروں کی طرف سے ادا کئے جاتے ہیں تو صارف اور خریدار جن پر ان کا بار سب سے اخیر میں پڑتا ہے اپنی غلطی سے قیمت اشیا کا ایک جزو سمجھ لیتے ہیں اور اس حقیقت کو بالکل بھول جاتے ہیں کہ ہم محصول ادا کر رہے ہیں۔

ان میں تیقن بھی ہوتا ہے۔ | اس قسم کے محصولات یا تو بالکل یقینی ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں یعنی ان کی تشخیص و تجویز اس انداز سے کی جا سکتی ہے کہ ان میں رقوم محصول اور وقت ادائے محصول کے متعلق کسی قسم کے شکوک و شبہات کی گنجائش باقی نہیں رہنے پاتی۔ بہ الفاظ دیگر جہاں تک مقدار محصول اور ادائے محصول کا تعلق ہے یہ بالکل غیر مشکوک ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی برطانیہ میں محصولات درآمد و برآمد کے باب میں یا دیگر ممالک میں اسی قبیل کے دیگر محصولات کے باب میں کسی طرح کا عدم تیقن پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ عدم تیقن کسی حالت میں بھی ان محصولات کی نوعیت کی وجہ سے نہیں پیدا ہو سکتا ہے بلکہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ قانون متعلقہ کا اظہار صحیح صحیح اور جچے

تلے لفظوں میں نہیں ہوتا یا اس کی تدوین میں مہارت اور کاردانی کا فقدان ہوتا ہے۔

اور ان کی ادائگی میں سہولت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔	سامان تعیش پر جو محصولات تجویز کئے جاتے ہیں وہ عموماً تھوڑے تھوڑے ادا کئے جاتے ہیں اور ہمیشہ

تھوڑے تھوڑے ادا ہو سکتے ہیں یعنی یہ محصولات اس نسبت سے ادا کئے جاتے ہیں جس نسبت سے صارفوں اور خریداروں کو اشیائے محصولہ کے خریدنے کے موقع پر پیش آئے ہیں۔ جہاں تک ان محصولات کی ادائگی کے اوقات و انداز کا تعلق ہے یہ جملہ محصولات کی نسبت سہل و آسان ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ تشخیص محصولات کے بڑے بڑے اصول چار ہیں۔ یہ محصولات ان میں سے من حیث الکل تین اصولوں کے معیار پر اس قدر پورے اترتے ہیں جس قدر اور محصولات اترتے ہیں لیکن چوتھے اصول پر پورے نہیں اترتے۔ اس اور ان میں ہر اعتبار سے تضاد ہے۔

ان کے ذریعے رعایا سے اس سے کہیں زیادہ وصول کیا جاتا ہے جتنا خزانۂ شاہی میں داخل کیا جاتا ہے۔	ان محصولات کے ذریعے رعایا سے ہمیشہ اس سے زیادہ وصول کیا جاتا ہے جتنا خزانۂ شاہی مین داخل کیا جاتا ہے یا جتنا کچھ خرانۂ شاہی میں

داخل کیا جاتا ہے اس بہت بڑی رقم سے رعایا کو محروم رکھا جاتا ہے۔ اس باب میں کوئی محصول ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایسا کرنے کے چار طریقے ممکن ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اس مقصد کے حصول میں ان چاروں سے کام لیا جاتا ہے۔

محصولات درآمد و برآمد سے اور محصول چنگی سے جو کچھ وصول ہوتا ہے اس کا کثیر حصہ افسران محصولات کی تنخواہ اور بالائی یافت پر صرف ہو جاتا ہے۔

اگر ان محصولات کی تشخیص و تجویز میں خرم و احتیاط سے بھی کام لیا جائے تو بھی ان کی وصول یابی کے لئے محصول خانوں اور چنگی کے افسروں کی تعداد کثیر مطلوب ہوتی ہے۔ ان کی تنخواہ اور بالائی یافت رعایا پر اصل معنوں میں ایک گونہ محصول ہوتا ہے۔ اندریں حالات خزانۂ شاہی میں کچھ داخل نہیں ہوتا البتہ اتنی بات ضرور قابل تسلیم ہے کہ برطانیہ میں یہ اخراجات اکثر ملکوں کی نسبت زیادہ اعتدال اور میانہ روی پر مبنی ہیں۔ سال مختتمہ ہ جولائی ۱۷۷۵ء میں محصولات کی کل آمدنی جو محکمہ محصولات کے افسران اور عہدہ داروں کے انتظام و انصرام سے وصول ہوئی تھی، پچپن لاکھ سات ہزار تین سو آٹھ پونڈ اٹھارہ شلنگ اور سوا آٹھ پنس تھی۔ ۱ محصول کی یہ مقدار ساڑھے پانچ فیصدی سے کچھ زیادہ شرح سے تشخیص کی گئی تھی۔ اس کل آمدنی میں سے وہ رقوم واجب منہائی تھیں جو سرکاری مالی امداد کے طور پر دی گئی تھیں یا قابل چنگی مال کی برآمد پر بطریق واپسی دی گئی تھیں۔ ان منہائیوں کے بعد اس خالص آمدنی کی مقدار پچاس لاکھ پونڈ سے کم رہ گئی تھی۔۲

---

۱ طبع اول میں ہے چون لاکھ اناسی ہزار چھ سو پچانوے پونڈ سات شلنگ دس پنس۔

۲ تمام اخراجات اور بھتے کی منہائی کے بعد اس سال کی خالص آمدنی کی مقدار انتچاس لاکھ پچھتر ہزار چھ سو باون پونڈ انیس شلنگ اور چھ پنس تھی یہ نوٹ پہلی بار طبع دوم میں شامل کیا گیا تھا۔

محصول نمک بھی ایک گونہ محصول چنگی ہے مگر اس کا انتظام و انصرام ایک جماعت کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں اور بھی مصارف و اخراجات کا سامنا ہوتا ہے۔ محصولات درآمد و برآمد کی خالص آمدنی کی مقدار پچیس لاکھ پونڈ تک نہیں پہنچتی مگر ان کی وصول یابی پر دس فیصدی سے زیادہ خرچ آتا ہے جو تنخواہوں اور دیگر عارضی بھتوں پر صرف ہوتا ہے۔ لیکن محکمۂ محصولات کے افسروں کی بالائی یافت ہر جگہ ان کی تنخواہوں سے بہت زیادہ ہے اور کہیں کہیں دو چند اور سہ چند سے بھی زیادہ ہے۔ لہذا اگر افسروں کی تنخواہیں اور ان کے بھتے محصولات درآمد و برآمد کی خالص آمدنی کے دس فیصدی سے زیادہ ہو جائیں، ان محاصل کی وصول یابی کے جملہ مصارف و اخراجات بشمول تنخواہ و دیگر بالائی یافت بیس تیس فیصدی سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ محکمۂ چنگی کے افسروں کو بالائی یافت نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو نہایت قلیل ہوتی ہے اور مداخل و محاصل کے اس شعبے کا انتظام و انصرام ابھی جدید ہے اس لئے عام طور پر اس میں خرابی اور بدعنوانی کی گنجائش محکمۂ درآمد و برآمد کی نسبت کم پائی جاتی ہے۔ یہ محکمہ قدیم ہے۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ اس میں گونا گوں خرابیاں اور بدعنوانیاں پیدا ہو گئی ہیں، بلکہ ان کا جواز بھی نکال لیا گیا ہے۔ اگر بوزے پر وہ تمام محصول لگایا جائے جو اس وقت بوزہ اور جملہ مشروبات بوزہ سے وصول کیا جاتا ہے تو گمان غالب ہے کہ محکمۂ چنگی کے مصارف میں پچاس ہزار پونڈ سالانہ سے زیادہ کی بچت ہو سکتی ہے۔ اگر محصولات درآمد و برآمد کو محض

چند اقسام مال تک محدود کر دیا جائے اور ان کی وصول یابی میں محکمۂ چنگی کے قوانین کو ملحوظ رکھا جائے تو غالباً محکمۂ درآمد و برآمد کے سالانہ اخراجات میں اس سے کہیں زیادہ بچت ہو سکتی ہے۔

۲ - مصنوعات کے بعض بعض شعبوں کی ہمت شکنی ہوتی ہے۔

دوم۔ اس قبیل کے محصولات سے لازمی طور پر مصنوعات کے بعض بعض شعبوں میں رکاوٹیں پیش آتی ہیں اور بعض بعض شعبوں کی ہمت شکنی ہوتی ہے۔ ان سے اشیائے محصولہ کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے اس طرح ان سے ان کے صرف میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کی پیداوار گھٹ جاتی ہے۔ اگر اس قسم کی اشیا خود اپنے ہی ملک میں پیدا ہوتیں اور وہیں بنتی ہیں تو اُن کے پیدا کرنے اور بنانے میں اجیروں اور کاریگروں کی تعداد کم مطلوب ہونے لگتی ہے۔ اگر وہ اشیا غیر ملکی ہیں جن کی قیمت میں محصول سے اضافہ ہو جاتا ہے تو اسی قسم کی خانہ ساز اشیا کو بازار وطن میں ایک گونہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے اور مصنوعات وطن کی مقدار کثیر ان کی تیاری میں صرف ہونے لگتی ہے۔ جب اشیائے غیر ملکی کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے تو مصنوعات ملکی کے ایک شعبے کی ہمت افزائی کا موجب ہوتا ہے مگر قریب قریب اور تمام شعبوں میں ہمت شکنی کا باعث ہوتا ہے مثلاً جس نسبت سے برمنگھم کے صناع غیر ملکی شراب گراں تر خریدتے ہیں اسی نسبت سے اپنے دھاتی ظروف کا وہ حصہ ارزاں تر فروخت کرتے ہیں جس سے یا

جس کی قیمت سے وہ یہ شراب خریدتے ہیں۔ لہذا اس کے لئے
دھاتی ظروف کے اس حصے کی قیمت میں کمی واقع ہو جاتی
ہے اور اس حصے کی تیاری کے لئے اس کی ہمت افزائی بھی
کم ہو جاتی ہے۔ ایک ملک کے صارف اور خریدار جس نسبت
سے کسی اور ملک کی سر زائد پیداوار کی قیمت زیادہ دیتے
ہیں اسی نسبت سے وہ اپنے ھاں کی سر زائد پیداوار کے دام
کم وصول کرتے ہیں جس سے یا جس کی قیمت سے وہ اس کو
خریدتے ہیں۔ اس طرح خود ان کے ملک کی سر زائد پیداوار کی
قیمت کم ہو جاتی ہے اور ان کی اس باب میں ہمت افزائی
کم ہو جاتی ہے کہ وہ اس کی مقدار میں اضافہ کریں۔ لہذا
قابل صرف اشیا پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس کا میلان اس
طرف ہوتا ہے کہ حاصل خیز پیداوار کی مقدار کو اس درجے
سے کم کر دے جس درجے تک اس کو پہنچانا چاھئے تھا۔
اگر یہ اشیا خانہ ساز ہوتی ہیں تو اس محصول سے
اشیائے محصولہ کی مقدار کم تیار ہونے لگتی ہے اور اگر وہ
اشیا غیر ملکی ہوتی ہیں تو ان اشیا کی تیاری میں کمی واقع
ہو جاتی ہے جن سے ان کا مبادلہ کیا جاتا ہے۔ ان محصولات
کی وجہ سے ہمیشہ قومی صنعت و حرفت کے قدرتی رخ میں کم و
بیش تغیر واقع ہو جاتا ہے اور اس کا بہاؤ ایک ایسی طرف
ہو جاتا ہے جو بالعموم کم نفع بخش ہوتی ہے۔ اگر یہ صنعت
و حرقت اپنے قدرتی میلان سے منحرف نہ ہوتی وہ زیادہ مفید
اور نفع رساں ثابت ہوتی۔

۳۔ ان سے محصول ماری کی ترغیب ہوتی ہے۔

سوم۔ لوگوں کو یہ امید ہوتی ہے
کہ ان محصولات کو طرح دیکر محصول

ماری کرنے لگیں گے - بسا اوقات اس کا نتیجہ یہ مرتب ہوتا
ہے کہ محصول مار تاجروں کا مال ضبط کر لیا جاتا ہے - اس
کے علاوہ اور سزائیں بھی دی جاتی ہیں جو محصول مار تاجروں
کو بالکل تباہ و برباد کر ڈالتی ہیں - اس میں کچھ شک نہیں
کہ یہ محصول مار تاجر سخت قابل الزام ہوتے ہیں اس لئے
کہ اپنے ملک کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں لیکن
اکثر و بیشتر حالات میں ان تاجروں میں قدرتی عدل و انصاف
کی خلاف ورزی کی صلاحیت نہیں ہوتی بلکہ اس کے خلاف
ان میں عمدہ شہری بننے کی صلاحیت مضمر ہوتی ہے اور اگر
قوانین ملکی ان امور کو ناجائز اور جرم قرار نہ دے دیں
جو منشائے فطرت کے اعتبار سے جرم نہیں ہیں تو یہ لوگ
ہر لحاظ سے اعلے درجے کے شہری ثابت ہوتے ہیں - بعض
حکومتیں صراط مستقیم سے منحرف ہوتی ہیں - کم از کم ان کو
اس باب میں سخت شکوک و شبہات ہوتے ہیں کہ مصارف
میں غیر ضروری فضول خرچی روا رکھی جاتی ہے اور مداخل
و محاصل سرکاری کا استعمال غلط کیا جاتا ہے - ان حکومتوں
میں ان چیزوں کی روک تھام کے لئے قوانین بھی وضع کئے
جاتے ہیں مگر ان کا احترام کوئی نہیں کرتا - ایسے لوگوں کی
تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے جو محصول ماری میں تامل اور پس و
پیش کرتے ہیں جب کہ بلا ارتکاب حلف دروغی ان کو ایسا
کرنے کا موقع آسانی سے مل جائے اور وہ محفوظ بھی رہ
سکیں خفیہ اور بلا محصول درآمدہ مال کے خریدنے میں تامل
اور پس و پیش کا ادعا کرنا اکثر ملکوں میں خود نمائی اور
ریا کاری کا مرادف سمجھا جاتا ہے - اس قسم کی نمود و ریا کاری

سے ان کو کسی قسم کا اعتبار حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان ریا کار لوگوں کا پردہ فاش ہو جاتا ہے اور ان پر اکثر لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ یہ اوروں سے زیادہ شریر اور باغی ہیں اگرچہ اس قسم کے ادعا سے لوگوں کو قوانین مداخل و محاصل کی خلاف ورزی کی تحریص ہوتی ہے اور حلف دروغی کی بھی ترغیب ہوتی ہے، کیوں کہ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ پبلک کی اس خطا پوشی سے محصول مار تاجروں کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور وہ لوگ اپنے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ اس طریق سے آن کو گویا یہ سبق دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو ایک حد تک بالکل معصومانہ تصور کریں اور جب یہ تاجر قوانین مداخل و محاصل کی خلاف ورزی کی پاداش میں مبتلا ہونے کو ہوتے ہیں تو یہ لوگ اپنے تحفظ کے لئے تشدد پسندی پر آتر آتے ہیں کیونکہ اس کو یہ لوگ اپنا حق جائز خیال کرتے ہیں۔ شاید ابتدا ابتدا میں یہ لوگ اس قدر جرائم پسند نہیں ہوتے جس قدر ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں لیکن اخیر میں پکے قانون شکن بن جاتے ہیں اور معاشرۂ انسانی کے آئین و قوانین کو درہم برہم کر ڈالتے ہیں۔ تباہی و بربادی سے پہلے محصول مار تاجروں کا راس المال ثمر خیز اور بار آور اجیروں اور کاریگروں کے رکھ رکھاؤ میں صرف ہوتا تھا، تباہی کے بعد مداخل و محاصل سلطانی میں جذب ہو جاتا ہے یا افسران محکمہ محصولات کی آمدنی کا جز بن جاتا ہے۔ اب وہ راس المال غیر بارآور کاموں میں لگایا جاتا ہے۔ اس سے معاشرۂ انسانی کے عام راس المال میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور مفید اور سود مند صنعت و حرفت

میں کمی پڑ جاتی ہے۔[۱]

۴۔ اور محصول جمع کرنے والوں کی آمدورفت سے، ان کے معائنے اور ملاحظے سے، ان کی جانچ پڑتال سے تکلیف ہوتی ہے جو اخراجات کے برابر ہے۔

چہارم۔ جو لوگ اشیائے محصول کی تجارت کرتے ہیں ان کے ہاں محصول جمع کرنے والوں کی آمدو رفت ہوتی ہے۔ ان کا معائنہ نفرت خیز اور کراہت انگیز ہوتا ہے۔ اس قسم کے محصول کی وجہ سے یہ لوگ جورو تشدد کے لئے مفتوح ہو جاتے ہیں۔ ان پر ہمیشہ مصائب و آلام کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ یہ امر سطور گزشتہ میں حوالۂ قرطاس ہو چکا ہے کہ اذیت و آزار کا شمار مصارف و اخراجات میں نہیں ہے۔[۱] لیکن ان دونوں میں سر مو فرق نہیں ہے۔ حقیقت میں اذیت و آزار ان مصارف و اخراجات کے برابر ہیں جن کے صرف سے انسان ان تکلیفوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اس باب میں قوانین چنگی، قوانین درآمد و برآمد سے بھی زیادہ تکلیف دہ اور آزار رساں ہیں اگرچہ ان اغراض و مقاصد کے لئے موثر اور کار گر ہیں جن کے لئے وضع کئے گئے۔ تا ہم جب کوئی تاجر کوئی ایسا مال درآمد کرتا ہے جس پر محصول واجب الادا ہوتا ہے اور وہ تاجر اس کو ادا کر کے مال کو اپنے گودام میں رکھوا لیتا ہے تو وہ افسران محصول کی طرف سے اذیت و آزار کا شکار نہیں ہوتا۔ لیکن اس مال کی حالت دگرگوں ہوتی ہے جس پر محصول چنگی واجب الادا ہوتا ہے۔ اس قسم کے مال کے تاجروں کو افسران چنگی کے معائنوں اور ملاحظوں سے

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے دفتر پنجم کا دوسرا باب۔

اور ان کی تفتیش و باز پرس سے دم بھر کی مہلت نہیں ملتی - اس
اعتبار سے چنگی کے افسروں کے فرائض منصبی محکمۂ درآمد و
برآمد کے افسروں کے فرائض منصبی سے زیادہ غیر مرغوب ہیں -
اسی طرح وہ لوگ بھی نا مطبوع ہوتے ہیں جو ان کی وصول
یابی پر مامور ہوتے ہیں - شاید عام طور پر یہ خیال کیا جاتا
ہے کہ افسر اپنے فرائض منصبی کو اسی حسن و خوبی سے
انجام دیتے ہیں جس حسن و خوبی سے محکمۂ درآمد و برآمد کے
افسر انجام دیتے ہیں لیکن اس ادائے فرض سے کسی نہ کسی ہمسایہ
کو آزار پہنچتا ہے لہذا ان لوگوں کے کردار میں ایک گونہ
سختی پیدا ہو جاتی ہے جو اوروں میں اکثر نہیں ہوتی - اس
امر کا امکان قوی ہے کہ یہ رائے دغا شعار تاجروں کی تلمیح
و تحریک پر مبنی ہو اس لئے کہ یہ افسر اپنی محنت سے ان
تاجروں کی محصول ماری کو روکتے اور اس کا سراغ
لگاتے ہیں -

یہ تکلیفات جتنی کچھ دیگر ممالک میں ہیں اتنی برطانیہ میں نہیں ہیں -

قابل صرف اشیا پر محصول اور تکلیفات کے
وجود کسی نہ کسی حد تک لازم و ملزوم
ہیں لیکن برطانیہ پر ان کا اثر اتنا
زیادہ نہیں ہے جتنا اور ملکوں پر ہے
حالانکہ ان کی حکومتوں کو بھی کم و بیش اتنے ہی اخراجات
برداشت کرنے پڑتے ہیں - ہماری حکومت مکمل نہیں ہے -
اس میں اصلاح و ترمیم کی گنجائش ہے لیکن اتنی عمدہ ضرور
ہے جتنی گرد و پیش کی اور حکومتیں ہیں، بلکہ ان سے
بہتر ہے -

بعض اوقات اشیا پر ہر فروخت کے ساتھ محصول کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً۔ ہسپانوی الکاوالا

یہ خیال عام ہے کہ قابل صرف اشیا پر جو محصول لگایا جاتا ہے اس کا بار تاجروں کے منافع پر پڑتا ہے۔ اس خیال کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض بعض ملکوں میں قابل صرف اشیا کے محصول میں اعادہ ہوتا رہتا ہے اس لئے ہر فروخت پر محصول لگایا جاتا ہے۔ اگر درآمد کار تاجروں اور صنعت گر سوداگروں کے منافع پر بھی محصول لگایا جائے تو مساوات کا تقاضا ہے کہ درمیانی تاجروں کے منافع پر بھی محصول لگایا جائے یعنی ان تمام بیوپاریوں کے منافع پر بھی محصول مشخص ہونا چاہئے جو ان کے اور اخیر صارفوں کے درمیان کاروبار کرتے ہیں۔ ہسپانیہ میں ایک مشہور و معروف محصول ہے جس کا نام ''الکاوالا'' ہے، وہ اسی اصول پر مبنی ہے۔ ابتدا ابتدا میں یہ ایک گونہ عشر یا دس فیصدی محصول تھا۔ اس کے بعد چودہ فیصدی کر دیا گیا تھا۔ لیکن آج کل صرف چھ فیصدی رہ گیا ہے جو ہر قسم کی جائداد کی فروخت پر لگایا جاتا ہے خواہ وہ جائداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور جتنی بار یہ جائداد فروخت ہوتی ہے اتنی ہی بار اس کا اعادہ کیا جاتا ہے۔[1] اس محصول کی تحصیل کے لئے

---

[1] ملاحظہ ہو یادداشت جلد اول صفحہ ۴۰۰۔ باقی ماندہ معلومات ایک کتاب سے ماخوذ ہیں جس کا نام ہے ''نظری اور عملی تجارت و دیگر بحری معاملات''۔ یہ کتاب ''آستاریز'' کی تصنیف ہے۔ ''جان کپاکس'' نے ۱۷۵۰ء میں اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ جلد دوم۔ باب ۹۶ (آغاز) صفحہ ۲۳۶۔ ''الکاوالا قدیم اور متروک محصول ہے اس کے لئے دس فیصدی محصول لگانا جوروجبر کے برابر ہے۔ اس پر چار دیگر

افسران مداخل و محاصل کے ایک جم غفیر کی ضرورت لاحق ہوتی ہے - یہ تعداد اس قدر ہونی چاہئے کہ مال کی آمد و رفت کی نگرانی کر سکے - اس کے لئے یہی کافی نہیں ہے کہ اس مال کی نقل و حرکت کی نگرانی رکھی جائے جو ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں بھیجا جاتا ہے بلکہ اس مال کی نقل و حرکت کی نگرانی بھی کی جائے جو ایک دکان سے دوسری دکان میں منتقل کیا جاتا ہے - بعض بعض محصول تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے خاص خاص قسم کی اشیا کے تاجروں کو افسران محصول کی متواتر آمدورفت اور اس کے پے در پے معائنہ و ملاحظہ کے لئے مفتوح ہونا پڑتا ہے مگر اس قسم کے محصول کی بدولت ہر قسم کے تاجران تکلیفات کے لئے مفتوح ہوجاتے ہیں - ان کے علاوہ تمام زراعت کار، تمام صناع اور جملہ تجار اور دکان دار ان صعوبات کے شکار ہو جاتے ہیں - جن ملکوں میں اس قبیل کے محصول کارفرما ہوتے ہیں ان کے بیشتر حصے میں کوئی ایسی شے معرض وجود میں نہیں آسکتی کہ دور دراز کے ممالک میں بغرض فروخت بھیجی جا سکے - ہر ملک کے ہر حصے میں جو کچھ پیداوار ہوتی ہے وہ اتنی ہونی چاہئے جتنی اس کے گرد و پیش کے ممالک کے صرف کے لئے ضروری ہے - یہی باعث ہے ''آستاریز'' ہسپانیہ کی صنعت کی تباہی و بربادی کو اسی ''الکاوالا'' کی

محصولات کا اضافہ کیا جاتا ہے جن کی شرح ایک فیصدی ہے - یہ محصول نہ صرف فروخت اول پر قابل تشخیص ہے بلکہ ہر فروخت مابعد پر بھی قابل تشخیص ہے - مجھ پر اس خیال کا غلبہ ہے کہ یہ محصول ہماری اکثر صنعت و حرفت کی تباہی و بربادی کا سب سے بڑا آلہ ہے - بعض بعض مقامات پر یہ تمام محصولات من حیث الکل ادا نہیں کئے جاتے لیکن جس مقدار میں ادا کئے جاتے ہیں وہ بہت زیادہ ہے'' -

طرف منسوب کرتا ہے۔[۱] آستاریز زراعت و کشت کاری کے زوال کو بھی اسی کی طرف منسوب کر سکتا تھا اس لئے کہ یہ محصول نہ صرف مصنوعات پر عائد تھا بلکہ تمام خام پیداوار بھی لگایا جاتا تھا۔

اور نیپلز کا تین فی صدی محصول بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔

مملکت نیپلز میں بھی اسی قسم کا ایک محصول ہے کہ تین فی صدی کے حساب سے تمام معاہدات پر لگایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا بار تمام مالیت پر پڑتا ہے جو ان معاہدات فروخت سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ ہسپانی محصول سے سبک تر ہے اور قصبات و قریات کے بیشتر حصے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس کی جگہ ایک بالکل بالمقطع محصول ادا کر دیں۔ یہ بالمقطع محصول اس انداز سے وصول کیا جاتا ہے جو مرغوب ترین ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کی تحصیل میں یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ اس سے کسی علاقے کی اندرونی تجارت میں کسی طرح کا خلل واقع نہ ہو۔ اس لئے نیپولی محصول اس قدر تباہی خیز نہیں ہے جس قدر ہسپانی محصول ہے۔

برطانیہ میں تشخیص محصول یکساں ہے۔ اس میں بہت فائدے مضمر ہیں۔

سلطنت متحدہ برطانیہ میں تشخیص محصول یکساں ہے اس لئے ملک کی اندروتی تجارت اور بری اور ساحلی تجارت قریب قریب محصول سے بالکل آزاد ہے۔ اس میں چند مستثنیات بھی ہیں مگر وہ کچھ زیادہ اہم نہیں ہیں۔ اندرونی ملک میں جو تجارت ہے وہ قریب قریب بالکل آزاد ہے اور مال

---

۱ سابقہ نوٹ ملاحظہ ہو۔ لارڈ کامیس نے ''استاریز'' کا حوالہ اپنی تصنیف میں دیا ہے۔ جس کا نام ''خاکۂ تاریخ انسان''۔ یہ کتاب ۱۷۷۴ء میں طبع ہوئی تھی۔ ملاحظہ ہو۔ جلد اول صفحہ ۵۱۶۔

تجارت کا بیشتر حصه ایک جگه سے دوسری جگه بلا روک ٹوک بھیجا جا سکتا ھے - اس کے لئے کسی پروانے اور کسی اجازت نامے کی ضرورت نہیں ھوتی - کوئی افسر محصولات اس کے متعلق کسی قسم کا سوال نہیں کر سکتا - یه افسران محصول کی آمد و رفت اور ان کے معائنه و ملاحظه سے بھی محفوظ ھے - اس میں کچھ مستثنیات ضرور ھیں مگر وہ اس قابل نہیں ھیں که اندرون ملک کی تجارت کے کسی اھم اور ضروری شعبے میں کسی قسم کی دخل اندازی کر سکیں البته ساحلی تجارت کے لئے اجازت نامه اور محکمۂ محصولات کی مہر مطلوب ھے - لیکن به استثنائے زغال باقی مانده تمام اشیا قریب بلا محصول ھیں - اندرونی تجارت کی یه آزادی تشخیص محصول میں یکسانی کا نتیجه ھے اور غالباً برطانیه کی فلاح و بہبود کا سنگ بنیاد ھے - لازم ھے که بڑا ملک اپنے ھاں کی مصنوعات اور پیداوار کے بیشتر حصے کے لئے بہترین اور وسیع ترین بازار ھو - اگر ایرستان اور دیگر نو آبادیات کے محصول کی تشخیص میں یہی یکسانی پیش نظر رکھی جاتی اور وھاں کی تجارت کو بھی یہی آزادی حاصل ھوتی تو سلطنت برطانیه کے تمام حصوں کی شان و شوکت اور فلاح و بہبود میں بہت زیادہ اضافه ھو جاتا -

فرانس کے مختلف علاقوں میں مختلف محصول عائد ھیں-اس تنوع سے اندرونی تجارت میں گونا گوں رکاوٹیں پیدا ھو گئی ھیں -

فرانس مین مختلف صوبوں میں مداخل و محاصل کے متعلق مختلف قانون جاری ھیں اس لئے تمام سلطنت کی حدود کو محصور کرنے اور تمام صوبوں کی سرحدوں کو گھیرنے کے لئے افسروں

کے ایک گروہ کثیر کی ضرورت پیش آتی ھے اس لئے کہ بعض بعض قسم کی اشیا کی درآمد کی ممانعت ضروری ھوتی ھے یا ان پر خاص خاص محصول وصول کرنے پڑتے ھیں - ان چیزوں سے ملک کی اندرونی تجارت میں مزاحمت ھوتی ھے اور یہ مزاحمت بھی کچھ کم نہیں ھوتی - بعض بعض صوبوں کو یہ حق حاصل ھے کہ نمک کا محصول بالمقطع ادا کر سکیں - بعض بعض صوبے اس سے بالکل مستثنیٰ ھیں - بعض تمباکو کی کلی اور بلا شرکت غیرے فروخت سے مستثنیٰ ھیں، حالانکہ سلطنت فرانس کے بیشتر حصے کے زراعت کار اس حق سے تمتع اندوز ھیں - یہ سرکاری استمداد ایسی ھے جیسا انگلستان میں محصول چنگی ھوتا ھے - یہ استمداد مختلف صوبوں میں مختلف ھے - بعض صوبے اس سے بالکل مستثنیٰ ھیں اور بعض اسی کے معاوضے میں ایک گونہ بالمقطع محصول ادا کر دیتے میں یا کوئی ایسی چیز دے دیتے ھیں کہ محصول بالمقطع کا بدل متصور ھوتی ھے - جن صوبوں میں یہ جاری ھیں ان صوبوں میں اکثر مقامی محصول بھی ھوتے ھیں جو کسی خاص قصبے یا ضلعے تک محدود ھوتے ھیں فرانس میں ایک قسم کا محصول ھے جس کا نام ''تریت'' ھے - یہ ایسا ھے جیسا انگلستان کا محصول درآمد و برآمد ھے - اس کے عمل سے ملک فرانس تین حصوں میں منقسم ھو گیا ھے - پہلے حصے میں وہ صوبے ھیں جو تارف یعنی جدول محصولات ۱۶۶۴ء کے تحت میں آتے ھیں - ان کو باج گاھی صوبے کہتے ھیں - ان میں ''پیکارڈی'' نارمنڈی اورسلطنت فرانس کے بیشتر اندرونی حصے شامل ھیں - دوسرے وہ حصے جو تارف

۱٦٦٧ء کے تابع ہیں۔ اس میں وہ صوبے شامل ہیں جو غیر ملکی گنے جاتے ہیں۔ ان میں سرحدی صوبوں کا بیشتر حصہ شامل ہے۔ تیسرے وہ صوبے ہیں، جن کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے جیسا غیر ملکی صوبوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ان کو اس امر کی اجازت ہے کہ غیر ملکوں کے ساتھ تجارت کر سکیں۔ جب یہ صوبے فرانس کے اور صوبوں کے ساتھ کار و بار کرتے ہیں تو ان کو وہی محصولات ادا کرنے پڑتے ہیں جو غیر ملکی تاجروں کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں الساس، میز، تول اور وردن شامل ہیں۔ دنکرک، بایون اور مارسیل کا شمار بھی انہیں میں ہے۔ ان پانچوں باج گاہی صوبوں اور ان صوبوں میں جو غیر ملکی گنے جاتے ہیں اکثر مقامی محصول رائج ہوتے ہیں جو خاص خاص قصبات یا اضلاع تک محدود ہوتے ہیں (قدیم زمانے میں محصولات در آمد و بر آمد پانچ بڑے بڑے شعبوں میں منقسم تھے اس لئے ان کو پانچ باج گاہی صوبے کہتے تھے۔ ابتدا میں ہر ایک باج گاہی صوبہ کسی خاص باج گاہ کے تابع ہوتا تھا لیکن آج کل یہ تمام صوبے متحد ہو گئے)۔ اس قبیل کے محصولات ان صوبوں میں اب تک بھی رائج ہیں، جن کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے جیسا غیر ملکوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، خاص طور پر شہر مارسیل میں ان کا رواج زیادہ ہے۔ اس امر کا اظہار غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ محصولات کے عمل سے ملک کی اندرونی تجارت میں کس قدر مزاحمت پیدا ہو گئی اور افسران محصول کی تعداد میں کس قدر اضافہ ہو گیا ہے اس لئے کہ ان صوبوں اور ان علاقوں کی سرحدوں کی دیکھ بھال رکھنی

اشد ضروری ہوتی ہے جو اس قسم کے مختلف اور متنوع نظام محصول کے تابع ہوتے ہیں۔

اور تجارت شراب خاص طور پر مزاحمتوں کے تابع ہے۔

قوانین مداخل و محاصل کا نظام نہایت پیچدہ ہے۔ اس سے عام طور پر طرح طرح کی رکاوٹیں اور مزاحمتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ خاص مزاحمتیں اور رکاوٹیں ہیں کہ اکثر صوبوں میں شراب کی تجارت میں حائل ہو جاتی ہیں، حالانکہ شاید غلے کے بعد فرانس کی سب سے اہم پیداوار شراب ہی ہے۔ ان رکاوٹوں اور مزاحمتوں کا باعث یہی ہے کہ بعض بعض صوبوں اور ضلعوں کے تاکستانوں کو ضلعوں اور صوبوں کے تاکستانوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو صوبے اپنی شراب کے لئے مشہور ہیں وہ وہ صوبے ہیں جن میں شراب پر اس قسم کی کم سے کم مزاحمتیں ہیں۔ اس قسم کے صوبے وسیع اور فراخ بازار سے تمتع اندوز ہوتے ہیں۔ اس سے تاکستان کے رکھ رکھاؤ، سامان خام کی کاشت اور شرابوں کی تیاری میں حسن انتظام کی تحریص و ترغیب پیدا ہوتی ہے۔

میلان اور پرما کا نظم و نسق اور بھی زیادہ لغو و لایعنی ہے۔

اس قسم کے پیچیدہ اور مختلف قوانین صرف فرانس ہی کے ساتھ مخصوص نہیں۔ دوقیہء میلان ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ یہ ریاست چھ صوبوں میں منقسم ہے اور قابل صرف اشیا کی مختلف اقسام کے متعلق ہر صوبے میں جداگانہ نظام محصولات رائج ہے۔ دوقیہ پرما اس سے چھوٹی ریاست ہے۔ یہ بھی تین یا چار صوبوں میں منقسم ہے اور اسی طرح ہر ایک میں

ایک جداگانہ نظام محصول قائم ہے - جن ریاستوں کا نظام و انصرام اس قدر لغو و لایعنی ہوتا ہے وہ کچھ زیادہ عرصے تک اپنی عظمت و شان کو قائم نہیں رکھ سکتیں بلکہ اس بلندی سے عود کرکے جلد از جلد اسفل السافلین کی گہرائیوں میں در آتی ہیں -

کہیں کہیں محصولات کی تحصیل کا اجارہ باج گاھوں کو دے دیا جاتا ہے - اس سے یہ بدرجہا زیادہ بہتر ہے کہ سرکاری ملازم خود محصول وصول کریں -

قابل صرف اشیا پر جو محصولات عائد کئے جاتے ہیں ان کی تحصیل کے دو طریقے ہیں - ایک تو یہ کہ اس تحصیل کے لئے حکومت کی طرف سے افسر اور عہدیدار مقرر کئے جائیں اور ان کو ذمہ دار قرار دے دیا جائے - حکومت جو کچھ باز پرس کرے بلاواسطہ انہیں سے کرے - اس حالت میں ان علاقوں کے مداخل و محاصل میں سال بسال تغیرات پیدا ہوتے رہے ہیں اس لئے کہ محصول وقتاً فوقتاً تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے - دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس تحصیل کا اجارہ کسی باج گاہ کو دے دیا جائے اور ایک خاص لگان مقرر کر لیا جائے - اس صورت میں باج گاہ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اپنے افسر اور عہدیدار خود مقرر کرے - یہ افسر اور عہدہ دار براہ راست اس باج گاہ کے ماتحت ہوتے ہیں اور اس کی بازپرس کا جواب دینے پر مجبور ہوتے ہیں اگرچہ تحصیل محصول کے باب میں ان کو وہ آئین و قوانین ملحوظ رکھنے پڑتے ہیں جو اس کام کے لئے وضع کئے جاتے ہیں - تحصیل محصول کا باج گاھی طریقہ نہ تو بہترین ہے اور نہ کفایت شعاری اور جزرسی پر

مبنی ہے - اس صورت میں باج گاہوں کو مقررہ لگان ادا کرنا پڑتا ہے - تحصیل کنندہ افسروں اور عہدہ داروں کی تنخواہیں بھی دینی پڑتی ہیں - ان سب کے علاوہ اجارہ دار کو اس میں سے ایک منافع بھی پیدا کرنا پڑتا ہے اور یہ اس راس المال کے متناسب ہوتا جو اجارہ داروں کو پیشگی ادا کرنا پڑتا ہے - اسی تناسب سے منافع میں ان خطرات کا لحاظ بھی رکھنا پڑتا ہے جن میں سے اجارہ داروں کو گزرنا پڑتا ہے اور ان تکلیفوں کی رعایت بھی منظور ہوتی ہے جو ان کو جھیلنی پڑتی ہیں - اس قسم کے پیچیدہ اور دقت طلب ادارے کا انتظام و انصرام کوئی آسان کام نہیں ہوتا - اس کے لئے معلومات اور مہارت کی ضرورت ہوتی ہے -

جب حکومت اس قسم کا نظام انصرام براہ راست اپنی نگرانی میں قائم کرتی ہے جس قسم کا نظام انصرام باج گاہوں کی نگرانی میں قائم ہوتا ہے تو اس صورت میں حکومت کو کم از کم اس منافع کی بچت رہتی ہے جو باز گاہ کا حق متصور ہوتا ہے اور یہ منافع قریب قریب ہر حالت میں حد جائز سے کہیں زیادہ ہوتا ہے - مداخل و محاصل سرکار کی اجارہ داری کے لئے بہت زیادہ راس المال کی ضرورت یا ساکھ اور اعتبار کی حاجت ہوتی اور ایسی حالتوں میں ان کی تعداد نہایت محدود ہوتی ہے جو اس قبیل کی مہمات میں حصہ لیتے ہیں - اس قدر راس المال محض چند لوگوں کے پاس ہوتا ہے اور اتنی ساکھ بھی اکثر لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی - اس قسم کی مہمات کی انجام دہی کے لئے جس علم اور جس قدر تجربے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اور بھی کم لوگوں کو میسر ہوتا ہے اور یہ

ایسی حالتیں ہیں کہ حریفوں اور مقابلہ کرنے والوں کی تعداد کو اور بھی کم کر دیتی ہیں ۔ وہ محدود چند بزرگ جن کو مقابلہ کرنے کی حیثیت حاصل ہوتی ہے وہ آپس میں متحد اور متفق ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کا فائدہ اسی میں ہوتا ہے ۔ اب وہ حریف نہیں نہی رہتے بلکہ شریک ہو جاتے ہیں ۔ اس حالت میں باج گاہ نیلام کی جاتی ہے تو یہ لوگ اس قدر بولی نہیں دیتے جس کو لگان متصور کیا جا سکے بلکہ اس سے بہت کم بولی دیتے ہیں ۔ جن ملکوں میں تحصیل محصول کے لئے اجارہ داروں کی باج گاہیں قائم ہیں وہاں اجارہ دار نہایت متمول اور دولت مند ہوتے ہیں ۔ ان کے پاس اس قدر دولت ہوتی ہے کہ دیکھ کر پبلک کو غصہ آتا ہے ۔ اس قسم کے نوخیز لوگ متکبر اور سبک سر ہوتے ہیں اس لئے کہ نوخیزی اور سبک سری لازم و ملزوم ہیں ۔ یہ دولت مند اور نوخیز اپنی عظیم الشان دولت و ثروت کی نمود میں سفیہانہ حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ ان سفیہانہ حرکتوں کو دیکھ کر پبلک کو اور بھی زیادہ اشتعال ہوتا ہے ۔

تحصیل محصول کے اجارہ داروں کو تحصیل محصولات کے متعلق سنگین قوانین کے اجرا کی ضرورت ہوتی ہے ۔

جو لوگ سرکاری مداخل و محاصل کی تحصیل کے اجارہ دار ہوتے ہیں ان کے نزدیک کوئی قانون ضرورت سے زیادہ سخت نہیں ہوتا ۔ یہ لوگ ان لوگوں کو سخت سے سخت سزا دینا چاہتے ہیں ، جو ادائے محصول سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ان کو محصول ادا کرنے والوں پر کبھی رحم نہیں آتا اس لئے کہ یہ لوگ ان کی رعیت نہیں ہوتے اور اگر ان اجارہ داروں کی باج گاہ کے اختتام

کے ایک روز بعد بھی تمام محصول دینے والوں کا دیوالہ نکل جائے تو بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا اس لئے کہ اس سے ان کے مفاد کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ جب ریاست کو کوئی اہم اور معرکۃ الآرا مہم پیش آتی ہے تو اس امر کی ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ تمام مداخل و محاصل پورے پورے ادا کئے جائیں اور حکومت ان کی تحصیل کے لئے بے حد متفکر ہوتی ہے تو یہ اجارہ دار شکایت کرتے ہیں کہ موجودہ قوانین اس قدر نرم ہیں کہ محصولات وصول نہیں ہوتے۔ جب تک ان سے زیادہ سخت قوانین وضع نہ کئے جائیں گے، ہم لوگ معمولی لگان ادا نہ کر سکیں گے۔ یہ لوگ اس قسم کی شکایت سے کبھی درگزر نہیں کرتے۔ یہ موقع پبلک کے لئے مصیبت کا زمانہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ان اجارہ داروں کے مطالبات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوانین محصولات ہمیشہ بتدریج سخت سے سخت تر ہوتے جاتے ہیں۔ اس قسم کے قوانین میں سے زیادہ سنگین ان ملکوں میں پائے جاتے ہیں جن میں مداخل و محاصل سرکاری کی تحصیل کے بیشتر حصے کے لئے اجارہ داروں کی باج گاہیں کار فرما ہیں اور جن ملکوں میں ان محصولات کی تحصیل کا انتظام بلا واسطہ تاجدار وقت کی نگرانی میں کیا جاتا ہے ان میں یہ قوانین زیادہ نرم اور خوشگوار ہیں۔ سخت سے سخت تاجدار کو بھی اپنی رعایا پر اس سے زیادہ رحم آ جاتا ہے جتنا باج گاہ کے اجارہ داروں کو آ سکتا ہے۔ ان کی ذات سے تو رحم کی توقع ہی نہیں ہو سکتی۔ تاجداران وقت اس حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں کہ ہمارے خاندان کی دائمی عظمت و بزرگی کا انحصار

رعایا کی خوش حالی اور فارغ البالی پر منحصر ہے اس لئے یہ تاجدار اس خوش حالی کو اپنے فوری مفاد پر دیدہ و دانستہ کبھی قربان نہیں کرتے۔ لیکن اجارہ داران باج گاہ کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ بسا اوقات ان کی شان و شوکت کا انحصار رعایا کی تباہی و بربادی پر ہوتا ہے، لوگوں کی آسودگی اور خوش حالی پر نہیں ہوتا۔

اجارہ داران باج گاہ کو تشخیص محصول کی اجازت دینی اور بھی خراب ہے۔

بسا اوقات تحصیل محصولات کی اجارہ داری کسی باج گاہ کو ایک معین لگان[۱] کے معاوضے میں دے دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی اجارہ داران باج گاہ کو اشیائے محصولہ کی اجارہ داری بھی عطا کر دی جاتی ہے۔ فرانس میں رسوم[۲] درآمد تمباکو اور نمک کی تحصیل کے لئے یہی طریقہ رائج ہے۔ ایسی حالتوں میں اجارہ داران باج گاہ پبلک سے ایک کی جگہ دو گونہ منافع وصول کرتے ہیں اور وہ بھی ضرورت سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ان میں ایک منافع تو باج دار کا ہوتا ہے اور دوسرا اجارہ دار باج گاہ کا ہوتا ہے اور یہ پہلے سے بھی زیادہ گراں ہوتا ہے۔ تمباکو کا شمار سامان تعیش میں ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے خریدے یا نہ خریدے۔ نمک ضروریات حیات کا ایک جز ہے۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ خریدنے پر مجبور ہے اور خریدنا بھی اجارہ دار سے پڑتا ہے اس لئے کہ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اجارہ دار سے نہیں خریدتا تو کسی محصول مار تاجر سے خریدتا ہے۔ ان

---

۱ طبع اول میں ہے (لگان معین)۔

۲ طبع اول میں ہے ''محصولات''۔

دونوں چیزوں میں جس قدر محصول ہے وہ ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ محصول مار تجارت کی تحریص پیدا ہو گئی ہے اکثر لوگ اس سے مغلوب ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی قانون کی سختیاں بھی بہت بڑھ گئی ہیں اور افسران باج گاہ بھی بہت محتاط اور چوکنے ہو گئے ہیں۔ اندریں حالات جو سوداگر اس تحریص سے مغلوب ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جو لوگ نمک اور تمباکو کی محصول مار تجارت میں مشغول ہوتے ہیں ان میں سے اکثر ہر سال غلام بنا دئے جاتے اور کشتی رانی پر ماسور کر دئے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر سال کچھ لوگ پھانسی پر چڑھا دئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے محصولات سے حکومت کو معتدبہ مداخل وصول ہوتے ہیں۔ ١٧٦٧ء میں تمباکو کی زراعت گاہ کا اجارہ دو کروڑ پچیس لاکھ اکتالیس ہزار دو سو اٹھتر پونڈ سالانہ میں دیا گیا تھا اور نمک کا اجارہ تین کروڑ چونسٹھ لاکھ بانوے ہزار چار سو چار لیور سالانہ کے عوض دیا گیا تھا۔ دونوں حالتوں میں ان دونوں اجاروں کا آغاز ١٧٦٨ء میں ہوا تھا اور ان کی میعاد چھ سال قرار پائی تھی۔ بعض بزرگوں کی رائے ہے کہ رعایا کا خون سلاطین کے مداخل و محاصل کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یہی بزرگ تحصیل محصولات کے اس طریق کو پسند کریں تو کریں۔ نمک اور تمباکو کے متعلق اکثر ملکوں میں اسی قبیل کے محصول اور اجارے قائم ہیں۔ مملکت آسٹریا و پروشیا میں ان کا خاص طور پر غلبہ ہے۔ اسی طرح ریاست ہائے اطالیہ کے بیشتر حصے میں ان کو بہت کچھ فروغ حاصل ہے۔

فرانس میں محصولات کے تین شعبے ہیں کہ بذریعۂ افسران سرکار وصول کئے جاتے ہیں ان کی تحصیل میں بہت کفایت رہتی ہے -

فرانس میں مداخل و محاصل سلطانی کے بیشتر حصے کے حصول کے آٹھ ذریعے ہیں یعنی حقیت محدود ، فی کس محصول ، ونگ تیمیں ، محصول نمک ، استمداد، ''تریت'' حقیت موروثی اور اجارۂ تمباکو - صوبہ جات فرانس کے بیشتر حصوں میں اخیر کے پانچ محصول باج گاھوں کے تابع ھیں - پہلے تین ھر جگہ حکومت کے زیر انصرام ھیں - یہ براہ راست سرکار کی زیر نگرانی وھدایت ھیں اور اس حقیقت کو ھر شخص تسلیم کرتا ھے کہ لوگوں کی جیبوں سے جس قدر محصول نکلتا ھے اس کا جس قدر حصہ ان تینوں کے ذریعے خزانہ شاھی میں داخل ھوتا ھے اس قدر اخیر کے پانچ محصول کے ذریعے سے نہیں پہنچتا - اس لئے کہ ان پانچوں کا اھتمام و انصرام تبذیر اور فضول خرچی پر مبنی ھے -

حقیت محدود اور محصول فی کس قابل تنسیخ ھیں - ونگ تیموں میں اضافہ ھو جاتا ھے - اشیا پر محصول یکساں ھونا چاھئے اور باج گاھیں منسوخ ھونی چاھئیں -

معلوم ھوتا ھے کہ موجودہ مالیات فرانس ترمیم طلب ھے - اس میں سہ گونہ اصلاح و ترمیم کی گنجائش ھے - اول یہ کہ حقیت محدود اور فی کس محصول قابل تنسیخ ھے - ونگ تیموں کی تعداد اضافہ طلب ھے تا کہ مداخل و محاصل میں اضافہ ھو سکے اور وہ دیگر محصولات کے برابر ھو جائیں - مداخل و محاصل سلطانی محفوظ

ہونے چاہئیں۔ تحصیل محصولات کے اخراجات میں بہت کمی ہونی چاہئے۔ حقیت محدود اور فی کس محصول سے ادنیٰ طبقے کے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اس طرح اس کا کلی انسداد ممکن ہے طبقات اعلیٰ کے لوگوں پر بھی اس سے زیادہ بار نہ پڑے گا جتنا ان کے بیشتر حصے پر آج کل پڑتا ہے۔ یہ امر قبل ازیں معرض بیان میں آ چکا ہے[1] کہ ونگ تیم بالکل ایسا ہی ہے جیسا انگلستان میں محصول اراضی ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ حقیت محدود کا بار بالآخر مالکان اراضی پر پڑتا ہے اور فی کس محصول کا بیشتر حصہ ان لوگوں پر عائد کیا جاتا ہے جو حقیت محدود کے تابع ہوتے ہیں۔ یہ محصول دوسرے محصول پر ایک خاص شرح فی پونڈ کے حساب سے واجب الادا ہوتا ہے اس لئے اس محصول کے بیشتر حصے کی ادائگی کا بار بھی بالآخر اسی طبقے کے لوگوں پر آ رہتا ہے اس لئے اگر چہ مداخل و محاصل کی مقدار میں اضافہ کرنے اور ان کو ان دونوں محصولوں کی مقدار کے برابر بنانے کے لیے ونگ تیموں کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا تھا مگر اس سے طبقات اعلیٰ پر زیادہ بار نہ پڑا تھا جتنا موجودہ حالت میں پڑتا ہے۔ جس طریقے سے حقیت محدود پر عام طور پر محصول لگایا جاتا ہے اس میں بہت زیادہ نشیب و فراز کی گنجائش ہوتی ہے۔ اس طریقے کے اعتبار سے اکثر افراد پر اور ان افراد کے کاشت کاروں پر بلا شائبہ شک بار پڑتا تھا۔ مراعات یافتہ لوگوں کے مفاد اس سے وابستہ تھے۔ یہ لوگ اس

---

١ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر پنجم کا دوسرا باب۔

قبیل کی کسی اور اصلاح و ترمیم کے روا دار نہ تھے بلکہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ اس لئے اس قسم کا اصلاح و ترمیم میں مزاحمتیں پیدا ہو جاتی تھیں۔ دوم اگر محصول نمک، استمداد، تریت[۱]، محصول تمباکو، مختلف محصولات در آمد و بر آمد اور مختلف محصولات چنگی ملک کے تمام حصوں میں یکساں کر دئے جائیں تو ان محصولات کی تحصیل پر بہت کم اخراجات کا بار پڑے اور اندرونی تجارت اس قدر آزاد ہو جائے جس قدر سلطنت انگلستان کی تجارت ہے۔ سوم، اگر اس نظام تحصیل محصولات کو براہ راست حکومت کی ہدایت و نگرانی کے تابع کر دیا جائے تو اجارہ داران باج گاہ کے بعید از قیاس منافع مداخل و محاصل ریاست میں شامل ہو جائیں اور یہی اخیر اصلاح ہے۔ منفرد اشخاص اپنے ذاتی مفاد کے تحفظ کے لئے اس قسم کی اصلاحات کی ممانعت کیا کرتے ہیں۔ اس باب میں اس امر کا امکان ہے کہ پچھلی دو اصلاحات کی مزاحمت میں یہ مخالفت ایسی ہی موثر اور کارگر ہوگی جیسی پہلی تجویز کی مزاحمت میں ہو سکتی ہے۔

فرانس کا نظام تحصیل محصولات کے ہر اعتبار سے برطانی نظام تحصیل محصولات سے ادنی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کا نظام تحصیل محصولات برطانیہ کے تحصیل محصولات کے نظام سے ہر طرح ادنی ہے۔ برطانیہ میں آٹھ ملین سے کم باشندوں سے ہر سال دس لاکھ ملین طلائی پونڈ وصول کئے جاتے ہیں۔ یہاں کسی طرح یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی

---

[۱] طبع اول میں اس فہرست میں ''تریت'' شامل نہیں ہے۔

خاص طبقے پر کسی خاص قسم کا تشدد روا رکھا جاتا ہے۔
''ایبے ایکس پیلی'' کے اجتماعات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس
میں قریب قریب تئیس چوبیس ملین آدمی آباد ہیں اور یہ
انگلستان کی آبادی سے سہ چند ہے مگر فرانس کی اس آبادی
میں صوبہ جات لوراں اور بار کی آبادی بھی شامل ہے۔ ۱
اس کی تائید نیکر کی تصنیف سے بھی ہوتی ہے ۔ جس
کا نام ''مضمون بر قانون تجارت غلہ'' ہے۔۲ فرانس کی
زمین اور آب و ہوا انگلستان کی زمین اور آب و ہوا

---

۱ معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان میں ان تخمینہ جات کا حوالہ ۱۷۷۳ء میں دیا
گیا تھا ۔ مسٹر اینڈرسن نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ''کتاب
تجارت'' اس سلسلے میں یہ مصنف ۱۷۷۳ء کے تحت میں لکھتا ہے کہ
''ایبے دی ایکس پیلی'' کے تخمینہ جات اسی وقت کے قریب پیرس میں
شامل ہوئے تھے ۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۷۵۴ء سے ۱۷۶۳ء تک
نو سال میں چھیاسی لاکھ اکسٹھ ہزار اور تین سو اکاسی آدمی پیدا
ہوئے اور چھیاسٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار ایک سو اکسٹھ آدمی مرے ۔
ان میں لوران اور بار بھی شامل ہیں ''ایکس پیلی'' نے ایک کتاب
لکھی ہے جس کا نام ہے ''لغت جغرافیہ و تاریخ سیاسیات گال و
فرانس'' ۔ یہ ۱۷۶۸ء میں طبع ہوئی تھی ۔ اس میں یہ مصنف رقم طراز
ہے کہ اس وقت فرانس کی آبادی تخمیناً دو کروڑ بیس لاکھ چودہ ہزار
تین سو ستاون تھی ۔ اس کی جلد پنجم زیر لفظ آبادی ملاحظہ ہو۔
اس کے علاوہ کتاب آبادی فرانس مطبوعہ ۱۸۸۹ء جلد اول مصنفہ
کے صفحات ۲۱۵ اور ۲۱۶ اور نوٹ بھی ملاحظہ ہو۔

۲ نیکر کی یہ کتاب ۱۷۷۵ء میں طبع ہوئی تھی اس کے آٹھویں باب میں
آبادی کا تخمینہ دو کروڑ اکتالیس لاکھ اکاسی ہزار تین سو تینتیس
ہے ۔ اس تخمینے میں وہ طریقہ برتا گیا ہے جس میں اموات کو اکتیس
میں ضرب دیتے ہیں ۔

سے بہتر ہے۔اس ملک کی اصلاح و ترمیم کا دور بھی
مدت مدید سے ہے اور زراعت کاری بھی ایام قدیم سے ہوتی
چلی آئی ہے اس لئے اس میں ان چیزوں کے عمدہ اور نفیس
ذخائر موجود ہیں جو اس کو مطلوب ہیں ۔ ان ذخائر کی بہم رسانی
اور فراہمی میں اس کو صدیوں سعی کرنی پڑی ہے ۔
مثلاً عظیم الشان شہر اور قصبے اور آرام دہ اور خوش وضع
مکانات جو قصبات و قریات میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ ان
فوائد کی وجہ سے ہر شخص کو یہ توقع ہو سکتی ہے کہ
فرانس میں حکومت کی اعانت و امداد کے لئے تین کروڑ
کی آمدنی آسانی سے ہو سکتی ہے ، یعنی فرانس میں تین کروڑ
کی آمدنی کے لئے اس سے زیادہ تکلیف نہیں ہو سکتی جس قدر
برطانیہ میں ایک کروڑ کی آمدنی کے لئے ہو سکتی ہے - ۱۷۶۵ء
اور ۱۷۶۶ء میں جو مداخل و محاصل فرانس کے شاہی
خزانے میں داخل ہوئے وہ تیس کروڑ اسی لاکھ اور بتیس
کروڑ پچاس لاکھ لیور کے بین بین تھے۔ یہ اعداد بہترین
حسابات پر مبنی ہیں جو اس باب میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔
اگرچہ میرے نزدیک بہت زیادہ تشنہ تکمیل ہیں ۔ با لفاظ
دیگر یہ رقم ڈیڑھ لاکھ پونڈ طلائی کے برابر نہیں ہوتی یعنی
یہ رقم محصول متوقع کے نصف حصے کے برابر بھی نہیں
ہوتی ۔ اگر اہل فرانس اسی نسبت سے سرکاری محصول ادا
کرتے جس نسبت سے اہل برطانیہ ادا کرتے ہیں تو یہ رقم
دو چند ہو سکتی ہے ۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ محصولات کا
جس قدر بار اہل فرانس پر ہے اس قدر اہل برطانیہ پر

نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی فرانس یورپ کی عظیم‌الشان سلطنت ہے جس کی حکومت برطانیہ کے بعد سب سے زیادہ نرم مزاج ، خطا پوش اور عفو شعار ہے ۔

> ہالستان میں ضروریات حیات پر محصولات کا بار بہت زیادہ تھا نتیجہ یہ کہ صنعت تباہ ہو گئی ۔

ہالستان میں ضروریات حیات پر گراں قدر محصولات کا بار ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے وہاں کی صنعت تباہ و برباد ہو گئی ہے اور اس امر کا امکان ہے کہ اس کی ماہی گاہیں بھی رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوجائیں گی اور اس کی جہاز سازی کی صنعت بھی مفلوج ہوجائے گی ۔[۱] برطانیہ میں ضروریات حیات پر کسی طرح کا محصول نہیں ہے لہذا اس کی وجہ سے کسی صنعت کو آزار نہیں پہنچا ہے ۔ برطانیہ میں جو محصولات صنعت پر سب سے زیادہ گراں بار ہیں وہ چند محصولات درآمد ہیں کہ سامان خام کے منگائے پر لگائے جاتے ہیں اور بالخصوص وہ محصولات ہیں کہ ابریشم خام کی درآمد پر عائد کئے جاتے ہیں ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ریاستوں کے عام مداخل اور شہروں کے مختلف محاصل کی مقدار باون لاکھ پچاس ہزار پونڈ طلائی سالانہ سے زائد ہے اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے باشندے انگلستان کے باشندوں کی ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہیں ۔ اس لئے لازمی طور پر ان کی تعداد کے تناسب سے محصولات کا بار زیادہ ہے ۔

---

۱ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر پنجم کا دوسرا باب ۔

لیکن ہالستان نے اس باب میں جو کچھ کیا وہ شاید بہترین تھا ۔

تشخیص محصولات کے دو موضوع ہیں ۔ ایک مناسب دوسرا نا مناسب ۔ جب موضوعات مناسب پر محصول لگا دیا جاتا ہے مگر ضروریات پوری نہیں ہوتیں تو موضوعات نا مناسب[۱] پر بھی محصول لگایا جا سکتا ہے ، اس لئے اگر ضروریات حیات پر محصول لگا دیا جائے تو اس سے جمہوری ریاست کی معاملہ فہمی پر کسی قسم کا الزام عائد نہیں ہو سکتا جو کفایت شعاری اور خبر رسی کے باوجود بھی قرضہ لینے پر اپنے آپ کو مجبور پاتی ہے ۔ اس لئے کہ آزادی حاصل کرنے اور اس کو بر قرار رکھنے کے لئے اکثر جنگوں میں ملوث ہونا پڑتا ہے اور ان پر بہت خرچ کرنا پڑ جاتا ہے ۔ علاوہ ازیں ہالستان ، زی لینڈ ایسے ملک ہیں کہ ان کو اپنی آزادی بر قرار رکھنے کے لئے بہت خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ اگر ان ملکوں میں خرچ نہیں کیا جاتا تو سمندر میں غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔ ان وجوہ سے ان دونوں ملکوں پر محصولات کا بار معتدبہ پڑتا ہے ۔ ہالستان میں جمہوری قسم کی حکومت ہے اور اسی میں اس کی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے ۔ بڑے بڑے راس المال کے مالک بھی ان تاجروں اور سوداگروں کے خاندان سے بلا واسطہ اور براہ راست اپنے ملک کے انصرام و انتظام میں دخل انداز ہوتے ہیں ۔ اگر براہ راست نہیں ہوتے ہیں تو بلا واسطہ طور پر تو ضرور اس پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ ان کے اختیار و اعتبار کا راز اسی

---

۱ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر پنجم کا تیسرا باب ۔

صورت حالات میں مضمر ہے اور اسی کی وجہ سے لوگ ان کا ادب لحاظ کرتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ لوگ ایسے ملک میں بود و باش رکھنی چاہتے ہیں جہاں بطور خود کار و بار کرنے کی صورت میں ان کے راس المال سے منافع کم حاصل ہو یا سود پر چلانے کی صورت میں اس سے سود کم ملے اور جہاں ان کے مداخل و محاصل متوسطہ اور اعتدال پذیر ہوں اور ان سے ضروریات حیات اور سامان تعیش کی مقدار بھی اس سے کم حاصل ہو جتنی یورپ کے کسی اور حصے میں حاصل ہو سکتی ہے۔ ایسے متمول اور زر دار لوگوں کی اقامت کی وجہ سے فقدان مفاد کے باوجود بھی صنعت و حرفت کچھ نہ کچھ قائم رہتی ہے۔ اگر کوئی بلائے عام نازل ہو جاتی اور جمہوری طرز حکومت کا خاتمہ کر دیتی اور ملک کی زمام حکومت شرفا و عساکر کے دست قدرت میں دے دی جاتی تو ان دولت مند سوداگروں کے خاندانوں کی اہمیت ملیا میٹ ہو جاتی۔ ایسی حالت میں زر دار خاندان اس امر کو گوارا نہ کرتے کہ اس جگہ بود و باش رکھیں جہاں ان کو قدر و منزلت حاصل نہیں ہے۔ یہ لوگ ہجرت کر کے کہیں دور چلے جاتے اور وہیں اپنا راس المال بھی لے جاتے اور ہالستان کی صنعت و تجارت بھی ان کے ساتھ ہجرت کر جاتی اور اس جگہ پہنچ جاتی جہاں اس کو مدد مل سکتی۔

باب سوم

قرضہ جات عامہ

جب گراں بہا سامان تعیش مفقود ہوتا ہے تو صاحبان محاصل کثیر بہت کچھ پس انداز کر لیتے ہیں۔

صنعت و تجارت کی ترقی کے دور سے پہلے معاشرۂ انسانی پر ایک دور گزر چکتا جو بربری اور وحشی دور کہلاتا ہے۔ اس دور میں گراں بہا سامان تعیش مفقود ہوتا ہے اس لئے کہ یہ سامان دور صنعت و تجارت کا نتیجہ ہے اس تصنیف کے دفتر سوم میں اس امر کے اظہار کی کوشش کی گئی ہے[1] کہ اس دور میں جو بزرگ محاصل کثیرہ سے بہرہ یاب ہوئے ہیں وہ اس سے صرف ایک ہی طریق سے حظ اندوز ہو سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اتنے زیادہ ملازم رکھیں جتنے رکھ سکتے ہیں۔ اس کے سوا اس محاصل کثیرہ کے صرف کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہوتا۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ جن بزرگوں کو محاصل کثیرہ پر دسترس حاصل ہوتی ہے ان کو ضروریات حیات کی مقدار کثیرہ پر بھی قدرت حاصل ہوتی ہے۔ معاشرۂ انسانی کے اس وحشیانہ اور غیر مہذب دور میں ان محاصل کثیرہ سے ضروریات حیات کی مقدار کثیرہ عموماً

---

۱ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر سوم کا چوتھا باب۔

حاصل ہو جاتی تھی اور یہ ضروریات حیات ، سامان خوراک ، سادہ پوشاک کی صورت میں ہوتی تھیں یا غلے اور مواشی کی شکل میں پائی جاتی تھیں - کبھی کبھی اون اور کچے چمڑوں کی صورت میں جلوہ گر ہوتی تھی - ان چیزوں کا بیشتر حصہ مالکوں کے صرف سے کہیں زیادہ ہوتا تھا جس کو یہ مالک کسی چیز سے بدل سکتے تھے اس لئے کہ اس دور میں نہ صنعت ہوتی تھی نہ حرفت نہ سوداگری تھی نہ تجارت - ان مالکان محاصل کثیرہ کے پاس اس زائد آمدنی کے صرف کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا اس لئے یہ بزرگ اس سے اتنے لوگوں کو کھلاتے پلاتے اور کپڑے پہناتے ہیں جتنوں کو وہ کھلا پلا اور کپڑے پہنا سکتے ہیں - یہ ایسی مہمان نوازی تھی جس میں عیش و عشرت کو دخل نہ تھا اور اس قسم کی فیاضی تھی جو ریا و تصنع سے مبرا تھی - اندریں حالات امرا ؤ اکابر کے لئے صرف محاصل کا جو ذریعہ تھا وہ یہی مہمان نوازی اور یہی فیاضی تھی - اسی دفتر میں یہ امر بھی سپرد قرطاس ہو چکا ہے [۱] کہ یہ ایسے مصارف و اخراجات ہیں کہ ان میں کسی کی تباھی و بربادی مضمر نہیں ہے - اس کے برعکس خود غرضانہ مسرت و انبساط ہمیشہ مہلک و تباہ کن ہوتی ہے خواہ کیسی ھی حقیر و فرومایہ کیوں نہ ہو اور اس کا مرتکب اس کے ارتکاب میں کتنی ھی فراست و فرزنگی کا ثبوت کیوں نہ دے - مثلاً مرغ بازی کے خبط نے اکثر بزرگوں کا دیوالہ نکال دیا مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے اس قسم کی مثالیں زیادہ نہیں

---

۱ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر سوم کا چوتھا باب -

هیں کہ اس قبیل کی فیاضی اور مہمان نوازی سے کسی رئیس کا دیوالہ نکل گیا ہو - لیکن اس مہمان نوازی نے لوگوں کو ضرور تباہ و برباد کر دیا ہے جس میں عیش و عشرت کو دخل تھا اسی طرح اس فیاضی نے بھی اکثر لوگوں کو فنا کر دیا ہے جو ریا و نمائش پر مبنی تھی - جاگیر دارانہ دور میں زمانہ ہائے دراز تک جاگیریں ایک ہی خاندان میں چلی آئی ہیں - یہ اس امر کی بین دلیل ہے کہ کفایت و جزرسی لوگوں کی فطرت میں مضمر ہے - کوئی شخص اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا نہیں چاہتا - بڑے بڑے زمیندار ہمیشہ مہمان نوازی کی داد دیتے تھے، لیکن یہ دیہاتی مہمان نوازی دور حاضر کے لوگوں کو اس طبقے کے مناسب حال معلوم نہیں ہوتی جو ہمارے تصور کے مطابق حسن تدبیر اور کفایت شعاری سے لا ینفک طور پر مربوط ہے - لیکن اس کے باوجود بھی ہم اس طبقے کو اتنی رعایت دینے پر مجبور ہیں کہ اس نے کفایت اور جزرسی کو اس حد تک ملحوظ رکھا کہ بالعموم اپنی تمام آمدنی کو خرچ نہیں کیا - اس طبقے کو اس بات کے مواقع میسر آسکتے ہیں کہ وہ اون اور کچے چمڑے بیچے اور ان کے عوض زر نقد وصول کرے - شاید اس زر نقد کا ایک حصہ سامان تعیش اور اشیا تصنع کی خرید پر صرف کیا جاتا تھا جو اس دور میں حالات گرد و پیش کے اعتبار سے قابل حصول تھیں - لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس زر نقد کا ایک حصہ یہ طبقہ ضرور پس انداز کر لیتا تھا اور اس پس انداز شدہ زر نقد کو یہ طبقہ جمع کرنے پر مجبور تھا - اس کے سوا چارۂ کار نہ تھا اس لئے کہ اس کا کوئی اور مصرف نہ تھا اور اس

دور میں کاروبار کرنا شان شرافت کو بٹا لگانا تھا۔ سود پر چلانا از روئے قانون ممنوع تھا۔ اس دور میں اس کو ''مہا بیاج'' سمجھا جاتا تھا۔ اس کا ارتکاب شرافت اور بزرگی سے ہاتھ دھونا تھا۔ اس کے علاوہ اس افراتفری اور بد نظمی کے زمانے میں سہولت اسی میں تھی کہ زر نقد ہاتھ میں ہو اس لئے کہ اگر وطن سے نکال دیے جائیں تو کچھ نہ کچھ پاس ہو جس کی قدر و قیمت معین و مشخص ہو، جس کو یہ تارکان وطن اپنے ساتھ آسانی سے لے جائیں اور مقام عافیت میں پہنچ کر کام لے سکیں۔ جس طرح زراندوزی اور ذخیرہ سازی کا راز دور تشدد کی بد نظمیوں میں مضمر ہے اسی طرح اس کو چھپانے اور زمین دوز کرنے کا بھید بھی اسی میں پنہاں ہے۔ اس زمانے میں دفینے کثرت سے ملتے ہیں۔ یعنی ایسے خزانے کثرت سے نکلتے ہیں جس کے مالکوں کے نام و نشان کسی کو معلوم نہ تھے۔ یہ اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اس عہد میں زر اندوزی اور ذخیرہ سازی عام تھی اور یہ زر اندوختہ عموماً زمین دوز ہوتا تھا یعنی اس کو چھپانے کے لئے زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا اس زمانے میں اس قسم کے دفائن مداخل و محاصل سلطانی کے اہم اور گراں قدر شعبے گنے جاتے تھے۔[1] اس زمانے میں جس قدر دفائن تھے وہ کچھ زیادہ وقیع نہ تھے شاید دور حاضر کے شرفاء متمول کے مداخل و محاصل کا بھی کوئی اہم اور گراں قدر شعبے نہیں گنے جاتے اور اگر گنے جا سکتے ہیں تو مشکل سے گنے جا سکتے ہیں۔

---

۱ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر دوم کا پہلا باب۔

قدیم سلاطین یورپ بھی خزانے جمع کرتے تھے -

پس اندازی اور زر اندوزی کا یہ میلان صرف افراد رعایا کی طبائع میں مرکوز نہ تھا بلکہ ملوک و سلاطین بھی اس سے بالاتر نہ تھے - ان کی طبیعتوں پر بھی اسی کا غلبہ تھا - اس تصنیف کے دفتر چہارم میں یہ امر معرض بیان میں آچکا ہے کہ جن قوموں میں صنعت و تجارت کا فقدان ہوتا ہے ان میں ملوک و سلاطین اس حیثیت میں ہوتے ہیں جو بالطبع ان کو کفایت شعاری اور جز رسی کی طرف مائل کرتی ہے اور اسی میں زر اندوزی اور ذخیرہ سازی پوشیدہ ہے -[۱] اس حالت میں ملوک و سلاطین کے مصارف و اخراجات بھی خود پسندی اور خود نمائی کے زیر ہدایت و رہنمائی نہیں ہوتے اور یہی خود نمائی ہے کہ دربار کی شان و شوکت اور تزک و احتشام کے اظہار سے انبساط اندوز ہوتی ہے - وہ زمانہ ان تکلفات سے بیگانہ ہوتا ہے جن پر تزک و احتشام کی بنیاد قائم ہوتی ہے - اس دور میں مستقل فوج بھی ضروری نہیں ہوتی - اس حالت میں ملوک و سلاطین کا جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ صرف کاشتکاروں کی دست گیری اور وابستہ گان دولت کی مہمان نوازی پر صرف ہوتا ہے - یہی حال امراء و مشاہیر کا ہوتا ہے لیکن اس قسم کی دست گیری کبھی حد جائز سے متجاوز نہیں ہوتی اگرچہ خود پسندی اور خود نمائی ضرور متجاوز ہوتی ہے -[۲] یہ بات پہلے

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے دفتر چہارم کا پہلا باب -

۲ یہ کتاب ہذا کے دفتر چہارم کے پہلے باب کا اعادہ -

بیان ہو چکی ہے کہ اس اصول کے مطابق ایام قدیم میں یورپ کے تمام ملوک و سلاطین صاحبان خزانہ تھے - بیان کیا جاتا ہے کہ دور حاضر میں ہر تاتاری سردار صاحب گنج و خزانہ ہے -

جب سامان تعیش رواج پذیر ہوتا ہے زمانۂ امن و امان میں ملوک و سلاطین کے مصارف ان کے مداخل و محاصل کے برابر ہوتے ہیں -

تجارتی ملکوں میں ہر قسم کے گراں بہا سامان تعیش کی افراط ہوتی ہے - ایسے ملکوں میں سلاطین ملوک اپنے مداخل و محاصل کا بیش تر حصہ اس قسم کے سامان پر صرف کرتے ہیں - اسی کی تقلید دیگر امراء و مشاہیر دولت بھی کرتے ہیں - اول تو خود انھیں کے ملکوں میں ان گراں بہا زہیرات کی کچھ کمی نہیں ہوتی - اس کے علاوہ ممالک گرد و پیش میں بھی ان کی افراط ہوتی ہے - امراء و سلاطین جہاں سے چاہتے ہیں یہ سامان بہم پہنچاتے ہیں جس پر دربار کا تزک و احتشام مبنی ہوتا ہے - اگرچہ اس قسم کی کروفر اور طمطراق فضول اور بیکار ہوتی ہے لیکن اسی بے بنیاد طمطراق کی خاطر امراء و مشاہیر دولت اپنے وابستہ گان دامن کو برطرف کرتے، اپنے کاشت کاروں کو آزادی بخشتے اور رفتہ رفتہ خود بھی وقعت باختہ ہو کر رہ جاتے ہیں - اب ان میں دیگر اور معمولی اہل شہر میں کچھ امتیاز نہیں رہتا - یہی رکیک اور فرومایہ جذبات ہیں جو اکابر و اعیان ملک کے افعال و کردار پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ملوک و سلاطین کے کردار کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں - یہ امر کیونکر قرین قیاس ہو سکتا ہے کہ

تمام ملک میں صرف وہی صاحب مال ہے جو اس قسم کی مسرت و انبساط سے بیگانہ ہے۔ اگر ملوک و سلاطین اس قسم کی مسرت و انبساط کے حصول پر اپنے مداخل کا اس قدر حصہ صرف نہ نہیں کرتے کہ ریاست کے دفاع و تحفظ کے امور کی کمزوری کا باعث ہوں، اگرچہ ان سے امید بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ ایسا کریں گے، تو اس حالت میں ہم ان سے یہ توقع کیسے رکھ سکتے ہیں کہ زھیرات و تکلفات پر وہ تمام حصہ صرف نہ کریں گے۔ جو امور دفاع و تحفظ سے زائد ہے قرین قیاس تو یہی ہے کہ وہ ایسا ضرور کریں گے۔ ان کے معمولی مصارف ان کے معمولی محاصل کے برابر ہوتے ہیں اور مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اس سے تجاوز نہ کریں۔ ان کی ذات سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ خزانہ جمع کریں۔ جب کوئی غیر معمولی ضرورت پیش آ جاتی ہے تو وہ رعایا سے غیر معمولی امداد کی استدعا کرتے ہیں اور اسی طرح غیر معمولی مصارف و اخراجات سے عہدہ برا ہو جاتے ہیں۔ تمام یورپ میں دو والیان ملک ہیں جو صاحب گنج و خزانہ ہیں اور یہ موجودہ اور سابق سلطان پرشیا ہیں۔ ان دونوں نے ہینری چہارم والئے فرانس کی وفات واقع ۱۶۱۰ء کے بعد کافی خزانہ جمع کر لیا تھا۔[۱] شخصی اور یک سری حکومتوں میں اس کفایت شعاری و جز رسی کا فقدان ہوتا ہے جو پس اندازی اور ذخیرہ اندوزی کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہے۔ جمہوری حکومتوں میں بھی یہ چیز شاذ و کم یاب ہوتی ہے۔ اطالیہ کی جمہوری ریاستیں اور ممالک زیرین ہالستان و بیلجیم کے صوبہ جات متحدہ سب مدیون و

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے دفتر چہارم کا پہلا باب۔

مقروض ہیں۔ تمام یورپ میں صرف ایک جمہوری ریاست ہے
کہ صاحب گنج و خزانہ ہے اور وہ جمہوریہ برن ہے۔[1] دیگر
جمہوریات سوئستان بے گنج و بے خزانہ ہیں۔ کسی نہ کسی
قسم کی طمطراق کا ذوق اور نمود عامہ کا شوق بسا اوقات
چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور جمہوریتوں پر اس درجے غالب
ہوتا ہے جس درجے بڑی بڑی سلطنتوں اور ان کے مبذر
سلطانوں پر ہوتا ہے۔ بالخصوص رفیع الشان عمارات کے باب
میں دونوں برابر ہیں۔ ثقہ و سنجیدہ جمہوری ریاستوں کے
پارلیمان و ایوان، شخصی سلطنتوں کے کاخ و ایوان سے کسی
طرح پیچھے نہیں ہوتے۔

دوران جنگ میں سلاطین و ملوک قرضہ لیتے ہیں۔

دوران امن و امان میں کفایت شعاری
اور جزرسی کی ضرورت محسوس نہیں کی
جاتی ہے اس لئے دوران جنگ میں لا محالہ قرض لینا پڑتا ہے۔
جب جنگ سر پر آ پہنچتی ہے تو خزانہ میں صرف اس قدر
زر نقد ہوتا ہے کہ دوران امن و امان کے لئے کافی سمجھا جاتا
ہے، اس سے زیادہ نہیں ہوتا۔ لیکن دوران جنگ میں اس سے تین
چار گنا زیادہ مصارف و اخراجات کی ضرورت لاحق ہوتی ہے، ان
کے بغیر ریاست کا دفاع و تحفظ محال ہوتا ہے، اس لئے لا محالہ
تین چار گنا محاصل و مداخل کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ فرض
کیجئے کہ ملوک و سلاطین کو اس امر پر قدرت حاصل ہے کہ
اپنے مداخل و محاصل میں اسی نسبت سے اضافہ کر لیں جس
نسبت سے مصارف و اخراجات میں اضافہ رونما ہو گیا ہے۔ اس

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے دفتر پنجم کا دوسرا باب۔

کے باوجود بھی محصولات شاہی کی آمدنی فوراً شروع نہیں ہو جاتی۔ اس کے داخل خزانہ ہونے کے لئے دس بارہ مہینے کی ضرورت ہوتی ہے اور مداخل و محاصل شاہی کا انحصار صرف محصولات شاہی پر ہوتا ہے اور سلاطین و ملوک میں حسب ضرورت مداخل و محاصل میں اضافہ کرنے کی قدرت محض شاذ ہوتی ہے اور جس وقت جنگ چھڑ جاتی ہے، فوج میں اضافے کی ضرورت پیش آجاتی ہے بلکہ اسی وقت پیش آجاتی ہے، جب جنگ کا احتمال ہو جاتا ہے، جنگی بیڑے تیار ہونے لگتے ہیں، قلعہ بندیوں کی مرمت ہونے لگتی ہے، استحکامات کی درستی ہو جاتی ہے، الغرض ہر طرح دفاع و تحفظ کی تیاریاں ہونے لگتی ہیں۔ بری اور بحری فوجوں اور قلعہ بند شہروں کے لئے اسلحہ اور ہتھیار، گولہ بارود اور سامان غذا و خوراک مطلوب ہوتے ہیں۔ ان کی بہم رسانی لازمی ہوتی ہے۔ جس لمحہ میں خطرہ جنگ کا احتمال ہوتا ہے اسی لمحے میں فوری اور کثیر اخراجات کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔ محصولات جدیدہ کی وصولیابی تدریجی ہوتی ہے۔ اس میں دیر لگنی لازم ہوتی ہے اس قسم کی شدید ضرورتوں کے وقت حکومتوں کے لئے اس کے سوا چارۂ کار نہیں ہوتا کہ قرضہ لیں اور کام چلائیں۔

جن علل و اسباب سے حصول قرضہ لازم آتا ہے انہیں سے حصول قرضہ ممکن بھی ہو جاتا ہے۔

جب معاشرۂ انسانی میں تجارت کا دور دورہ ہوتا ہے تو اس کا اخلاقی اثر یہ مرتب ہوتا ہے کہ حکومتیں اس انداز سے حصول قرضہ پر مجبور ہوتی ہیں، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اس حالت کا اثر یہ بھی ہوتا

ہے کہ ایک طرف تو رعایا میں قرضہ دینے کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے اور دوسری اس کے دینے کی رغبت بھی ہو جاتی ہے۔ جہاں اس سے حصول قرضہ کی ضرورت پیدا ہوتی ہے، وہاں اسی کے ساتھ قرضہ دینے کی سہولتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔[1]

صناع و تاجر قرضہ دینے پر قادر ہوتے ہیں۔

جن ملکوں میں تاجروں اور صناعوں کی کثرت ہوتی ان میں ایک۔ ایسا گروہ موجود ہوتا ہے جس کے ہاتھوں میں سے ایک گروہ کا راس المال اس قدر جلد جلد اور پے درپے گزرتا ہے جس قدر اس شخص کے مداخل و محاصل اس کے اپنے ہاتھوں میں سے گزرتے ہیں جو کسی قسم کی تجارت یا کسی طرح کا کاروبار نہیں کرتا اور صرف اپنی ذاتی آمدنی پر گزارہ کرتا ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سرعت و تواتر سے گزرتا ہے اور اس گروہ کا ذاتی راس المال ہی اس طرح نہیں گزرتا بلکہ ان لوگوں کا راس المال بھی اس گروہ کے ہاتھوں میں سے اسی طرح گزرتا ہے جو اس کو زر نقد قرض دیتے یا اپنا مال ادھار دیتے ہیں۔ غیر تجارت پیشہ لوگوں کے محاصل ان کے ہاتھوں میں سے باقاعدہ سال بھر میں صرف ایک بار گزر سکتے ہیں اور تاجر ایسی چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں جن کی باز یابی جلد جلد ہوتی ہے۔ ان کا راس المال ان کے ہاتھوں میں سے دو تین بار بلکہ چار بار گزرتا ہے۔ لہذا جن ملکوں میں تاجروں اور صناعوں کی کثرت ہوتی ہے ان میں ایک ایسے گروہ کی بہتات ہوتی ہے جو ہر وقت حکومت کو قرضہ جات کثیر دینے پر قادر ہوتے ہیں بشرطیکہ یہ لوگ حکومت کو قرضہ دینا

---

[1] طبع پنجم میں ''ساتھ'' نہیں ہے لا ریب یہ سہو طباعت کا نتیجہ ہے۔

پسند کریں - تجارتی ملکوں کی رعایا میں قرضہ دینے کی جو صلاحیت
ہوتی ہے اس کا راز اسی میں مضمر ہے -

صناع و تاجر قرضہ دینے پر راضی بھی ہوتے ہیں -

جن ملکوں میں انصرام عدالت میں باضابطگی روا نہیں رکھی جاتی اور جن
ملکوں کی رعایا اپنی جاگیر و جائداد کو محفوظ نہیں سمجھتی یا
جن ملکوں میں معاہدات کی تائید و حمایت کے لئے قوانین موجود
نہیں ہوتے یا جن ملکوں میں اس امر کا یقین نہیں ہوتا کہ
ارکان حکومت اپنے اختیارات اس باب میں استعمال کریں گے کہ
ان لوگوں کو ادائگی پر مجبور کریں جو قرض ادا کرنے کی
صلاحیت رکھتے ہیں، ایسے ملکوں میں صنعت و تجارت کبھی
فروغ نہیں پا سکتی - مختصر یہ کہ جن ملکوں میں رعایا کو
اس امر کا اعتبار نہیں ہوتا کہ حکومت عدل و انصاف سے
کام لے گی، ان ملکوں میں تجارت اور صنعت کو کبھی ترقی
نہیں ہو سکتی - جب تک خاص اعتبار و اعتماد حاصل نہیں ہوتا
اس وقت تک تاجر و صناع عام حالات میں اپنی جائداد کسی حکومت
کی حفاظت میں دینا نہیں چاہتے - لیکن جب یہ اعتبار و اعتماد
حاصل ہو جاتا ہے تو دینے میں تکلف نہیں کرتے - اسی طرح غیر
معمولی حالات میں یہ تاجر اور ضناع اپنی تمام جائداد بھی
حکومت کی حفاظت وتحویل میں دینے سے دریغ نہیں کرتے - جب
یہ لوگ حکومت کو قرضہ دیتے ہیں تو اس سے ان کی کاروباری
صلاحیت میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان
کی صنعت و تجارت میں کمی نہیں پڑتی - اس کے برعکس بالعموم
اس سے ان میں اضافہ ہو جاتا ہے - بسا اوقات ضروریات ریاست

ارکان حکومت کو اس امر پر مجبور کرتی ہیں کہ وہ قرضہ جات ایسی شرائط پر لیں جو قرضہ دینے والوں کے لئے سود مند ہوں یعنی اگر قرضہ دینے والے لوگ اپنی رقوم قرضہ کو کسی اور شخص کے نام منتقل کریں تو ان کی رقوم بھی بالکل محفوظ رہیں اور جب تک حکومت کے عدل و انصاف پر ہر شخص کو اعتماد ہوتا ہے ان رقوم کے معاوضے میں بازار میں ان سے زیادہ رقوم وصول ہو سکتی ہیں جتنی ان کے لئے ادا کی جاتی ہیں۔ لہذا جو زردار لوگ حکومت کو قرضہ دیتے ہیں وہ اس سے دولت پیدا کر لیتے ہیں۔ اس عمل سے صناعوں اور تاجروں کی صلاحیت میں کمی نہیں ہوتی بلکہ ان کے تجارتی راس المال میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب حکومت کے ارباب بست و کشاد کسی تاجر کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وہ کسی جدید قرضہ میں سب سے پہلا حصہ خریدے تو یہ تاجر اس کو ایک گونہ رعایت تصور کرتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ تجارتی ملکوں کے باشندوں کا رجحان قرضہ دینے کی طرف ہوتا ہے اور وہ اس پر آمادہ اور رضا مند ہوتے ہیں۔

جب حکومت کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو قرضہ مل سکتا ہے تو اس کو پس اندازی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ایسی ریاستوں کی حکومت کے لئے یہ امر وجہ سکون و اطمینان ہوتا ہے کہ رعایا غیر معمولی ضرورت کے وقت قرضہ دے سکتی ہے اور دینے پر رضا مند بھی ہوتی ہے۔ ان کی پیش بین نگاہیں یہ دیکھ لیتی ہیں کہ حصول قرضہ سہل و آسان ہے اس لئے جز رسی اور پس اندازی کی ضرورت نہیں ہے۔

جہاں کہیں حصول قرضہ کا امکان نہیں ہوتا وہاں پس اندازی لا بدی ہوتی ہے -

جب معاشرۂ انسانی کی حالت غیر متمدن ہوتی ہے اور نہ راس المال ہوتا ہے تو وہاں نہ صنعت و تجارت ہوتی ہے اور نہ راس المال ہوتا ہے جس سے یہ چیزیں حاصل ہو سکتی ہیں - افراد قوم اس قدر زر نقد پس انداز کرتے ہیں جس قدر ان کے حیز امکان میں ہوتا ہے - ان کو حکومت کے عدل و انصاف پر اعتماد نہیں ہوتا اس لئے اس کو زمین دوز کر دیتے ہیں - ان کو یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ اگر حکومت کو معلوم ہو جائے گا کہ فلاں شخص کے پاس اس قدر دولت جمع ہو گئی اور وہ فلاں جگہ رکھی ہے تو اس کے لوٹنے میں دریغ نہ کریگی - ایسی حالت میں غیر معمولی ضرورت کے وقت بھی کوئی شخص اس امر کا روا دار نہیں ہوتا کہ حکومت کو قرضہ دے - سلاطین و ملوک کی دوربین نگاہیں اس امر کو پہلے سے تاڑ لیتی ہیں کہ حصول قرضہ جات کا امکان نہیں ہے اس لئے وہ لا محالہ پس اندازی کرتے اور اہم ضروریات کے سامان بہم پہنچاتے ہیں - اس دور بینی اور مآل اندیشی سے ان کے پس اندازی کے طبعی رجحان میں اور بھی زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے -

ابتدا ابتدا میں قومیں بلا ضمانت قرضہ لینا شروع کر دیتی ہیں اس کے بعد خاص خاص ذخائر مکفول کرتی ہیں -

آج کل قرضہ جات میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے - دور حاضرہ میں اقوام یورپ پر اس کا غلبہ و تسلط بڑھ گیا ہے اور غالباً بالآخر یہ ان کو تباہ و

برباد کر کے رکھ دے گا۔ ایک زمانہ تھا کہ قرضہ جات کی رفتار قریب قریب یکساں تھی۔ ابتدا ابتدا میں افراد قوم کو صرف ذاتی ساکھ کی بنا پر قرضہ مل جاتا تھا۔ ان کو ادائے قرض کے لئے کسی خاص ذخیرے کی کفالت کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ بہ الفاظ دیگر ان کو کوئی شے مکفول نہ کرنی پڑتی تھی۔ بعینہ یہی حالت اقوام کی تھی لیکن بالآخر یہ طریقہ غلط ثابت ہوا۔ اب حصول قرضہ کے لئے کسی نہ کسی ذخیرے کی کفالت لا بدی ہو گئی ہے یعنی حصول قرض کے لئے کسی شے کا رھن رکھنا لازم قرار پا گیا۔

برطانیہ کے غیر ذخائری دیون طریق اول کے رھین منت ھیں۔

برطانیہ میں قرضہ جات کی ایک شاخ ھے جس کا نام ھے غیر ذخائری دیون۔ یہ دیون حصول قرضہ کے اعتبار سے طریق اول کے رھین منت ھیں۔ ان میں وہ قرضہ جات شامل ھیں جو یا تو بے سود ھیں یا بے سود سمجھے جاتے ھیں۔ یہ ان قرضہ جات سے مشابہ ھیں جو افراد قوم کسی دکان سے حساب کھولتے اور ادھار سودا لیتے ھیں۔ ان قرضہ جات کا ایک حصہ ایسا ھے جس پر سود چڑھتا ھے۔ یہ ان قرضہ جات سے مشابہ ھیں جو افراد قوم ھنڈی پرچے اور پرامیسری نوٹ کی کمک پر لیتے ھیں۔ قرضہ جات یا تو غیر معمولی خدمات کے معاوضے میں واجب الادا ہوتے ھیں یا ایسی خدمات کے عوض دئے جاتے ھیں جن کے لئے سامان مہیا نہیں ہوتا یا ایسی خدمات کے لئے ادا کئے جاتے ھیں جن کا معاوضہ اس وقت ادا نہیں کیا گیا تھا جب خدمات انجام دی گئی تھیں۔ پہلی قسم کے قرضے میں

بحری فوج کے غیر معمولی اجزا اور اسلحہ خانے کے اجزا شامل ہوتے ہیں اور عموماً بحری سپاہ کی تنخواہ کی باقیات اور غیرملکی شہزادوں کی مالی امداد کی باقیات بھی اسی قسم میں شامل ہیں - دوسری قسم کے قرضہ جات میں وہ بحری اور بری خزانے کی ہنڈیاں شامل ہوتی ہیں جو کبھی تو اس قسم کے قرضہ جات کی جزوی ادائگی کے لئے دی جاتی ہیں اور کبھی دیگر اغراض و مقاصد کے لئے جاری کی جاتی ہیں - خزانے کی ہنڈیوں پر اسی تاریخ سے سود لگنے لگتا ہے - جس تاریخ سے وہ جاری کی جاتی ہیں اور بحری ہنڈیوں پر تاریخ اجرا کے چھ مہینے بعد سود لگنا شروع ہوتا ہے - بنک انگلستان اپنی مرضی سے اس قسم کی ہنڈیوں کو ہنڈاوں کاٹ کر موجودہ مالیت پر سکار دیتا ہے یا خاص خاص معاوضات کے مطابق حکومت سے یہ سمجھوتہ کر لیتا ہے کہ اس قسم کی بحری ہنڈیوں کو گردش میں رہنے دے یعنی ان کو ان کی مساوی مالیت پر قبول کرے اور وہ سود ادا کر دے جو ان پر واجب الادا ہو جاتا ہے - اس طریق عمل سے وہ ان کی مالیت کو بر قرار رکھتا ہے اور ان کی سیر و گردش میں سہولتیں پیدا کر دیتا ہے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات حکومت اس قبیل کے قرضہ جات کثیر کے حصول پر قادر ہو جاتی ہے - فرانس میں شاہی ہنڈیاں کبھی کبھی ساٹھ ستر فی صدی ہنڈاوں پرسکاری جاتی تھیں ، اس لئے کہ وہاں اس قسم کا کوئی بنک نہ تھا - [1] شاہ ولیم کے عہد حکومت میں

---

[1] ملاحظہ ہو - سیاسی تصورات متعلقہ مالیان مصنفہ - پی - جے - ڈوورنی - اور سیاسی تصورات متعلقہ مالیات و تجارت - از "دوتات" جلد اول - صفحہ ٢٢٥ -

تسکیک جدید کا عمل وجود پذیر ہوا تھا - اس وقت بنک انگلستان نے مصلحتاً لین دین بند کر دیا تھا - بیان کیا جاتا ہے که اس وقت خزانے کی هنڈیاں اور ٹالیاں پچیس فی صدی سے ساٹھ فی صدی هنڈاوں پر سکاری جاتی تھیں - اس کی وجه کچھ تو یه تھی که نئی حکومت مستقل اور پائدار سمجھی نه جاتی تھی کیونکه انقلاب کے بعد قائم هوئی تھی اور کچھ وجه یه تھی که اس کو بنک انگلستان کی اعانت و تائید حاصل نه تھی -۱

مداخل و محاصل کے خاص خاص شعبے میعاد مقررہ کے لئے مکفول کئے جاتے هیں یا دائمی طور پر مکفول کر دئے جاتے هیں - جب کوئی میعاد مقرر هوتی هے تو قرضه میعادی کہلاتا هے - جب کوئی ذخیرہ مکفول کیا جاتا هے تو قرضه مکفول کہلاتا هے -

جب حصول قرضه جات کا یه طریقه کار گر نہیں هوتا تو حصول قرضه کے لئے کسی شعبے کے مداخل کی کفالت ضروری هو جاتی هے تا که ادائے قرضه کا امکان باقی رهے - اس کے متعلق حکومت دو مختلف موقعوں پر مختلف صورتیں اختیار کرتی هے - کسی موقع پر حکومت یه کفالت قلیل مدت کے لئے پیش کرتی هے مثلاً ایک سال یا چند سال کے لئے

---

۱ ملاحظه هو - تاریخ محاصل عامه مصنفه 'جیمس پاسل ویٹ' - مطبوعه ۱۷۵۹ء - صفحات ۱۴ - ۱۵ - مصنف موصوف کا بیان هے که هنڈاوں کی شرح پچیس اور پچپن کے درمیان تھی - اس هنڈاوں میں جو کچھ اختلاف تھا اس کا انحصار اس امر پر تھا که ٹالیاں سابق هیں که نہیں - ان سے عام طور پر قومی ساکھ کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا بلکه یه اندازہ لگایا جا سکتا تھا که خاص خاص محصولات کا لگایا جانا قرین قیاس هے جن سے اس قدر محاصل وصول هو سکتے هیں که وہ قرضه جات ادا کر دئے جائیں جو ان کی کمک پر حاصل کئے گئے هوں - علاوہ ازیں ملاحظه هو کتاب هذا دفتر دوم کا دوسرا باب -

اور بعض موقعوں پر وہ دائمی کفالت پیش کرتی ہے۔ ایک حالت میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ ذخیرہ مکفول اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں سے زر قرضہ اور اس کا سود میعاد مقررہ سے اندر نکل آئے گا، دوسری حالت میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ذخیرہ مکفول صرف ادائے سود کے لئے کافی ہے، بہ الفاظ دیگر - یہ دائمی سالیانہ صرف سود کے برابر ہے۔ اس صورت میں حکومت کو ہر وقت یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ جب چاہے رقم قرضہ کا زراصل ادا کر دے اور اس کفالت کو فک الرہن کرا لے۔ جب طریق اول کے مطابق قرضہ لیا جاتا ہے تو یہ قرضہ توقعاتی قرضہ کہلاتا ہے اور جب طریق دوم کے مطابق قرضہ لیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ بہ کفالت ذخائر دائمی لیا گیا ہے یا از روئے اختصار پہلے کو میعادی اور دوسرے کو مکفولی کہتے ہیں۔

سالانہ محصولات اراضی اور محصولات بوزہ ہمیشہ میعادی یا توقعاتی ہوتے ہیں۔

برطانیہ میں محصولات اراضی اور محصولات بوزہ باقاعدہ طور پر میعادی ہوتے ہیں اس لئے کہ ان قوانین میں ہر سال ایک ضمن قرضہ رکھی جاتی ہے جس کی رو سے یہ محصولات عائد کئے جاتے ہیں۔ اس ضمن کی وجہ سے یہ قرضہ جات توقعاتی قرضہ جات متصور ہوتے ہیں۔ بنک انگلستان عموماً وہ رقوم پیشگی ادا کر دیتا ہے جن کے لئے یہ محصولات لگائے جاتے ہیں اور جوں جوں پیداوار آتی جاتی ہے وہ بنک یہ قرضہ وصول کرتا رہتا ہے۔ بنک مذکور ان رقوم پر سود بھی لیتا ہے جس کی شرح انقلاب

کے بعد آٹھ فی صدی اور تین فی صدی کے بین بین رھی ھے۔ اگر پیداوار میں قلت ھوتی ھے تو سال آئندہ کی آمدنی سے اس کی تلافی کر دی جاتی ھے حالانکہ قلت ھمیشہ رونما ھوتی رھتی ھے۔ اس طرح سرکاری مداخل کا وہ شعبہ باقاعدہ طور پر وجود میں آنے سے پہلے ھی صرف ھوتا رھتا ھے جو اب تک غیر مکفول ھوتا ھے۔ اس کی مثال ایسی ھے جیسی کسی غیر محتاط ناعاقبت اندیش فضول خرچ شخص کی ھوتی ھے۔ اس کی ضروریات اس کو اجازت نہیں دیتیں کہ وہ اس وقت کا انتظار کرے کہ لوگ اس کے مداخل و محاصل باضابطہ طور پر ادا کریں۔ یہ شخص ھمیشہ اپنے کارندوں اور گماشتوں سے قرض لیتا رھتا ھے اور خود اپنے ھی زر نقد کے استعمال کے لئے سود دیتا رھتا ھے یہی حالت ریاست کی ھے کہ اپنے ھی کارندوں اور گماشتوں سے قرضہ لیتی اور اپنے زر نقد کے استعمال کے معاوضے میں سود دیتی ھے۔

ولیم سوم اور ملکہ این کے عہد حکومت میں اس طریق پیش بندی کے باعث کمی رونما ھوگئی تھی۔

ولیم سوم کے عہد حکومت میں اور ملکہ این کے عہد حکومت کے بیشتر حصے میں دائمی کفالت ذخائر کا رواج اس قدر عام نہ تھا جس قدر آج کل ھے۔ اس زمانے میں نئے محصولات کا بیشتر حصہ صرف عرصہ قلیل کے لئے تجویز کیا جاتا تھا (یعنی چار پانچ یا چھ سات سال سے زیادہ نہ ھوتا تھا) اور ھر سال عطیات کا بیشتر حصہ ان قرضہ جات پر مشتمل ھوتا تھا جو محصولات کی آمدنی کی توقع پر لئے جاتے تھے۔ بسا اوقات ان محصولات سے جو آمدنی ھوتی تھی وہ مدت معینہ کے اندر اندر زر نقد اور سود کی ادائگی

کے لئے کافی نہ ہوتی تھی - نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ہر سال کمی پڑتی جاتی تھی اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے میعاد میں توسیع کرنی پڑتی تھی -

محصولات مکفولہ کی میعاد میں ۱۶۹۷ء میں توسیع کی گئی تھی -

بذریعہ قانون ہشتم مجریہ ولیم سوم قانون موضوعۂ پارلیمان نمبر ۲۰ محصولات کی کمی پہلے عام رہن یا کفالت ذخائر کے ذریعہ ۱۶۹۷ء میں پوری کی گئی - اس کی رو سے مختلف محصولات کی معیاد میں یکم اگست ۱۷۰۶ء تک توسیع کر دی گئی - اگر یہ توسیع نہ ہوتی تو یہ معیاد پہلے ہی میعاد قلیل کے اندر ختم ہو جاتی - ان محصولات کی آمدنی کو جمع کیا گیا اور ان سے ایک عام ذخیرہ بن گیا - اس توسیع یافتہ میعاد میں جو کمی پیدا ہوئی اس کی مقدار اکیاون لاکھ ساٹھ ہزار چار سو انسٹھ پونڈ چودہ شلنگ اور سوا نو پنس تھی - ۱

۱۷۰۱ء میں

۱۷۰۱ء میں ان محصولات کی میعاد میں اور بھی زیادہ توسیع کر دی گئی اور ان کو اسی قسم کے اغراض و مقاصد کے لئے اگست ۱۷۱۰ء تک واجب العمل قرار دے دیا گیا - اس کو دوم رہن عامہ یا کفالت ذخائر کہتے ہیں-۲ اس صورت میں جو کمی پیدا ہوئی اس کی مقدار بیس لاکھ پچپن ہزار نو سو ننانوے پونڈ - سات شلنگ - ساڑھے گیارہ پنس تھی -

---

۱ تصنیف محولۂ بالا ازپوسل ویٹ- طبع پنجم- ساڑھے نو- مگر یہ سہوطباعت ہے - ملاحظہ ہو صفحہ ۳۸ -

۲ ملاحظہ ہو تصنیف محولہ بالا از پوسل ویٹ صفحہ ۴۰ -

۱۷۰۷ء میں | ۱۷۰۷ء میں ان محصولات کی میعاد میں اور بھی زیادہ توسیع کر دی گئی تھی اور ان کو قرضہ جات جدید کے طور پر ۱۷۱۲ء تک واجب العمل قرار دے دیا گیا تھا۔ اس کو سوم رھن عامہ یا کفالت ذخائر کہتے ھیں۔ اس کی رو سے جو رقم قرض لی گئی اس کی مقدار نو لاکھ تراسی ہزار دو سو چون پونڈ گیارہ شلنگ سوا نو پنس تھی۔

۱۷۰۸ء میں | ۱۷۰۸ء میں یہ محصولات قرضہ جات جدید کے لئے کفالتی ذخائر کی حیثیت سے یکم اگست ۱۷۱۴ء تک جاری تھے۔ اس وقت ان کو چہارم رھن عامہ یا کفالت ذخائر کہتے تھے (صرف قدیم امداد زر بحساب فی ٹن اور بحساب فی پونڈ اس سے مستثنیٰ تھی۔ اس کا صرف نصف حصہ اس کفالتی ذخیرہ کا ایک جز قرار دے دیا گیا تھا۔ اسکاچستانی کپڑے کا محصول درآمد بھی اس سے مستثنیٰ تھا جو شرائط اتحاد کی رو سے منسوخ کر دیا گیا تھا)۔۱ جو رقم اس کی کفالت پر قرض لے گئی تھی اس کی مقدار نو لاکھ پچیس ہزار ایک سو چھتر پونڈ۔ نو شلنگ اور سوا دو پنس تھی۔۲

۱۷۰۹ میں۔ | ۱۷۰۹ء میں یہ محصولات انھیں اغراض و مقاصد کے لئے یکم اگست ۱۷۱۲ء تک جاری رکھے گئے۔ اس وقت ان کو پنجم رھن عامہ یا کفالتی ذخیرہ کہتے تھے۔۳ (صرف قدیم امداد زر بحساب فی ٹن اور بہ حساب فی پونڈ اس سے مستثنیٰ تھی جو اب اس ذخیرے سے کلیتہ خارج کر دی گئی

---

۱ ملاحظہ ہو صفحہ ۵۹ کتاب محولہ بالا۔
۲ ملاحظہ ہوں۔ صفحات ۶۳ اور ۶۴ کتاب محولہ بالا۔
۳ ملاحظہ ہو صفحہ ۶۸ کتاب محولہ بالا۔

تھی) - جو رقم اس کی رو سے قرض لی گئی تھی اس کی مقدار نو لاکھ بائیس ہزار انتیس پونڈ - چھ شلنگ تھی[۱] -

اور ۱۷۱۰ء میں

اور ۱۷۱۰ء میں ان محصولات کی میعاد میں اور بھی توسیع کر دی گئی تھی اور ان کو یکم اگست ۱۷۲۰ء تک واجب العمل قرار دے دیا گیا تھا - اس وقت ان کو ششم رھن عامه یا کفالت ذخیرہ کہتے تھے - ان کی رو سے جو قرضہ جات لئے گئے تھے ان کی مقدار بارہ لاکھ چھیانوے ہزار تین سو باون پونڈ، نو شلنگ اور پونے بارہ پنس تھی -[۲]

۱۷۱۱ء میں محصولات کو دوامی قراد دے دیا گیا اور اکیانوے لاکھ ستر ہزار نو سو ارسٹھ پونڈ کے سود کے لئے ان کو کفالتی ذخیرہ بنا دیا گیا -

وہ محصولات جو اس وقت چار مختلف پیش بندیوں کے تابع تھے ۱۷۱۱ء میں دوامی قرار دے دئے گئے اور ان کے ساتھ چند اور محصولات بھی شامل کر دئے گئے اور جنوبی بحری شرکت کے راس المال کے سود کی ادائگی کے لئے کفالتی ذخائر بنا دے گئے اس لئے کہ شرکت مذکور نے اس سال حکومت کو اکیانوے لاکھ ستر ہزار نو سو سرسٹھ پونڈ، پندرہ شلنگ، چار پنس قرض دئے تھے کہ حکومت اپنے قرضہ جات ادا کر دے اور کمی کو پورا کر لے - یہ بڑی سے بڑی رقم تھی جو اب تک بطریق قرضہ حکومت کو دی گئی تھی -[۳]

---

۱ ملاحظہ ہو صفحہ ٦٨ کتاب محولہ بالا -

۲ ملاحظہ ہو صفحہ ۷۱ کتاب محولہ بالا -

۳ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱۱ از کتاب محولہ بالا -

اداۓ سود کے لئے اس سے پہلے بھی دوامی محصولات لگائے گئے تھے مگر وہ صرف ان رقوم کے سود کی ادائگی کے لئے تھے جو بنک نے دی تھیں یا جو شرکت شرق الہند کی طرف سے پیش کی گئی تھیں۔

جہاں تک میرے مشاہدات کا تعلق ہے اس عرصے سے پہلے جو محصولات اداۓ سود کی غرض سے بہ طریق دوامی ادا کئے گئے تھے، وہ تھے جو ان رقوم کے سود کی ادائگی کے لئے لگائے گئے تھے جو یا تو بنک سے لی گئی تھیں یا شرکت شرق الہند کی طرف سے پیش کی گئی تھیں۔ ان کے متعلق ابتدا میں یہ خیال تھا کہ یہ قرضہ جات بذریعۂ ایک مجوزہ بنک پیش کئے جائیں گے مگر کبھی پیش نہیں کئے گئے تھے۔ بنک کے کفالتی ذخیرے کی میزان اس وقت تینتیس لاکھ پچھتر ہزار ستائیس پونڈ سترہ شلنگ ساڑھے دس پنس تھی جس پر سالیانہ یا سالانہ دو لاکھ چھ ہزار پانسو ایک پونڈ تیرہ شلنگ پانچ پنس سود دیا جاتا تھا۔۱ شرکت شرق الہند کے کفالتی ذخیرے کی میزان بتیس لاکھ پونڈ تھی)۔ اس کے لئے ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ سالیانہ یا سالانہ سود ادا کیا جاتا تھا۔۲ بنک کے کفالتی ذخیرے کی شرح سود چھ فیصدی تھی اور شرکت شرق الہند کی پانچ فیصدی تھی۔۳

---

۱ ملاحظه هوں صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳ از کتاب محوله بالا اور کتاب هذا کے دفتر دوم کا دوسرا باب۔

۲ ملاحظه هوں صفحات ۳۱۹ اور ۳۲۰ از کتاب محوله بالا۔

۳ منجمله دو لاکھ چھ هزار پانچ سو ایک پونڈ تیره شلنگ پانچ پنس کے چار هزار پونڈ اخراجات انتظام و انصرام کے لئے تھے۔ ملاحظه هو کتاب هذا کے دفتر دوم کا دوسرا باب۔

۱۷۱۵ء میں چند محصولات مجتمع کئے گئے اور ان کا نام مجموعی کفالتی ذخیرہ رکھ دیا گیا۔

قانون نمبر ۱ - مجریہ جارج اول قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۱۲ کی رو سے ۱۷۱۰ء میں بنک کے سالیانوں کی ادائگی کی غرض سے مختلف محصول مکفول کئے گئے تھے - ان کے ساتھ کچھ اور محصول بھی مکفول کئے گئے تھے جو اسی قانون کی رو سے دوامی قرار دے دئے گئے تھے - یہ تمام کے تمام مشترک ذخیرے میں مجتمع ہو گئے تھے جس کا نام مجموعی کفالتی ذخیرہ تھا - اس میں سے بنک کا سالانہ سود ادا کیا جاتا تھا - اس کے علاوہ اسی قبیل کے دیگر سالیانے بھی ادا کئے جاتے تھے - ان کے علاوہ اگر کسی قسم کا کوئی اور بار بھی ہوتا تھا تو وہ اسی سے ادا کیا جاتا تھا - اس کے بعد قانون نمبر ۳ مجریہ جارج اول قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۸ کی رو سے اور قانون نمبر ۵ - مجریہ جارج اول - قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۳ کی رو سے اس میں اضافہ کر دیا گیا تھا اور چند دیگر محصولات بھی شامل کر دئے گئے تھے - وہ بھی اسی طرح دوامی قرار دے دئے گئے تھے -۱

اور ۱۷۱۷ء میں چند اور محصولات مجتمع کئے گئے ان کا نام عام کفالتی ذخیرہ ہے -

۱۷۱۷ء میں قانون نمبر ۳ - مجریہ جارج اول - قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۷ کی رو سے کچھ اور محصول دوامی قرار دئے گئے اور ایک مشترک کفالتی ذخیرے میں مجتمع کر دئے گئے جس کا نام عام کفالتی ذخیرہ ہے - یہ اس لئے

---

۱ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۵ از تاریخ مداخل عامہ مصنفہ پوسل ویٹ -

کیا گیا تھا کہ چند خاص سالیانوں کی ادائگی ضروری تھی جن کی میزان سات لاکھ چوبیس ہزار - آٹھ سو انچاس پونڈ چھ شلنگ اور ساڑھے دس پنس تھی -۱

اس طرح اکثر محصولات دوامی قرار دے دئے گئے تا کہ زر اصل ادا نہ کیا جائے بلکہ صرف سود ادا کیا جائے -

ان مختلف قوانین کی رو سے ان محصولات کا بیشتر حصہ دوامی قرار دے دیا گیا جو ابتدا میں صرف چند سال کے لئے بہ طریق پیشں بندی لگائے گئے تھے- ان سے مقصود یہ تھا کہ زر اصل ادا نہ کیا جائے بلکہ ان رقوم کا صرف سود ادا کیا جائے جو ان کی ضمانت پر وقتاً فوقتاً قرض لی گئی تھیں -

جب کفالتی ذخائر ایک دفعہ رائج ہو جاتے ہیں تو توقعاتی قرضہ سے زیادہ قابل ترجیح گنے جاتے - ہیں -

اگر قرضہ ہمیشہ بر بنائے توقع لیا جاتا اس کے خلاف کبھی نہ لیا جاتا تو چند سال کے اندر اندر سرکاری مداخل و محاصل پر کسی قسم کا بار نہ رھتا - اس باب میں حکومت کو صرف اس قدر توجہ مبذول کرنی پڑتی کہ صرف اس قدر قرض لے جس قدر ایک مدت محدود میں ادا کر سکتی ھے ' اس سے زیادہ نہ لے - اسی طرح دوسری بار توقعاتی قرضہ نہ لے جب تک کہ پہلا توقعاتی قرضہ بے باق نہ ھو جائے ورنہ کفالتی ذخیرہ زیادہ زیر بار ھو جائے گا - اس صنف میں حکومت کو اس سے زیادہ توجہ مبذول کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن یورپ میں ایسی حکومتوں کی تعداد غالب ھے کہ اس قسم کی توجہ کے مبذول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں -

---

۱ اس قانون کا تعلق ۱۷۱۶ء سے ھے ۱۷۱۷ء سے نہیں ھے -

بسا اوقات یہ حکومتیں ان کفالتی ذخائر کو بہت زیربار کردیتی ہیں یہاں تک کہ پہلے توقعاتی قرضے پر دوسرا توقعاتی قرضہ لینے سے بھی دریغ نہیں کرتیں اور بعض بعض حالات میں تو دوسرے پر تیسرا قرضہ لینے سے بھی نہیں چوکتیں حالانکہ پہلے توقعاتی قرضے کی بھی میعاد ختم نہیں ہوتی ۔ اس طریقے سے یہ کفالتی ذخیرے اس امر کے لئے کافی نہیں ہوتے کہ ان سے وہ رقوم ادا کی جائیں جو ان کی کفالت پر قرض لی گئی ہیں اور ان کا سود بھی ان میں سے ادا کیا جائے۔ لہذا اس بات کی ضرورت پیش آتی ہے کہ اس میں سے صرف سود ادا کیا جائے یا اس قدر سالیانے ادا کئے جائیں جو ادائے سود کے لئے کافی متصور ہوں ۔ اس قسم کے توقعاتی قرضے صرف محصولات کی آمدنی کی توقع پر لئے جاتے ہیں ورنہ ان کے لئے کوئی ذخیرہ مہیا نہیں ہوتا ۔ ان سے دوامی کفالتی ذخیرے وجود پذیر ہوتے ہیں اور یہ اس سے بھی زیادہ مہلک اور تباہ کن ہوتے ہیں ۔ اگرچہ اس طریق کار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مداخل و محاصل سرکار کی بحالی معرض التوا میں پڑ جاتی ہے یعنی پہلے ان کی میعاد مقرر و معین ہوتی ہے اب سر تا سر غیر معین ہو جاتی ہے یہاں تک کسی کو اس امر کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ کبھی وہ میعاد اختتام پذیر ہوگی ، لیکن اس نئے طریق کار کی بنا پر ہر حالت میں بڑی بڑی رقوم قرض لی جا سکتی ہیں جو قدیم توقعاتی قرضہ جات کی بنا پر نہیں لی جا سکتی تھیں۔ اس لئے جب کفالتی ذخائر کا طریقہ رواج پذیر ہو جاتا ہے اور لوگ اس سے آشنا ہونے لگتے ہیں تو اشد قومی ضروریات کے وقت لوگ اس جدید طریق کار کو قدیم توقعاتی قرض پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ جو لوگ انصرام امور عامہ سے براہ

راست مربوط ہوتے ہیں ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح موجودہ ضروریات پوری کر دی جائیں۔ یہ لوگ مداخل و محاصل عامہ کی بحالی کو آیندہ نسلوں کے غور و توجہ کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

جب شرح سود میں کمی ہو جاتی ہے تو اس سے پس اندازی کی تحریص ہوتی ہے اور اس سے ذخیرہ ادائی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔

ملکہ این کے عہد حکومت میں شرح سود میں کمی پڑ گئی اور وہ چھ فیصدی سے گر کر پانچ فیصدی پر آ رہی تھی۔ اس ملکہ کے عہد حکومت کے بیسویں سال میں اس امر کا اعلان کیا گیا تھا کہ ذاتی ضمانت کی کفالت پر جو سود زر مقروضہ کے لئے ادا کیا جاتا ہے اس کی شرح از روئے قانون پانچ فیصدی ہو سکتی ہے، اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔[۱] اس کو کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ برطانیہ کے تمام محصولات دوامی قرار دے دئے گئے تھے اور اجتماعی ذخائر جنوبی بحری ذخائر اور عمومی ذخائر میں منقسم کر دئے گئے تھے اور قرضہ جات عامہ اور قرضہ جات ذاتی دونوں کے دائنوں یعنی لین داروں کو اس امر پر آمادہ کیا گیا تھا کہ اپنے اپنے زر قرضہ کے لئے سود پانچ فیصدی شرح سے قبول کر لیں۔ اس سے قرضہ جات کے بیشتر حصے کے راس المال پر ایک فیصدی کی بچت ہو گئی تھی جو اس طرح دوامی ذخیرہ کفالتی قرار دے دیا گیا تھا۔ بہ الفاظ دیگر اس ترکیب سے ان سالیانوں کے بیشتر حصے میں چھٹے حصے کی کفالت رونما ہو گئی تھی جو

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے دفتر اول کا نواں باب۔

متذکرۂ بالا تینوں ذخائر کبیرہ میں سے ادا کئے گئے تھے۔[1] اس بچت کے باعث مختلف محصولات کی آمدنی میں معتدبہ سر حاصل پیدا ہو گیا جو ان ذخائر میں مجتمع ہو گیا اور یہ ان رقوم سے زیادہ تھا جو اس سالانہ سود کی ادائگی کے لئے مطلوب ہوتی تھیں جو ان رقوم پر واجب الادا ہوتا تھا۔ اس بچت سے اس چیز کی بنیاد پڑ گئی جس کو ذخیرہ ادائی کہتے ہیں۔ ۱۷۱۷ء میں اس کی مقدار تین لاکھ تیئس ہزار چار سو چونتیس پونڈ سات شلنگ اور ساڑھے سات پنس تھی۔[2] ۱۷۲۷ء میں قرضہ جات عامہ کے سود میں اور بھی تخفیف کر دی گئی اور اس کو چار فیصدی کر دیا گیا۔[3] اور ۱۷۵۳ء میں ساڑھے تین فیصدی اور ۱۷۵۷ء میں تین فیصدی کر دیا گیا۔[4]

ذخیرہ ادائی سے جدید قرضہ جات کے حصول میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

ذخیرہ ادائی سے مقصود بالذات تو یہ امر ہوتا ہے کہ قرضہ جات قدیم کو ادا کیا جائے لیکن اس کی وجہ سے جدید قرضہ جات کے حصول میں بہت کچھ سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک گونہ ذیلی ذخیرہ ہوتا ہے جو کسی اور مشکوک و مشتبہ ذخیرے کی کفالت میں رہن

---

۱ یہ ۱۷۱۷ء میں قانون نمبر۳ ۔ مجریہ جارج اول ۔ قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۷ کی رو سے واقع ہؤا تھا ۔ ملاحظہ ہو تاریخ محاصل عامہ مصنفہ پوسل ویٹ ۔ صفحات ۱۲۰ اور ۱۴۵ ۔

۲ ملاحظہ ہو کتاب تجارت مصنفہ اینڈرسن مطبوعہ ۱۷۱۷ء ۔

۳ ملاحظہ ہو کتاب محولہ بالا مطبوعہ ۱۷۲۷ء ۔

۴ یہاں ۱۷۵۳ء کی جگہ ۱۷۵۰ء ہونا چاہئے۔ ملاحظہ ہو کتاب تجارت مصنفہ اینڈرسن ۱۷۴۹ء ۔

رکھا جا سکتا ہے۔ اہم قومی ضرورت کے وقت اس کی ضمانت پر قرضہ لیا جا سکتا ہے۔ آئندہ سطور و صفحات میں اس امر پر بتدریج روشنی ڈالی جائے گی کہ برطانیہ کا ذخیرہ ادائی زیادہ تر پہلی صورت میں برتا گیا ہے یا دوسری صورت میں استعمال کیا گیا ہے۔

قرضہ جات اختتام پذیر اور حین حیاتی سالیانوں کی کفالت پر بھی لئے جا سکتے ہیں۔

حصول قرضہ کے معروف طریقے تو دو تین ہیں، ایک توقعاتی دوسرا دائمی کفالتی۔ ان کے علاوہ دو اور طریقے بھی ہیں جو قریب قریب ان دونوں کے بین بین ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ میعاد مقررہ کے لئے سالیانے خریدے جاتے ہیں دوسرا یہ کہ قرضہ جات حین حیاتی سالیانوں کی کفالت پر لئے جاتے ہیں۔

ولیم سوم اور ملکہ این کے عہد حکومت میں اکثر قرضہ جات میعادی سالیانوں پر لئے جاتے تھے۔

شاہ ولیم سوم اور ملکہ این کے عہد سلطنت میں بسا اوقات قرضہ جات میعادی سالیانوں پر لئے جاتے تھے کبھی ان سالیانوں کی میعاد طویل ہوتی تھی، کبھی محض قلیل ہوتی تھی۔ ۱۶۹۳ء میں ایک قانون وضع کیا گیا تھا جس کی رو سے دس لاکھ پونڈ چودہ فیصدی شرح سود سالانہ پر قرض لئے گئے تھے یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ سالانہ سولہ سال تک دینے پڑتے تھے۔[۱] ۱۶۹۱ء میں ایک قانون وضع کیا گیا تھا جس کی رو سے دس

---

۱ ملاحظہ ہوں قوانین نمبر۵ اور نمبر۶۔ و مجریہ ولیم و میری۔ قانون موضوعہ پارلیمان نمبر ۷۔

لاکھ پونڈ حین حیات سالیانوں کی کفالت پر قرض لئے گئے تھے - اس کی شرائط آج کل کے مقابلے میں بہت زیادہ مفید اور سود منہ معلوم ہوتی ہیں لیکن رقم مطلوبہ پوری مقدار میں وصول نہ ہوئی تھی - اگلے سال حین حیاتی سالیانوں پر چودہ فیصدی شرح سود پر قرضہ لیا گیا اور اس طرح اس کمی کو پورا کیا گیا - بالفاظ دیگر یہ شرح سود ہفت سالہ خرید سے قدرے زیادہ تھی - ۱ ١٦٩٥ء میں ان سالیانوں کے خریداروں کو یہ اجازت دے دی گئی تھی کہ تریسٹھ پونڈ خزانۂ شاہی میں داخل کریں اور ان کو چھیانوے سابقہ سالیانوں سے تبدیل کر لیں - یعنی چودہ فیصدی حین حیاتی سالیانوں اور چودہ فیصدی چھیانوے فیصدی سالیانوں میں جو فرق تھا وہ بعوض تریسٹھ پونڈ فروخت کیا گیا تھا اور یہ ساڑھے چار سال کی خرید کے برابر تھا - اس وقت حکومت اس درجے ناپائدار گنی جاتی تھی کہ ان شرائط پر بھی خریداروں کی تعداد کافی نہ تھی - ملکہ این کے عہد حکومت میں قرضہ بسا اوقات حین حیاتی سالیانوں پر لیا جاتا تھا اور کبھی بتیس سالہ، کبھی نواسی سالہ، کبھی اٹھانوے سالہ اور کبھی ننانوے سالہ سالیانوں پر لیا جاتا تھا - ١٧١٩ء میں بتیس سالہ سالیانوں کے مالکوں کو اس امر پر آمادہ کیا گیا تھا کہ وہ ان کے معاوضے میں جنوبی بحری کمپنی کے حصص سرمایہ قبول کر لیں جن کی مقدار سالیانوں کی ساڑھے گیارہ سالہ خرید کے برابر تھی - اس کے ساتھ سرمایے کی ایک

---

۱ ملاحظہ ہو - قانون نمبر۴ - مجریہ ولیم و میری - قانون موضوعہ پارلیمان نمبر۳ -

زائد مقدار اور بھی شامل تھی جو ان باقیات کے برابر تھی جو اس وقت ان پر واجب الادا تھیں۔[1] ۱۷۲۰ء میں طویل المیعاد اور قلیل المیعاد سالیانوں کی بیشتر تعداد اسی ذخیرے میں ضم کر دی گئی تھی۔ اس وقت طویل المیعاد سالیانوں کی مقدار چھ لاکھ چھیاسٹھ ہزار آٹھ سو اکیس پونڈ۔ آٹھ شلنگ اور ساڑھے تین پنس سالانہ تھی۔[2] ۵ جنوری ۱۷۷۵ء کو ان کی باقی کی مقدار ایک لاکھ چھتیس ہزار۔ چار سو۔ ترپن پونڈ۔ بارہ شلنگ آٹھ۔ پنس تھی یعنی اس وقت اتنی رقم کے حصے فروخت نہ ہوئے تھے۔

لیکن اٹھارویں صدی کی درمیانی جنگوں کے لئے بہت کم قرضہ لیا گیا تھا۔ اکثر لوگ دوامی سالیانوں کو ترجیح دیتے تھے۔

۱۷۳۹ء اور ۱۷۵۵ء میں دو لڑائیاں چھڑ گئی تھیں۔ ان کے لئے میعادی اور حین حیاتی سالیانوں کی ضمانت پر بہت کم قرضہ وصول ہوا تھا۔ اٹھانوے سالہ اور ننانوے سالہ سالیانوں کی قدر و قیمت حقیقت میں اتنی ہی ہوتی ہے جتنی دوامی سالیانوں کی ہوتی ہے اور خیال چاہتا ہے کہ ان کی کفالت پر اسی قدر قرضہ وصول ہونا چاہئے۔ لیکن لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ آیندہ کا خیال رکھتے ہیں اور خاندان کی بقا و بہبود کے لئے مستقبل بعید کے واسطے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ ایسے لوگ خاندانوں کی تملیک کے لئے سرکاری سرمایہ خریدتے ہیں اور ایسا سرمایہ خریدنے سے

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب تجارت مصنفہ اینڈرسن ۱۷۱۹ء۔

۲ ملاحظہ ہو کتاب محولۂ بالا ۱۷۲۰ء۔

پرهیز کرتے هیں جس کی قدر و قیمت همیشه مائل به انحطاط رهتی هے - اس قبیل کے سرمایے کے مالکوں اور خریداروں میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ هوتی هے - اگرچه طویل المعیاد سالیانوں کی اصلی قدر و قیمت اتنی هی هوتی هے جتنی دوامی سالیانوں کی هوتی هے لیکن میعادی سالیانوں کے خریداروں کی تعداد اتنی کثیر نہیں هوتی جتنی دوامی سالیانوں کے خریداروں کی هوتی هے - جو لوگ قرضه‌جات جدید کے حصص خریدتے هیں وہ ان حصوں کو اس قدر جلد فروخت کرنے کے خواهاں هوتے هیں جس قدر حیز امکان میں هے - یه لوگ ان دوامی سالیانوں کو بہت زیادہ ترجیح دیتے هیں ' جو مقننه برطانیه کی طرف سے قابل انفکاک هوتے هیں - ان طویل المعیادی سالیانوں کو ترجیح نہیں دیتے جو مقننه برطانیه کی طرف سے قابل انفکاک نہیں هیں ' اگرچه مالیت میں دونوں برابر هوتے هیں - پہلی قسم کے سالیانوں کی قدر و قیمت همیشه یکساں متصور هوتی هے - اگر اس میں کچھ فرق هوتا هے تو بہت کم هوتا هے - اس لئے پچھلی قسم کے سالیانوں کی نسبت ان کی تبدیلی میں زیادہ سہولت رهتی هے -

میعادی اور حین حیاتی سالیانے بڑھوتی کے طور پر دئے جاتے هیں -

دونوں جنگوں کے دوران میں میعادی اور حین حیاتی سالیانے شاذ تھے - اس قسم کے سالیانے جب کبھی عطا کئے جاتے تھے تو جدید قرضه جات میں حصه لینے والوں کے لئے بڑھوتی کے طور پر عطا کئے جاتے تھے اور یه قابل انفکاک سالیانوں کے علاوہ هوتے تھے - بالفاظ دیگر یه اس اعتبار کا سود تھا جس پر قرضه لیا جاتا تھا - وہ اس خاص ذخیرے کے لئے عطا نه کئے جاتے تھے جس پر قرضه لیا جاتا تھا بلکه اس لئے عطا کئے جاتے تھے

که ان لوگوں کی همت افزائی کا باعث ثابت هوں جو قرضه دیتے تھے -

''تان تینوں'' کو جداگانه حین حیاتی سالیانوں پر ترجیح دی جاتی هے حالانکه ان کے ذریعے قرضه جات عامه کی رهائی جلدی نہیں هوتی -

بسا اوقات حین حیاتی سالیانے دو طریقوں سے عطا کئے جاتے تھے یعنی ایک تو جداگانه اور انفرادی حیثیت سے دئے جاتے تھے اور دوسرے اجتماعی حیثیت سے عطا کئے جاتے تھے جس کو فرانس میں ''تان تین'' کہتے هیں یه اصطلاح اپنے موجد کے نام سے منسوب هے۔ جب حین حیاتی سالیانے انفرادی حیثیت سے عطا کئے جاتے هیں تو هر وظیفه یاب کی موت سے قرضه جات عامه کا بار اس قدر هلکا هو جاتا هے جس قدر اس کے سالیانے کا تعلق هوتا هے اور جب یه سالیانے اجتماعی یا تان تینی حیثیت سے عطا کئے جاتے هیں تو قرضه جات عامه کا بار اس وقت تک هلکا نہیں هوتا جب تک تمام کے تمام وظیفه خوار مر نہیں جاتے۔ کبھی کبھی تو ان اجتماعی وظیفه یابوں کی تعداد بیس تیس تک پہنچ جاتی هے - ان میں سے هر ایک کی وفات کے بعد اس کا حصه باقی مانده وظیفه یابوں کو مل جاتا هے اور جو شخص سب کے بعد باقی رهتا هے وه سب حصوں کا مالک بن جاتا هے - یکساں مداخل و محاصل کی صورت میں اجتماعی یا ''تان تینی'' سالیانوں کے ذریعے جس قدر قرضه مل سکتا هے اس قدر انفرادی سالیانوں کے ذریعے نہیں مل سکتا۔ حق یه هے که اجتماعی سالیانوں کی قدر و قیمت انفرادی حین حیاتی سالیانوں سے زیاده هوتی هے اس لئے که ان میں باقی ماندگی کا حق هوتا هے - اس کے علاوه هر شخص کو اپنی خوش بختی کا یقین بھی هوتا هے اور یہی یقین

ہے کہ ہر قسم کی لاٹری کی بنیاد ہے ۔ اس قبیل کے سالیانے عموماً
اس سے زیادہ قیمت پر فروخت ہوتے ہیں جو ان کی اصل قیمت
سمجھی جاتی ہے ۔ بعض ملک ایسے ہیں کہ وہاں کی حکومتیں
سالیانے عطا کرتیں اور قرضہ لیتی ہیں ۔ ان ملکوں میں عموماً اجتماعی
یا تان تینی سالیانوں کو انفرادی حین حیاتی سالیانوں پر ترجیح دی
جاتی ہے ۔ اس ترجیح میں یہی راز مضمر ہے ۔ جس ترکیب سے زیادہ
سے زیادہ قرضہ حاصل ہو سکتا ہے وہ ہمیشہ اس ترکیب سے زیادہ
قابل ترجیح متصور ہوتی ہے جس کے ذریعے قومی قرضے کی ادائگی اور
مداخل عامہ کی بحالی کا جلد از جلد امکان ہوتا ہے ۔

فرانس میں قومی قرضے کی زیادہ مقدار حین حیاتی سالیانوں پر مبنی ہے ۔ انگلستان میں ان پر اتنی زیادہ نہیں ہے ۔

فرانس میں قومی قرضے کی زیادہ مقدار حین
حیاتی سالیانون پر مبنی ہے ۔ انگلستان میں
یہ مقدار ان سالیانوں پر اس قدر مبنی
نہیں ہے ۔ ۱۷٦۴ء میں مقننہ بورڈ نے
باد شاہ وقت کی خدمت میں ایک یاد داشت پیش کی تھی ۔ اس میں
قومی قرضے کی کل مقدار چوبیس سو ملین لیور بتائی گئی تھی ۔ اس میں
سے جس رقم کے لئے حین حیاتی سالیانے عطا کئے گئے تھے اس کی
مقدار کوئی تین سو ملین تھی اور یہ کل رقم قرضے کے آٹھویں
حصے کے برابر ہوتی ہے ۔ خود سالیانوں کی مقدار کا تخمینہ تیس ملین
سالانہ ہے اور یہ ایک سو بیس ملین کا چوتھائی حصہ ہے جو کل
قومی قرضے کا سود متصور ہوتا ہے ۔ میں اس حقیقت سے کماحقہ واقف
ہوں کہ یہ تخمینے صحیح نہیں ہیں لیکن اندیشہ ہے کہ یہ قریب
قریب صحیح سمجھے جائیں گے ' کیونکہ جماعت مقننہ کی طرف سے
پیش کئے گئے ہیں اور جماعت مقننہ ہر جگہ واجب الاحترام ہوتی

ہے - انگلستان اور فرانس میں قرض ستانی کے طریقے مختلف ہیں۔ اس اختلاف کی تہ میں یہ امر مضمر نہیں ہے کہ یہ حکومتیں مداخل عامہ کی رہائی کی متمنی نہیں ہیں یا اس باب میں ان کی خواہش کے مدارج مختلف ہیں بلکہ اس اختلاف کا راز بالکل اس امر میں پوشیدہ ہے کہ قرض دینے والوں کے منافع و مفاد اور ان کے خیالات مختلف ہوتے ہیں -

اس حقیقت کی تہ میں یہ رازکارفرما ہے کہ انگلستان میں جو لوگ قرضہ دیتے ہیں وہ تاجر ہیں -

انگلستان کا دارالحکومت دنیا بھر میں سب سے بڑا تجارتی شہر ہے اس لئے تاجر و سوداگر ہی وہ لوگ ہیں جو قرضہ دیتے ہیں- قرضہ دینے سے ان کا منشا یہ نہیں ہوتا کہ اپنے تجارتی راس المال میں کمی کریں بلکہ اس کے برعکس اس میں اضافہ کرتے ہیں - یہ لوگ جدید قرضہ جات کے حصے اس وقت تک نہیں خریدتے جب تک ان کو یہ توقع نہیں ہوتی کہ وہ حصے کسی نہ کسی قدر منافع پر فروخت ہو سکیں گے - اگر یہ لوگ اپنے راس المال دوامی سالیانوں کی خرید پر صرف نہیں کرتے بلکہ ان سے محض حین حیاتی سالیانے خریدتے ہیں تو اس میں ہمیشہ اس امر کا امکان نہیں ہوتا کہ یہ کسی نہ کسی قدر نفع پر فروخت ہو سکیں گے خواہ ان میں حیاتی سالیانوں کی میعاد کا تعلق خود ان کے خریداروں کی حیات سے ہو یا اور لوگوں کی حیات سے ہو - جن سالیانوں کا تعلق صرف خریداروں کی حیات سے ہوتا ہے وہ خسارے سے بکتے ہیں کیونکہ ان حین حیاتی سالیانوں کے لئے جن کا تعلق اور لوگوں کی حیات سے ہوتا ہے کوئی شخص اتنی قیمت نہیں دینی چاہتا جتنی ان سالیانوں کے لئے دینی چاہتا ہے جن کا تعلق خود

ان کی حیات سے ہوتا ہے خواہ دونوں کی عمریں یکساں اور صحت کی حالت برابر ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ جس سالیانے کا تعلق کسی شخص ثالث کی حیات سے ہوتا ہے، وہ بلا شائبہ شک قیمت میں بائع اور مشتری دونوں کے نزدیک برابر ہوتا ہے۔ لیکن اس کی اصلی قیمت میں اسی وقت سے کمی واقع ہونے لگتی ہے جب سے یہ عطا کیا جاتا ہے اور جب تک یہ قائم رہتا ہے اس کمی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے سرمایے کی انتقال پذیری کی حیثیت سے اس میں اتنی سہولت کبھی نہیں ہو سکتی جتنی دوامی سالیانوں میں ہوتی ہے۔ دوامی سالیانوں کے سرمایے کی قیمت ہمیشہ یکساں رہتی ہے یا قریب قریب یکساں سمجھی جاتی ہے۔

فرانس میں جو لوگ قرضہ دیتے ہیں وہ زراعت کار ہوتے ہیں یا تحصیل محصولات میں مصروف ہوتے ہیں اور عموماً ناکتخدا ہوتے ہیں۔

فرانس کا دارالحکومت کوئی بڑا تجارتی شہر نہیں ہے اس لئے ان لوگوں میں تاجروں کی تعداد نسبتاً زیادہ نہیں ہے جو حکومت کو قرضہ دیتے ہیں۔ وہاں ضرورت کے وقت حکومت کو جو لوگ قرضہ دیتے ہیں ان میں ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جو مالیات سے تعلق رکھتے ہیں یا زراعت کاری اور تحصیل محصولات میں مصروف ہوتے ہیں یا جو عدالتی بنکوں سے مربوط ہوتے ہیں۔ اس قبیل کے لوگ عموماً ادنیٰ اور رذیل ہوتے ہیں مگر ان کے پاس دولت بے قیاس ہوتی ہے اس لئے اکثر متکبر اور مغرور ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اس قدر خود پسند ہوتے ہیں کہ اپنے ہم جنس لوگوں میں شادی کرنی گوارا نہیں کرتے اور ذی اوصاف خواتین ان کو نفرت اور حقارت کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں، وہ ان سے شادی کرنے کی روا دار نہیں

ہوتیں اس لئے لا محالہ یہ لوگ عالم تجرد میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ نہ یہ لوگ اور عزیزوں اور رشتہ داروں کے اہل و عیال کا خیال رکھتے ہیں بلکہ بسا اوقات ان سے قرابت داری کا اعتراف بھی نہیں کرتے۔ ان کی بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ عیش و عشرت کی داد دیں اور شان و شوکت میں عمر گزار دیں۔ ان کو اس کی پروا نہیں ہوتی کہ ان کی حیات کے ساتھ ان کی دولت و ثروت کا خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ایسے لوگوں کی تعداد جو شادی سے بیزار ہیں فرانس میں انگلستان سے زیادہ ہے خواہ اس بیزاری کی وجہ یہ ہو کہ ان کے حالات حیات کے اعتبار سے شادی ان کے لئے مناسب نہیں ہے یا شادی کے باب میں ان کو سہولتیں حاصل نہیں ہیں۔ جن لوگوں کے اہل و عیال نہیں ہوتے ان کے لئے سب سے زیادہ سہولت اس امر میں ہوتی ہے کہ اپنے راس المال کو اپنے مداخل و محاصل کے حصول میں صرف کریں جس کا تعلق خود ان کی حیات سے ہو اس سے زیادہ نہ ہو۔ یعنی جن کی میعاد صرف اتنی ہو جتنی ان کی خواہش ہے۔

دوامی سالیانوں کے نظام کی وجہ سے لوگ جنگ کے بار کو کچھ زیادہ محسوس نہیں کرتے۔

دوران امن و امان میں موجودہ حکومتوں کے مصارف اور اخراجات کا بیشتر حصہ ان کے معمولی مداخل و محاصل کے برابر یا قریب قریب برابر ہوتا ہے لیکن جب جنگ چھڑ جاتی ہے تو اخراجات میں یک لخت اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی حالت میں ان حکومتوں کی خواہش یہ نہیں ہوتی ہے کہ ان اخراجات کے تناسب سے مداخل و محاصل میں اضافہ کیا جائے اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ اگر حکومتیں مداخل و محاصل

میں اضافہ کرنا چاہتی ہیں تو رعایا کی ناراضگی کا اندیشہ ہوتا ہے کیونکہ جب محصولات میں یکا یک گراں قدر اضافہ کر دیا جاتا ہے تو لوگ جنگ سے بدظن ہو جاتے ہیں اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور ان حکومتوں کو اس حقیقت کا علم نہیں ہوتا کہ مصارف جنگ سے عہدہ برا ہونے کے لئے کس قدر مداخل و محاصل کی ضرورت پیش آئے گی اور ان کے لئے کس قدر محصولات لگانے پڑیں گے اس لئے وہ ایسا کر بھی نہیں سکتیں - اس خوف اور بے بسی کی وجہ سے حکومتیں ایک گونہ الجھن میں پھنس جاتی ہیں - اس الجھن سے رہائی پانے کی یہی صورت ہے کہ حصول قرضہ سہل اور آسان ہے - اس قرض کے طفیل حکومتیں اس قابل ہو جاتی ہیں کہ مصارف جنگ سے عہدہ برا ہونے کے لئے کافی قرضہ لے لیں - اس صورت میں محصولات میں بہت کم اضافہ کیا جاتا ہے اور دوامی سالیانوں کے کفالتی ذخائر کی وجہ سے ان کی یہ حیثیت ہو جاتی ہے کہ ہر سال زیادہ سے زیادہ رقوم بطریق قرضہ حاصل کریں اور کم سے کم محصولات لگائیں - بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتوں میں جو لوگ دارالحکومتوں میں رہتے ہیں وہ صعوبات جنگ سے نا آشنا ہوتے ہیں - اسی طرح جو لوگ دور دراز کے صوبوں میں بستے ہیں وہ بھی میدان جنگ سے بہت دور ہوتے ہیں - ان میں سے اکثر لوگ جدال و قتال کی مصائب و آلام سے محفوظ رہتے ہیں اور گھر بیٹھے اخباروں میں اپنی بری اور بحری فوجوں کے کارنامے آرام و اطمینان سے پڑھتے اور ان سے حظ اندوز ہوتے ہیں - اس حظ و انبساط کے مقابلے میں وہ خفیف سی رقم کچھ حقیقت نہیں رکھتی جو ان کو اس اضافۂ محصولات کی صورت میں ادا کرنی

پڑتی ہے جو دوران امن میں دیتے چلے آئے ہیں - اس کے دینے کے تو یہ لوگ خوگر ہوتے ہیں - اس کے برعکس اعادہ امن و صلح ان لوگوں کے لئے بے اطمینانی کا باعث ثابت ہوتا ہے اس لئے یہ لوگ اس حظ و انبساط سے محروم ہو جاتے ہیں - اس کے علاوہ ان بزرگوں کے دماغوں میں عظیم الشان فتوحات اور قومی جاہ و جلال کے نقشے کھنچے ہوتے ہیں اور جوں جوں جنگ طول کھینچتی جاتی ہے یہ امیدیں بڑھتی جاتی ہیں - مگر جب صلح ہو جاتی ہے تو یہ امیدیں باطل ہو جاتی ہیں -

جب صلح ہو جاتی ہے تو بھی محصولات کا بار ہلکا نہیں ہوتا -

دوران جنگ میں لوگوں پر گراں قدر محصول لگائے جاتے ہیں - جب جنگ ختم ہو جاتی ہے اور امن و امان کا دور شروع ہو جاتا ہے تو بھی اس بار میں کمی نہیں ہوتی - اگر کبھی اس کے خلاف ہوتا ہے تو محض شاذ ہے - ان محصولات کو ان قرضہ جات کے سود میں مکفول کر دیا جاتا ہے جو دوران جنگ میں مصارف جنگ سے عہدہ برا ہونے کے لئے قوم سے لئے جاتے ہیں - قدیم مداخل و محاصل اور جدید محصولات سے جو کچھ وصول ہوتا ہے اس میں سے پہلے تو ان قرضہ جات کا سود ادا کیا جاتا ہے اور حسب معمول حکومت کا کام چلایا جاتا ہے - اگر ان کی ادائگی کے بعد کچھ سر حاصل بچ رہتا ہے تو اس کو ذخیرۂ ادائی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور اس میں سے قدیم قرضہ جات بے باک کئے جاتے ہیں - لیکن اول تو یہ ذخیرۂ ادائی ہمیشہ اور مصارف میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ کسی اور کام میں

استعمال نہ کیا جائے گا تو بھی یہ اس قدر نہیں ہوتا کہ اس میں سے وہ تمام قرضہ جات دوران صلح میں ادا کئے جا سکیں جو دوران جنگ میں لئے جاتے ہیں کیونکہ دوران صلح میں ان کی ادائگی لازم ہوتی ہے اور یہ یقین نہیں ہوتا کہ صلح کب تک رہے گی۔

جدید محصولات صرف جدید قرضہ جات کی ادائگی کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ شاذ ہوتے ہیں۔ ذخیرۂ ادائی تخفیف سود پر مبنی ہوتا ہے۔

جدید محصولات محض اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ قرضہ جات ادا کئے جائیں جو ان کی ضمانت پر لئے جاتے ہیں۔ اگر ان محصولات سے اس سے زیادہ وصول ہوتا ہے تو یہ عموماً خلاف توقع ہوتا ہے اور کسی حالت میں بھی قابل اعتنا نہیں ہوتا اس لئے ذخیرۂ ادائی اس قدر محصولات کے اس سرحاصل حصے پر مبنی نہیں ہوتا جو اس رقم کی ادائگی کے بعد بچ رہتا ہے جو ادائے سود کے لئے یا اعطائے سالیانہ کے لئے ضروری ہوتی جس قدر اس تخفیف پر مبنی ہوتا ہے جو بعد میں شرح سود میں کر دی جاتی ہے۔ ہالستان کا ۱۶۵۵ء کا اور کلیسائی ریاست کا ۱۶۸۵ء کا دیون اسی طریقے[۱] پر مبنی ہے۔ یہی باعث ہے کہ اس قبیل کے ذخائر بالعموم کافی نہیں ہوتے۔

---

۱ اینڈرسن اپنی کتاب "تجارت" میں ان تخفیفات کا ذکر کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ کس کس سال میں وقوع پذیر ہوئیں۔ برطانیہ میں اس قسم کی تخفیف ۱۷۱۷ء میں ہوئی۔ اسی کے حوالے سے وہ ان تخفیفات کا ذکر بھی کرتا ہے۔

ان کا استعمال ہمیشہ غلط کیا جاتا ہے۔

نہایت امن و سکون کے دور میں بھی اکثر واقعات ایسے رونما ہو جاتے ہیں که غیر معمولی مصارف و اخراجات کے طالب ہوتے ہیں۔ ان حالات میں حکومت کے لئے آسان طریق کار یہی ہوتا ہے که ذخیرۂ ادائی میں سے کچھ رقم نکالے اور فوری ضروریات پر صرف کر ڈالے۔ محصولات جدید کا لگانا اتنا آسان نہیں ہوتا اس لئے که نیا محصول جب کبھی لگایا جاتا ہے رعایا کو کم و بیش نا گوار گزرتا ہے۔ لوگ شکایت کرتے اور مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ اشیائے محصولات میں جس نسبت سے اضافه کیا جاتا ہے یا مقدار محصولات کو جس نسبت سے بڑھایا جاتا ہے اسی نسبت سے لوگ نئے محصولات کی شکایت کرتے ہیں اور اسی نسبت سے اشیائے محصولی کی تعداد میں اضافه کرنا دشوار ہو جاتا ہے اور اسی نسبت سے محصولات کی مقدار میں ترقی بھی محال ہو جاتی ہے لیکن قرضے کی ادائگی کو اگر چند روز کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو اس وقت لوگوں کو زیادہ ناگوار نہیں گزرتا۔ اس سے نه کسی قسم کا گله ہوتا ہے نه اس کی شکایت کی جاتی ہے۔ موجودہ مشکلات سے عہدہ برا ہونے کی ہمیشه یه مؤثر اور کارگر ترکیب ہوتی ہے که ذخیرہ ادائی میں سے قرض لیا جائے اور کام چلا لیا جائے۔ جس نسبت سے قومی قرضه چڑھتا رہتا ہے، جس نسبت سے یه ضروری ہوتا ہے که اس کے کم کرنے کی ترکیبوں پر غور کیا جائے اسی نسبت سے قومی قرضے کا کسی اور شعبے میں خرچ کرنا خطرناک بلکه تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔ جس حد تک اس امر کا امکان کم ہوتا ہے که قومی قرضے میں کمی

کی جائے اسی حد تک اس یقین میں پختگی پیدا ہوتی جاتی ہے کہ رقوم ذخیرۂ ادائی میں سے نکالی جائیں اور ان غیر معمولی مصارف و اخراجات کے انصرام کے لئے برتی جائیں جو دوران امن میں کئے جاتے ہیں - جس قوم پر محصولات کا بار پہلے ہی بہت زیادہ ہوتا ہے وہ نئے محصولات کا تحمل نہیں کر سکتی اگر کر سکتی ہے تو ضروریات جنگ کی مجبوریوں سے کر سکتی ہے اس کی تہ میں یا تو عداوت و کینہ توزی کے جذبات موجزن ہوتے ہیں یا قومی تحفظ کے خیالات کار فرما ہوتے ہیں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی جذبہ نہیں ہوتا کہ لوگوں کو محصولات جدید کے انگیز کرنے پر آمادہ کرے - یہی باعث ہے کہ حکومتوں کا یہ معمول بن گیا ہے کہ ذخیرۂ ادائی کا استعمال غلط کریں -

برطانی قرضہ اس جنگ پر مبنی ہے جو ١٦٨٨ میں شروع ہوئی اور ١٦٩٧ تک جاری رہی تھی

دوامی ذخائر کفالت کی ترکیب نہایت مضر اور تباہ کن ہے - جب سے برطانیہ میں یہ ترکیب رواج پذیر ہوئی ہے دوران امن و امان میں قرضے کی مقدار میں کمی ہوتی چلی آئی ہے لیکن یہ کمی بھی اس حد تک نہیں ہوتی جس حد تک دونوں جنگ میں اضافہ ہو جاتا ہے اس قرضۂ عظیم کی بنیاد برطانیہ اور جنگ میں پڑی تھی جو ١٦٨٨ء میں شروع ہوئی تھی اور جس کا خاتمہ ١٦٩٧ء میں بذریعۂ عہد نامۂ ریزوک ہوا تھا -

اس کی وجہ سے قومی قرضے کی میزان ساڑھے اکیس ملین پونڈ تھی ۱۶۹۷ء اور ۱۷۰۱ء کے درمیان اس میں پانچ ملین پونڈ کی کمی ہو گئی تھی۔

۳۱ دسمبر ۱۶۹۷ء کو برطانیہ کے قومی قرضے کی میزان دو کروڑ پندرہ لاکھ پندرہ ہزار سات سو بیالیس پونڈ تیرہ شلنگ اور ساڑھے آٹھ پنس تھی۔ اس میں کفالتی ذخائر اور غیر کفالتی ذخائر دونوں شامل تھے۔ ان قرضہ جات کا بیشتر حصہ چھوٹے توقعاتی قرضہ جات کی صورت میں لیا گیا تھا اور کسی قدر حصہ حین حیاتی سالیانوں کی کفالت پر لیا گیا تھا یہاں تک کہ ۳۱ دسمبر ۱۷۰۱ء سے سے پہلے یعنی کچھ کم چار سال کے عرصے میں پانچ کروڑ بارہ لاکھ دس ہزار اکتالیس پونڈ، بارہ شلنگ، پون پنس کی کمی ہو گئی تھی۔ اس میں سے کچھ رقم تو ادا کر دی گئی تھی اور کچھ لوٹا دی گئی تھی۔ قومی قرضے میں اس سے زیادہ کمی اس قدر قلیل عرصے میں کبھی نہیں ہوئی۔ اس وقت باقی ماندہ قرضے کی میزان ایک کروڑ ترسٹھ لاکھ، چورانوے ہزار سات سو ایک پونڈ ایک شلنگ اور سوا سات پنس تھی۔

۱۷۰۲ء سے ۱۷۲۲ء تک انتالیس ملین کا اضافہ ہو گیا تھا اور ۱۷۲۲ء سے ۱۷۳۹ء تک صرف اسی لاکھ تینتیس ہزار تین سو تینتیس پونڈ چھ شلنگ اور آٹھ پنس کی کمی ہوئی۔

۱۷۰۲ء میں ایک لڑائی شروع ہوئی تھی جس کا خاتمہ عہد نامۂ اوٹریکٹ سے ہوا تھا۔ اس میں قرضہ جات عامہ کی میزان میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ ۳۱ دسمبر ۱۷۱۴ء کو ان کی مقدار پانچ کروڑ چھتیس لاکھ اکاسی

ہزار چھہتر پونڈ، پانچ شلنگ، چھ پنس اور ایک تہائی فاردنگ تھی - جب قلیل المیعاد اور طویل المیعاد۱ سالیانے جنوبی بحری کمپنی کے کفالتی ذخیرے میں منتقل کر لئے گئے تو قرضہ جات عامہ کے راس المال میں اضافہ ہو گیا یہاں تک کہ ۳۱ دسمبر ۱۷۲۲ء کو ان کی مقدار پانچ کروڑ باون لاکھ بیاسی ہزار نو سو اٹھتر پونڈ ایک شلنگ تین پنس اور ڈھائی فاردنگ ہو گئی تھی - ۱۷۲۳ء اس قومی قرضے میں تخفیف کے آثار ۱۷۲۳ء میں نمایاں ہوئے مگر ادائے قرضہ کی رفتار نہایت سست تھی یہاں تک کہ ۳۱ دسمبر ۱۷۳۹ء تک سترہ سال کے عرصے میں جو رقم ادا کی گئی، اس کی مقدار تراسی لاکھ اٹھائیس ہزار تین سو چون پونڈ سترہ شلنگ گیارہ پنس اور تین فاردنگ تھی حالانکہ یہ سترہ سال کا عرصہ نہایت امن و سکون کا زمانہ تھا اس وقت قومی قرضے کی مقدار چار کروڑ انہتر لاکھ چون ہزار چھ سو تیئس پونڈ تین شلنگ چار پنس اور کچھ کم ڈھائی فاردنگ تھی -

۱۷۳۹ء سے ۱۷۴۸ء تک اس میں تین کروڑ تیرہ لاکھ تیتیس ہزار تین سو تیتیس پونڈ چھ شلنگ آٹھ پنس کا اضافہ ہو گیا تھا -

جنگ ھسپانیہ کا آغاز ۱۷۳۹ء میں ہوا تھا اس کے چند ھی روز بعد جنگ فرانس شروع ہو گئی تھی - ان کے باعث اس قومی قرضے میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا - معاھدہ ایکس لاشیل کے وقت ۳۱ دسمبر ۱۷۴۸ء کو اس کی مقدار سات کروڑ بیاسی لاکھ ترانوے ہزار تین سو تیرہ پونڈ ایک

---

۱ طبع اول میں ھے - طویل المیعاد اور قلیل المیعاد -

شلنگ دس پنس اور تین فاردنگ تھی - اس سترہ سال کے عرصے میں اس قومی قرضے میں صرف تراسی لاکھ اٹھائیس ہزار تین سو چون پونڈ سترہ شلنگ گیارہ پنس اور نو فاردنگ کی کمی ہوئی تھی حالانکہ یہ سترہ سال نہایت سکون و اطمینان کے سال تھے اور لڑائی کے باعث اس قرضے[1] میں تین کروڑ تیرہ لاکھ اڑتیس ہزار چھ سو نواسی پونڈ اٹھارہ شلنگ چھ پنس اور دو تہائی فاردنگ کا اضافہ ہو گیا حالانکہ یہ لڑائی نو سال سے بھی کم رہی تھی -

۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۵ء تک امن رہا - اس عرصے میں قومی قرضے میں ساڑھ لاکھ پونڈ کی تخفیف ہوئی اور سات سال کی جنگ کے باعث قومی قرضے میں ساڑھے سات کروڑ پونڈ کا اضافہ ہو گیا -

مسٹر پیل ہم کے دوران حکومت میں قومی قرضے کے سود میں تخفیف کر دی گئی تھی یا اس قسم کی کار روائیاں کی گئی تھیں کہ شرح سود چار فیصدی سے تین فیصدی کر دی جائے[2] اس دور میں ذخیرۂ ادائی میں اضافہ کیا گیا تھا اور قومی قرضے کا ایک حصہ ادا کر دیا گیا تھا ۱۷۵۵ء میں آئندہ جنگ کے آغاز سے پہلے برطانیہ کے کفالتی ذخائر کی میزان سات کروڑ بائیس لاکھ نواسی ہزار چھ سو

---

۱ ملاحظہ ہوں تاریخ مداخل عامہ مصنفۂ جیمس پوسل ویٹ صفحات ۴۲ - ۱۴۳ تا ۱۴۵ ، ۱۴۷ ، ۲۲۴ اور ۳۰۰ - اس حوالے کا تعلق متن هذا کے تین پاروں سے ہے -

۲ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر پنجم کا تیسرا باب -

تہتر پونڈ تھی۱ ۵ جنوری ۱۷۶۳ء کو جب صلح ہوئی تو ذخائر کفالتی کی میزان بارہ کروڑ چھبیس لاکھ تین ہزار تین سو چھتیس پونڈ، آٹھ شلنگ اور سوا دو پنس تھی۲- لیکن مصارف جنگ دوران جنگ میں بند نہیں ہوتے۳ بیان کیا جاتا ہے کہ غیر کفالتی ذخائر کی میزان ایک کروڑ انتالیس لاکھ ستائیس ہزار پانسو نواسی پونڈ دو شلنگ دو پنس تھی لیکن وہ مصارف جو جنگ کے باعث ضروری ہو گئے تھے خاتمۂ جنگ پر بند نہیں ہوئے۴ لہذا ۵ جنوری ۱۷۶۴ء کو ذخائر کفالتی کی مقدار بارہ کروڑ پچانوے لاکھ چھیاسی ہزار سات سو نواسی پونڈ دس شلنگ پونے دو پنس ہو گئی تھی-۵ اس اضافے کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ نیا قرضہ لیا گیا تھا اور کچھ یہ تھی کہ غیر کفالتی ذخائر کو کفالتی ذخائر میں تبدیل کر دیا گیا تھا- طامس ویٹلے نے خیالات تجارت و مالیات برطانیہ۶ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس کتاب کے

---

۱ ملاحظہ ہو- '' موجودہ حالت قوم '' صفحہ ۲۸ اس کتاب کے دفتر چہارم کا پہلا باب -

۲ ملاحظہ ہو کتاب تجارت - مصنفہ اینڈرسن تحریر مابعد بہ آغاز کتاب -

۳ ملاحظہ ہو کتاب ''خیالات'' صفحہ چار - ملاحظہ ہوں - چند سطور ذیل از کتاب ھذا -

۴ ملاحظہ ہو کتاب محولہ بالا صفحہ ۵ -

۵ یہ حساب کتاب تجارت مطبوعہ ۱۷۶۴ء جلد چہارم سے ماخوذ ہے - ملاحظہ ہو صفحہ ۵۸ از طبع ۱۸۰۱ پونے دو پنس کی جگہ سوا پنس چاہئے -

۶ ملاحظہ ہو کتاب موضوعہ خیالات تجارت و مالیات مملکت ھذا اور نظام انصرام متعلقہ امور عظام مصنفہ طامس ویٹلے - مطبوعہ ۱۷۶۶ء- صفحہ ۲۲ یہ کتاب اکثر جارج گرین ول کی طرف منسوب کی جاتی ہے -

مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک ایک غیر کفالتی قرضہ باقی ہے جو اس سال اور اس سے اگلے سال حساب میں محسوب کیا گیا تھا۔ اس ماہر الفن مصنف کے نزدیک اس کی میزان ننانوے لاکھ پچھتر ہزار سترہ پونڈ، بارہ شلنگ دو پنس اور کچھ کم فاردنگ۱ اس مصنف کے نزدیک ۱۷۶۴ء برطانیہ کے قومی قرضہ کی مقدار تیرہ کروڑ پچانوے لاکھ اکسٹھ ہزار۔ آٹھ سو سات پونڈ دو شلنگ۔ چار پنس تھی۱۔ ۱۷۵۷ء میں قرضہ جات جدید میں حصہ والوں کے لئے کچھ حین حیاتی سالیانے عطا کئے گئے تھے۔ چودہ سالہ قیمت خرید کی شرح سے ان کی مقدار چار لاکھ بہتر ہزار پانسو پونڈ تھی۔ اسی طرح ۱۷۶۱ء میں اور ۱۷۶۲ء میں بھی کچھ طویل المیعاد سالیانے عطا کئے گئے تھے ان کی مقدار ساڑھے ستائیس سالہ قیمت خرید کی شرح سے ارسٹھ لاکھ چھبیس ہزار آٹھ سو پچھتر پونڈ تھی۲ ہفت سالہ دوران صلح میں پیل ھم چھ ملین کا قدیم قومی قوضہ ادا نہ کر سکا تھا اگرچہ اس کا انتظام مملکت دوربینی اور عاقبت اندیشی پر مبنی تھا اور اس کے دل میں حب الوطنی کے جذبات موجزن تھے۔ اس کے برعکس کم و بیش ہفت سالہ

---

۱ یہ رقم دونوں رقوم متذکرہ بالا کی میزان کا ماحصل ہے اور یہ طبع اول کا تھائی ہے۔ طبقات ۲ تا ۵ رقم طراز ہیں کہ یہ رقم تیرہ کروڑ پچانوے لاکھ سولہ ہزار آٹھ سو سات پونڈ دو شلنگ چار پنس تھی لیکن یہ بلاشائبۂ شک نقص طباعت ہے۔ کتاب خیالات تجارت و مالیات میں میزان درج نہیں۔

۲ ملاحظہ ہو کتاب خیالات تجارت و مالیات صفحہ ۴۔

جنگ میں ایک نیا قرضہ لیا گیا تھا جس کی مقدار پچھتر ملین یا ساڑھے سات کروڑ تھی۔

جنوری ۱۷۷۵ء سے پہلے گیارہ سالہ دوران امن و امان میں تخفیف صرف ڈیڑھ کروڑ تھی اور اس کا بیشتر حصہ تخفیف سود کا رھین منت تھا۔

۵ جنوری ۱۷۷۵ء کو برطانیہ کے کفالتی قرضے کی مقدار بارہ کروڑ انچاس لاکھ چھیانوے ہزار چھیاسی پونڈ ایک شلنگ اور سوا چھ پنس تھی اور غیر کفالتی قرضے کی مقدار اکتالیس لاکھ پچاس ہزار دو سو چھتیس پونڈ تین شلنگ گیارہ پنس اور ساڑھے تین فاردنگ تھی اور غیر مصافی قرضہ جات کی طویل فہرست اس میں شامل نہ تھی۔ ان دونوں کی میزان بارہ کروڑ اکانوے لاکھ چھیالیس ہزار تین سو بائیس پونڈ، پانچ شلنگ چھ پنس تھی۔ ان حسابات سے معلوم ھوتا ھے کہ اس گیارہ سال کے عرصے میں جو رقم ادا کی گئی اس کی میزان ایک کروڑ چار لاکھ پندرہ ہزار چار سو چوھتر پونڈ سولہ شلنگ نو پنس اور ساڑھے تین فاردنگ تھی، حالانکہ گیارہ سال کا یہ عرصہ نہایت امن و سکون کا زمانہ تھا اور یہ رقم بھی اس رقم میں سے ادا نہ کی گئی تھی جو مداخل ریاست میں سے پس انداز کی گئی تھی حالانکہ یہ کوئی بڑی رقم نہ تھی۔ اس میں اور بھی کئی بیرونی رقمیں شامل تھیں جن کا معمولی مداخل ریاست سے کچھ تعلق نہ تھا مثلاً تین سال تک ایک شلنگ فی پونڈ کے حساب سے زمین پر ایک زائد محصول لگایا جاتا رھا تھا وہ بھی اسی میں شامل تھا۔ اس کے علاوہ بیس لاکھ پونڈ ایسٹ انڈیا کمپنی سے

بطور تاوان وصول ہوئے تھے کیونکہ کمپنی مذکور نے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا - ایک لاکھ دس ہزار پونڈ کی رقم بنک کی طرف سے وصول ہوئی اس لئے کہ اس نے اپنے منشور کی تجدید کرائی تھی - یہ تمام رقوم بھی اس میں شامل تھیں۔ انھیں میں چند اور رقوم بھی شامل ہونی چاہئیں کیونکہ ان کا تعلق گزشتہ جنگ عظیم سے تھا اور اس اعتبار سے ان کی منہائی انھیں اخراجات میں سے ہونی چاہئے - بڑی بڑی رقوم حسب ذیل ہیں -

	پنس	شلنگ	پونڈ
فرانس کے مال غنیمت کی بکری -	۹	۱۸	۶۹۰۴۴۹
فرانس کے قیدیوں سے بالمقطع آمدنی-	۰	۰	۶۷۰۰۰۰
جزائر فرانس کی بکری -	۰	۰	۹۵۰۰۰
میزان	۹	۱۸	۱۴۵۵۹۴۹

اگر اس رقم میں اس رقم کا اضافہ کیا جائے جو ارل چیتھم اور مسٹر کیل کرافٹ کے حسابات میں باقی رہتی ہے اور اسی طرح وہ رقوم بھی اس میں محسوب کی جائیں جو فوجی مصارف سے بچ رہتی ہیں اور جو بنک سے وصول ہوتی ہیں یعنی ایسٹ انڈیا کمپنی اور ایک شلنگ فی پونڈ محصول اراضی کی زائد رقوم تو اس کی میزان پچاس لاکھ پونڈ سے بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس لئے اس رقم کی مقدار جو دوران قیام امن و امان میں ادائے قرض میں ریاست کے مداخل و محاصل کی بچت میں سے دی گئی تھی پانچ لاکھ پونڈ سالانہ سے زیادہ

۱ ملاحظہ ہو اس کتاب کے دفتر چہارم کے ساتویں باب کے دوسرے حصے کا نوٹ -

نہ تھی اس میں شک نہیں کہ جب سے دور صلح کا آغاز ہوا ہے ذخیرہ ادائی میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا ہے اس لئے کہ اس میں سے کچھ قرضہ ادا کر دیا گیا تھا اور قابل انفکاک قرضے کی سود کی شرح چار فیصدی کی جگہ تین فیصدی کر دی گئی تھی اور کچھ حین حیاتی سالیانے تھے کہ ختم ہو گئے تھے اور صلح بدستور قائم رہتی توادائے قرضہ کے لئے شاید پانچ لاکھ پونڈ سالانہ باقی بچ رہتے۔ لہذا گذشتہ ایک سال کے عرصے میں دس لاکھ کی ایک رقم دی گئی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ھی غیر مصافی قرضے کی ایک طویل فہرست تھی کہ واجب الادا سمجھی جاتی تھی اور ملک اب ایک اور جنگ میں ملوث ہو گیا ہے اور اس امر کا امکان ھے کہ اس جنگ کے لئے اسی قدر مصارف و اخراجات کی ضرورت پیش آئے جس قدر سابقہ جنگوں کے لئے پیش آئی تھی۔۱ آئندہ معرکہ آرائی کے اختتام سے پہلے نئے قرضے کی ضرورت پیش آئیں گی۔ غالباً یہ نیا قرضہ مقدار میں تمام قدیم قرضہ جات کے برابر ہو گا جو ریاست کے مداخل و محاصل کی معمولی بچت میں سے ادا کر دئے گئے ھیں اس لئے یہ خیال سر تا سر باطل ھے کہ قومی قرضہ کبھی ریاست کے موجودہ مداخل و محاصل کی معمولی بچت میں سے ادا ہو سکتا ھے۔

---

۱ اس جنگ میں اس قدر خرچ ہوا کہ اس سے پہلے کسی جنگ پر اس قدر نہ ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے ملک کو دس کروڑ سے زیادہ قرضے کا زیر بار ہونا پڑا۔ گیارہ سال کے دوران امن و امان میں صرف کچھ اوپر ایک پونڈ ادا کئے گئے۔ اس کے برعکس جنگ کے سات سال کے دوران میں دس کروڑ پونڈ بطریق قرض لینے پڑے تھے۔ یہ نوٹ پہلی مرتبہ طبع اول میں شائع ہوا تھا۔

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ قومی قرضہ ایک گونہ راس المال ہے۔

ایک مصنف کی رائے ہے کہ یورپ کی مدیون اقوام کے کفالتی ذخائر ایک گونہ راس المال ہیں جو ہر ملک کے راس المال میں ایک طرح کا اضافہ ہے۔ اس کے طفیل اس ملک کی تجارت کو فروغ ہوتا ہے اس کی صنعت کو ترقی ہے، اس کی اراضیات کی زراعت ہوتی ہے اور زراعت کی حالت میں اصلاح و ترمیم کی جاتی ہے۔ اگر یہ زائد راس المال[1] نہ ہوتا تو ترقی اس حد تک نہ ہوتی۔ انگلستان کے کفالتی ذخائر کو اس باب میں خاص خصوصیت حاصل ہے۔ یہ مصنف اس امر پر غور نہیں کرتا کہ وہ راس المال جو دائنان اول نے حکومت کو قرض دیا تھا، اسی وقت سے سالانہ پیداوار کا ایک جزو تھا جس وقت سے وہ حکومت کو قرض دیا گیا تھا۔ جب یہ جزو بطور قرضہ دے دیا گیا تو اس کا رخ بدل گیا۔ اب اس کی راس المالی حیثیت ختم ہو گئی اور اس کو محاصلی و مداخلی حیثیت حاصل ہو گئی۔ پہلے اس سے ملک کے حاصل خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش ہوتی تھی اب غیر حاصل خیز لوگوں کی ہونے لگی۔ اب یہ اندیشہ ہو گیا کہ یہ ایک سال کے اندر

---

۱ ملاحظہ ہو ''تحقیقات'' مصنفہ گارنیر جلد چہارم صفحہ ۵۰۱ اور حالت گرد و پیش اعتبار مصنفہ پنٹو۔ مطبوعہ ۱۷۷۱ء اور ایمسٹرڈم صفحات ۴۴ و ۴۵ اور ۲۰۹ - ۲۱۱ مسٹر میلون نے بھی ۱۷۳۱ء میں ایک کتاب اسی موضوع پر لکھی ہے جس کا نام ہے ''سیاست تجارت'' یہ کتاب ۱۷۶۱ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کا تئیسواں باب صفحہ ۲۹۶ قابل ملاحظہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے مسٹر میلون کا روئے سخن اس کتاب کے دفتر پنجم کے تیسرے باب کی طرف ہے مقابلہ ہو خطبات صفحہ ۲۱۰۔

اندر خرچ کر دیا جائے گا بلکہ تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ اور اس امر کی بھی توقع نہیں کہ آئندہ اس سے کچھ حاصل ہو سکے گا۔ اس راس المال کے بدلے جو انھوں نے حکومت کو قرض دیا تھا۔ ان کو پبلک کے کفالتی ذخائر میں سے سالیانے مل گئے اور اکثر و بیشتر حالات میں یہ سالیانے اپنی اصلی قدر و قیمت سے گراں تر ہوتے ھیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان سالیانوں کی صورت میں ان کے راس المال کی بازیابی ہو جاتی ھے اور یہ لوگ اسی شان سے کاروبار کرتے رھتے ھیں جس شان سے پہلے کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ شان سے کرنے لگتے ھیں یعنی وہ اس قابل ہو جاتے ھیں کہ ان سالیانوں کی ساکھ پر اور لوگ جدید قرضہ لے سکیں یا ان سالیانوں کو اور لوگوں کے ھاتھ فروخت کر دیں اور ان کے معاوضے میں راس المال حاصل کر لیں اور یہ راس المال اس رقم کے برابر ہوتا ھے جو وہ حکومت کو قرض دیتے ھیں یا اس سے بھی کچھ نہ کچھ زیادہ ہوتا ھے۔ بہرکیف یہ جدید راس المال جو یہ لوگ اوروں سے سالیانوں کے معاوضے میں وصول کرتے یا ان سے قرض لیتے ھیں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہوتا ھے اور حاصل خیز اجیروں اور کاریگروں کے رکھ رکھاؤ میں صرف ہوتا تھا جس طرح اور ہر قسم کا سرمایہ صرف ہوتا ھے۔ جب یہ راس المال ان لوگوں کے ھاتھ میں پہنچتا ھے جو اپنا راس المال حکومت کو قرض دیتے ھیں تو بعض اعتبارات سے یہ راس المال ان لوگوں کے لئے نیا ہوتا ھے مگر تمام ملک کے نیا نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہوتا ھے کہ

چند خاص خاص کاموں سے نکالا اور دیگر کاموں میں لگایا جاتا ہے اس کی وجہ سے اس راس المال کی بازیابی ہو جاتی ہے جو وہ حکومت کو قرض دیتے ہیں لیکن اس سے تمام ملک کے راس المال کی بازیابی نہیں ہوتی۔ اگر یہ لوگ یہ راس المال حکومت کو قرض نہ دیتے تو ملک میں دو راس المال موجود ہوتے اور اسی طرح ایک کی جگہ سالانہ پیداوار کے دو حصے ہوتے اور دونوں کے دونوں ثمر خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش میں صرف ہوتے۔

جب ضروری مصارف و اخراجات محصولات میں سے نکالے جاتے ہیں تو محاصل و مداخل کے ایک حصے کا رخ بدل جاتا ہے اور اس کو ایک غیر ثمر خیز مصرف سے نکال کر دوسرے میں لگا دیا جاتا ہے۔

جب حکومت کے مصارف و اخراجات کے انصرام کے لئے سال کے اندر غیر مکفول پیداوار کی آمدنی میں سے مداخل و محاصل کی صورت پیدا کی جاتی ہے تو غیر سرکاری افراد کے مداخل و محاصل کے ایک حصے کا رخ بدل دیا جاتا ہے اور اس کو ایک غیر ثمر خیز کام میں سے نکال کر دوسرے ثمر خیز کام میں لگا دیا جاتا ہے یعنی پہلے اس کے ذریعے سے ایک قسم کے غیر ثمر خیز اجیروں کی پرورش ہوتی تھی اب دوسری قسم کے غیر ثمر خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش ہونے لگتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس محصول کا ایک حصہ جمع ہو کر راس المال کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور ثمر خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش میں صرف ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس کا بیش تر حصہ خرچ کر ڈالا جاتا ہے اور اس طرح وہ غیر ثمر

خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش میں لگ جاتا ہے - بہر کیف مصارف عامہ کا انصرام جب اس انداز سے کیا جاتا ہے تو بلا شائبہ شک نئے راس المال کے اجتماع کی راہ میں کم و بیش مزاحمت پیدا کرتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے موجودہ راس المال برباد ہو جاتا ہے -

جب اس کا انصرام قرض لے کر کیا جاتا ہے تو یہ ثمر خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش سے ممنوع قرار پاتا اور غیر ثمر خیز لوگوں کی پرورش میں لگ جاتا ہے - اس سے صرف یہ فائدہ ہوتا ہے کہ لوگ دواسی سالیانوں میں پس انداز کرنے لگتے ہیں -

جب مصارف عامہ کا انصرام کفالتی ذخائر کے ذریعے کیا جاتا ہے تو ہر سال راس المال کا کچھ نہ کچھ حصہ ضائع ہو جاتا جو اس سے پہلے ملک میں موجود ہوتا ہے - سالانہ پیداوار کا ایک حصہ ثمر خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش کے لئے مخصوص ہوتا ہے - اب اس کا رخ بدل دیا جاتا ہے اور اس کو ثمر خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش کے اسور میں سے نکال کر غیر ثمر خیز اجیروں اور کاریگروں کی پرورش کے اسور میں لگا دیا جاتا ہے - لیکن محصولات اس صورت میں اس سے سبک تر ہوتے ہیں جتنے اس صورت میں ہوتے ہیں جب ایک سال کے اندر اس قدر محصول لگا دیا جاتا جو ان مصارف کے انصرام کے لئے کافی متصور ہوتا - اس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ افراد کے ذاتی مداخل پر بار کم پڑتا ہے اور ان میں پس اندازی کی قابلیت ہوتی ہے اور یہ لوگ کچھ اندوختہ جمع کرکے راس المال بنا لیتے ہیں - کم از کم ان کی اس قابلیت میں

بہت کم ضعف پیدا ہوتا ہے ۔ ایک طرف تو کفالتی ذخائر کے طریق کار سے قدیم راس المال بہت ضائع ہو جاتا ہے دوسری طرف اس سے جدید راس المال کے اجتماع و حصول میں اس سے کم مزاحمت پیدا ہوتی ہے جتنی اس صورت میں ہوتی ہے جب مصارف عامہ کا انصرام ان محصولات کے ذریعے کیا جاتا ہے جو سال بھر کے اندر اندر لگائے جاتے ہیں ۔ حکومتیں اکثر مبذر اور فضول خرچ ہوتی ہیں اور معاشرۂ انسانی کے راس المال میں گوناگوں رخنے پیدا کر دیتی ہیں ۔ اس کفالتی ذخائر کے نظام کی وجہ سے لوگوں میں محنت و مشقت اور کفایت شعاری و جزرسی کے جذبات پیدا ہو جائیں گے اور ان رخنوں کو آسانی سے پر کر دیں گے ۔

جونہی جنگ کا خاتمہ ہوتا ہے یہ فوائد بھی معدوم ہو جاتے ہیں دوسرے نظاموں کے ماتحت بھی جنگ کی مدت قلیل اور امن کا زمانہ طویل ہوتا ہے ۔

لیکن یہ صرف دوران جنگ میں ہوتا ہے کہ نظام ذخائر کفالتی کو دوسرے نظام پر یہ ترجیح حاصل ہوتی ہے ۔ اگر مصارف جنگ ہمیشہ ان مداخل و محاصل میں سے نکالے جاتے جو اسی سال میں حاصل ہوتے تو وہ محصولات بھی صرف ایک سال کے لئے جاری رہتے جن میں سے یہ غیر معمولی مصارف نکالے جاتے ۔ افراد کی زر اندوزی کی قابلیت زمانۂ امن میں اس نظام میں اس سے زیادہ ہوتی ہے جتنی نظام ذخائر کفالتی میں ہوتی اگرچہ زر اندوزی کی یہ قابلیت دوران جنگ میں کم ہوتی ہے اس صورت میں جنگ کی وجہ سے قدیم راس المال کی بربادی لازم نہ آتی اس کے برعکس صلح اور امن کے زمانے میں زر اندوزی کے لئے نئی نئی سبیلیں نکل آتیں ۔ جنگوں کا خاتمہ عام طور پر جلد ہو جاتا اور ان میں اس قدر لاابالی

حرکتوں کا ارتکاب بھی نہ کیا جاتا ۔ دوران جنگ میں لوگوں پر مصارف جنگ کا پورا بار پڑتا اور ان کو اس کا احساس بھی ہوتا اس لئے وہ اس سے بہت جلد بیزار ہو جاتے اور حکومت کے لئے بھی اس امر کا امکان نہ ہوتا کہ اس کو ضرورت سے زیادہ جاری رکھے اس لئے کہ حکومت کو رعایا کی تالیف قلوب مطلوب ہوتی ہے ۔ اگر لوگوں کی دور بین نظریں اس امر کو دیکھ سکتیں کہ جنگ کے لئے کن مصارف کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں کس قدر تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں تو لوگ بے سوچے سمجھے اس کا مطالبہ نہ کرتے بلکہ اس میں در آنے سے اس وقت تک احتراز کرتے جب تک اس کے لئے مدلل اور معقول وجوہ نہ دیکھ لیتے ۔ اس صورت میں وہ وقت شاذ ہو جاتا جب عام لوگوں کی زر اندوزی کی قابلیت میں کمی پڑ جاتی ہے اور اگر کبھی آ بھی جاتا تو زیادہ دیرپا نہ ہوتا ۔ اس کے برعکس وہ زمانہ بہت زیادہ طویل اور دیرپا ہوتا جب یہ قابلیت زراندوزی بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس نظام ذخائر کفالتی کے تحت میں یہ زمانہ کبھی اتنا طویل اور دیرپا نہیں ہو سکتا ۔

علاوہ ازیں جب اس نظام ذخائر کفالتی کی رفتار میں ایک خاص تیزی پیدا ہو جاتی ہے تو محصولات میں گونا گوں اضافہ لازم ہو جاتا ہے ۔ اس سے لوگوں کی پس اندازی کی قابلیت میں انحطاط پیدا ہو جاتا ہے ۔ اب یہ لوگ دوران امن و امان میں اس قدر زر اندوزی نہیں کر سکتے جس قدر

علاوہ ازیں اس نظام ذخائر کفالتی سے مداخل و محاصل پر بالآخر اس قدر بار پڑتا ہے کہ دوران امن کے معمولی مصارف ان مصارف سے تجاوز کر جاتے ہیں جو دوسرے نظام کے مطابق دوران جنگ میں کافی ہو سکتے ہیں ۔

دوسرے نظام کی صورت میں دوران جنگ میں کر سکتے ہیں
دور حاضر میں برطانیہ کے غیر مصافی مداخل و محاصل کی میزان
ایک کروڑ پونڈ سالانہ سے زیادہ ہے۔ اگر اس کو آزاد اور
غیر مکفول کر دیا جائے تو بڑی سے بڑی جنگ کے مصارف
کے انصرام کے لئے کافی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ حسن
انتظام کی داد دی جائے اور آئندہ ایک شلنگ بھی قرض نہ
لیا جائے اور حالت یہ ہے کہ اہل برطانیہ کے نجی مداخل و
محاصل پر دوران امن و امان میں اس قدر بار پڑا ہے اور ان
کی زر اندوزی کی قابلیت میں اس قدر انحطاط پیدا ہو گیا ہے
کہ بڑی سے بڑی لڑائی میں بھی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا
بشرطیکہ ذخائر کفالتی کا یہ مہلک اور تباہ کن نظام رواج پذیر
نہ ہوتا۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تمام قرضہ اپنے ملک میں رہتا ہے یا اس کا کوئی حصہ باہر جاتا ہے۔

جب قرضہ جات عامہ کا سود ادا کیا
جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ دایاں
ہاتھ دیتا اور بایاں ہاتھ لیتا ہے۔[1] یہ
زر نقد کہیں باہر نہیں جاتا عامۃ الناس
کے ایک گروہ کے مداخل و محاصل ہیں کہ اس سے لے کر
دوسرے گروہ کو دے دئے جاتے ہیں اور قوم کو
من حیث الکل ایک پائی کا بھی خسارہ نہیں رہتا۔ یہ عذر سر تا سر
عذر لنگ ہے اس کی بنیاد محض سفسطۂ نظام تجارت پر قائم ہے۔ اس
نظام کے متعلق مدلل و مبسوط بحث اوراق ماسبق میں حوالہ

---

[1] ملاحظہ ہو سیاست تجارت مصنفہ میلرن مطبوعہ ۱۷۶۱ء باب ۲۳ - صفحہ
۲۹۶ -

قرطاس ہو چکی ہے۔ اس جگہ اس کے متعلق زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس عذر میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ یہ قرضہ عامہ جس قدر ہے سب کا سب اہل ملک کو واجب الادا ہے مگر یہ درست نہیں ہے۔ برطانیہ کے قرضہ جات عامہ میں اہل ہالستان کا بہت حصہ ہے اسی طرح اور قوموں کے بھی اس میں حصے کافی ہیں۔ اگر یہ قرضہ تمام کا تمام اہل برطانیہ کو واجب الادا ہوتا، تب بھی مہلک اور تباہ کن ہوتا اس سے اس کی تباہ کاری میں کچھ فرق نہ آ جاتا۔

تمام مداخل و محاصل کے ذریعے ہیں ایک زمین دوسرا راس المال زمین کا انصرام زمیندار کے ہاتھ میں ہے اور راس المال کا انتظام سرمائے کی تحویل میں ہے۔

مداخل و محاصل کے اصلی اور ابتدائی ذریعے دو ہیں ایک زمین ہے۔ دوسرا راس المال۔ اس سے بحث نہیں کہ محاصل سرکاری ہو جائیں یا ان کا تعلق بھی افراد سے ہو۔ راس المال سرمائے میں سے ثمر خیز اجیروں اور کاریگروں کو اجرت دی جاتی ہے خواہ یہ لوگ زراعت و کشت کاری میں مصروف ہوں یا صنعت و تجارت میں مصروف کار ہوں۔ ان ابتدائی مداخل و محاصل کے انتظام و انصرام کی زمام دو مختلف گروہوں کے ہاتھ میں ہے ان میں سے ایک مالکان اراضی کا گروہ ہے اور دوسرا صناعوں اور تاجروں کا گروہ ہے۔ یہ گروہ سرمایہ دار ہے۔ سرمایہ لگاتا ہے اور اجیروں سے کام لیتا ہے۔

محصول اراضی سے زمینداروں کی اس قابلیت میں انحطاط پیدا ہو جاتا ہے جس سے اصلاح اراضی کا امکان ہوتا ہے۔

مالکان اراضی کو صرف اپنے مداخل و محاصل سے سر و کار ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے یہ لوگ اپنی جائدادوں کو اس قدر عمدہ حالت میں رکھتے ہیں جس قدر ان کے امکان میں ہوتا ہے۔ یہ لوگ کاشت کاروں کے لئے مکان بناتے اور ان کی مرمت و درستی کا بار اٹھاتے ہیں۔ یہ لوگ حسب ضرورت نالیاں بنواتے اور باڑیں لگواتے اور ان کا رکھ رکھاؤ کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی اصلاحیں اور ترمیمیں ہیں، جن کے لئے مصارف کثیر مطلوب ہوتے ہیں اور حق یہ ہے کہ ان چیزوں کے بنانے اور ان کے رکھ رکھاؤ کا بار اٹھانے کی ذمہ داری صرف مالکان اراضی پر عائد ہو سکتی ہے لیکن اراضی پر گونا گوں محصول لگا دئے جاتے ہیں تو مالکان اراضی کے مداخل و محاصل میں نمایاں کمی پڑ جاتی ہے اور جب ضرورت اور سہولت کی چیزوں پر محصول لگایا جاتا ہے تو اس کمی میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی اصلی قدر و قیمت بہت کچھ گھٹ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ مالکان اراضی اب اپنے اندر یہ صلاحیت نہیں پاتے کہ اس قسم کی اصلاحات کریں اور ان کے رکھ رکھاؤ کا بار اٹھائیں اور جب زمیندار اور مالکان اراضی اپنے حصے کا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو کسان اور کاشت کار اپنے حصے کا کام کیوں کر کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے تو یہ سر تا سر محال ہے۔ جس نسبت سے زمینداروں کی تکلیفوں میں اضافہ ہوتا ہے اسی

نسبت سے ملک کی زراعت و فلاحت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اس راس المال کے مالکوں کو یہ تحریص ہوتی ہے کہ اپنا راس المال اس ملک میں سے نکال لیں۔

جب ضرورت اور سہولت کی چیزوں پر گونا گوں محصول لگائے جاتے ہیں تو اس راس المال کے مالک اور سرمایہ لگانے والے اور زراعت کار یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس راس المال اور سرمائے سے جس قدر محاصل اور مداخل ممکن الحصول ہیں، وہ کسی خاص ملک میں اس امر پر قادر نہیں ہوتے کہ ضرورت اور آسائش کی چیزوں کی اس قدر مقدار بہم پہنچا سکیں جس قدر کسی اور ملک میں بہم پہنچا سکیں تو ان کے دلوں میں یہ تحریص پیدا ہوتی ہے کہ اپنا راس المال اور سرمایہ پہلے ملک سے نکالیں اور دوسرے میں پہنچائیں۔ ان محصولات کی تحصیل کے لئے افسران محصول اکثر تاجروں کے گوداموں اور صناعوں کے کارخانوں کا معاینہ کرتے جاتے ہیں۔ یہ امر ان تاجروں اور صناعوں کے لئے سوہان روح ہوتا ہے اور یہی لوگ ہیں کہ راس المال جمع کرتے اور سرمایہ لگاتے ہیں۔ اب یہ لوگ اپنی خواهش کو کو عملی جامہ پہناتے اور اپنا راس المال اس ملک سے نکال کر دور کے ملکوں میں پہنچا دیتے ہیں۔ اس طرح یہ مال ملک کی صنعت و حرفت کو لازمی طور پر آزار پہنچاتا ہے، اس لئے کہ ان کی اعانت و امداد جس سرمائے سے ہوتی تھی وہ یہی راس المال تھا اور زراعت و کشت کاری کے ساتھ ہی ساتھ صنعت و حرفت کی تباہی و بربادی بھی شروع ہو جاتی ہے۔

جب ذرائع مداخل و محاصل میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے یعنی جب یہ ذرائع ان لوگوں کے ہاتھوں میں سے نکلتے ہیں جو ان کے حصوں پر قابض ہوتے ہیں دائنان عامہ کے ہاتھوں میں پہنچ جاتے ہیں تو اس سے اراضی کی طرف سے غفلت ہونے لگتی ہے اور راس المال ضائع ہو جاتا یا کسی اور طرف منتقل کر دیا جاتا ہے۔

مداخل و محاصل کے دو خاص ذرائع ہیں ایک زمین دوسرا راس المال۔ ان دونوں کے مالک ان کی فلاح و بہبود کے طالب ہوتے ہیں۔ یعنی زمیندار اور مالکان اراضی زمین کے ہر حصے کا خیال رکھتے اور اس میں اصلاح و ترمیم کرتے ہیں اور مالکان راس المال اپنے سرمایہ کے ہر حصے کے انصرام میں حسن انتظام کی داد دیتے ہیں، اس لئے کہ ان دونوں کو ان کی فلاح و بہبود سے بلا واسطہ و وسیلہ سرو کار ہوتا ہے۔ ان چیزوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے نکالنا اور دیگر گروہوں کے ہاتھوں میں سونپنا بالآخر اس امر کا مترادف ہے کہ لوگ اراضی کی طرف سے غفلت برتنے لگیں اور راس المال ضائع ہونے لگے یا کسی اور طرف منتقل ہو جائے (اس لئے کہ دائنان عامہ کو ان چیزوں کے ساتھ اتنی دلچسپی نہیں ہو سکتی) اس میں سرمو شکوک و شبہات کی گنجائش نہیں کہ دائنان عامہ کو زراعت و کشت کاری کی فلاح و بہبود میں اور اپنے ملک کی صنعت و تجارت کی ترقی کے امور میں ایک گونہ دلچسپی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اراضی کی حالت کا خیال رکھتے اور راس المال کے انصرام میں حسن انتظام سے کام لیتے ہیں اس لئے کہ جب ان چیزوں میں انحطاط کے آثار

رونما ہوتے ہیں تو اس سے ان کے مفاد پر زد پڑتی ہے۔
اور اس سے اس قدر محصول حاصل ہوتا ہے کہ ان کے سود یا
سالیانوں کی روانگی کے لئے کافی ہو سکے۔ لیکن دائنان عامہ
کو شخصی اور انفرادی حیثیت سے کسی خاص قطعۂ اراضی
کی ترقی و ترمیم سے کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح
ان کو کسی خاص راس المال کے انصرام میں حسن انتظام
سے بھی کسی طرح کا سرو کار نہیں ہوتا دائنان عامہ
کی حیثیت سے ان کو خاص حصوں کا علم بھی نہیں
ہوتا۔ نہ یہ لوگ ان کا معاینہ و ملاحظہ کر سکتے ہیں اور
نہ ان کی طرف توجہ مبذول کر سکتے ہیں۔ اور بعض بعض
حالات میں تو ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کون سا
حصہ فنا ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ ان کو اس سے بلا واسطہ
کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ذخائر کفالتی کے رواج سے ریاستیں ہمیشہ کمزور ہو جاتی ہیں۔

ذخائر کفالتی ایسی چیز ہے کہ اس
ریاست کو شدہ شدہ کمزور کر کے
چھوڑتی ہے، جو اس کو اپنے ہاں
رائج کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترویج کی ابتدا
اطالیہ کی جمہوری ریاستوں نے کی تھی۔ جینوا اور وینس دونوں
اس کی بدولت ضعیف و ناتوان ہو کر رہ گئی ہیں حالانکہ
یہی دو جمہوری ریاستیں ہیں کہ آزادی اور خود مختاری
کی دعویدار ہو سکتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانیہ
نے یہ اطالیہ کی جمہوری ریاستوں سے سیکھا تھا۔ اور (اس کی
شرح محصولات قدرے کم منصفانہ تھی) اس لئے یہ اور بھی

زیادہ ضعیف و نا توان ہو گئی ہے اور یہ ضعف و نا توانی اس کی فطری قوت کے متناسب ہے۔ ہسپانیہ کے قرضہ جات بہت زیادہ قدیم ہیں یہاں تک کہ سولھویں صدی سے پہلے یہ ملک بہت مقروض تھا۔ یہ اس وقت سے سو سال پہلے کا ذکر ہے جب انگلستان کے ذمے ایک شلنگ بھی نہ تھا۔ فرانس اپنے تمام قدرتی ذرائع کے باوجود بھی زیر بار ہے اور اس بار نے اس کو مضمحل کر دیا ہے۔ صوبہ متحدہ کی جمہوری ریاست بھی اس بار قرضہ کی وجہ سے اس قدر کمزور و نا توان ہو گئی ہے جس قدر جینوا اور وینس۔ کیا یہ امر قرین قیاس ہے کہ وہ رواج صرف برطانیہ میں بے اثر ثابت ہوگا، جو اور تمام ملکوں کی کمزوری کا موجب ثابت ہو چکا ہے۔

اگرچہ برطانیہ کا نظام محصول اور ملکوں کی نسبت ارفع و اعلیٰ ہے، مگر اس کے باوجود بھی برطانیہ غیر محدود بار قرضہ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ان تمام ملکوں میں جو نظام محصول جاری ہے، وہ لگان کے نظام محصول کی نسبت ادنیٰ یا کم مایہ ہے یا کم از کم مجھے یقین ہے کہ یہ ادنیٰ ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب تشخیص محصول کے موزوں اور مناسب موضوع ختم ہو چکتے ہیں تو اشد ضرورت کے وقت دانا سے دانا حکومت بھی اس امر پر مجبور ہوتی ہے کہ نامناسب[۱] موضوعات پر محصول لگائے۔ جمہوریۂ ہالستان کے ارباب بست و کشاد عاقل و کاردان

---

۱ ملاحظہ ہو دفتر پنجم کے پہلے باب کا پہلا حصہ۔

ہیں - لیکن بعض بعض موقعوں پر ان کو بھی مجبور ہو جانا پڑتا ہے کہ ایسے آزار رساں موضوعات پر محصول لگائیں جیسے موضوعات پر ہسپانیہ میں لگایا جاتا ہے - اگر مداخل و محاصل عامہ کے اکثر ذرائع ابھی اس بار قرضہ سے آزاد نہ ہونے پائیں کہ ایک اور جنگ چھڑ جائے اور جوں جوں وقت گذرتا جائے اس پر اس قدر خرچ ہوتا جائے جس قدر گذشتہ جنگ میں ہوتا تھا، تو ضرورت کا تقاضا ہو گا کہ برطانی نظام تشخیص محصول بھی ایسا تشدد آمیز ہو جائے جیسا کہ نظام ہالستان ہے بلکہ اس منزل میں در آئے جس میں نظام ہسپانیہ ہے - برطانیہ کے نظام محصول کی شان میں اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے اس ملک کی صنعت و حرفت کو بہت کم الجھنوں اور پیچیدگیوں کا مقابلہ کرنا پڑا ہے - یہاں تک کہ۱ نہایت گراں قدر جنگوں کے دوران میں بھی لوگوں نے انفرادی حیثیت سے کفایت شعاری اور حسن انتظام کا ثبوت دیا اور اس طرح بہت کچھ زرنقد بچایا اور اس کو جمع کیا اور ان تمام رخنوں کو پر کر دیا، جو حکومت کی تبذیر و فضول خرچی کی وجہ سے معاشرۂ انسانی کے راس المال میں پیدا ہو گئے تھے - گذشتہ جنگ پر برطانیہ کو اس قدر مصارف برداشت کرنے پڑے کہ اس سے پہلے کبھی نہ کئے تھے - اس کے خاتمے پر برطانیہ کے زراعت کو اس قدر فروغ حاصل تھا، اس کی صنعت و حرفت کو اتنی ترقی نصیب تھی اور اس کی تجارت اس قدر وسیع تھی کہ اس سے پہلے

---

۱ - طبع اول میں ہے ''معلوم ہوتا ہے'' -

کبھی نہ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ راس المال اتنا تھا کہ بہ ظاہر اس سے پہلے کبھی نہیں لگایا گیا تھا۔ خاتمۂ جنگ کے بعد سے زراعت کی حالت میں ترقی کے آثار نمودار ہیں۔ دیہات و قصبات میں کرایۂ مکان کی مقدار میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ اس امر کی بین دلیل ہے کہ عامۃ الناس کی دولت ترقی پر ہے اور ان کے مداخل و محاصل میں اضافہ ہو رہا ہے اور محصولات قدیم کی سالانہ مقدار کا بیشتر حصہ متواتر ترقی پذیر ہے۔ محصول درآمد اور محصول چنگی کو اس باب میں زیادہ نمایاں خصوصیت حاصل ہے اور یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ صرف میں ترقی ہو رہی ہے اور پیداوار بھی بڑھ رہی ہے اور یہی پیداوار ہے کہ صرف کی کفیل ہو سکتی ہے۔ اب سے پچاس سال پہلے کوئی شخص یہ خیال نہ کر سکتا تھا کہ برطانیہ اس بار کا متحمل ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ اس بار کو نہایت سہولت سے برداشت کر چکا ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہئے کہ وہ ہر قسم کے بار کا متحمل ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہمیں یہ بھی اعتماد نہ کرنا چاہئے کہ وہ اس سے ذرا زیادہ بار کا تحمل کر سکے گا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو تکلیف اٹھائے گا۔

جب قرض زیادہ ہو جاتا ہے تو مدیون کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔

جب قومی قرضہ جات ایک خاص حد تک جمع ہو جاتے ہیں تو ان کی ادائگی محال ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ مجھے یقین ہے کہ ایسی ایک بھی مثال مشکل سے ملے گی کہ یہ قرضہ جات تمام و کمال ادا کئے گئے ہوں۔ اگر کبھی قومی محاصل و مداخل کو اس بار عظیم سے نجات نصیب ہوتی

ہے تو وہ دیوالے کے طفیل نصیب ہوتی ہے۔ بعض بعض حالات میں یہ دیوالہ صریح اور علانیہ ہوتا ہے اور اکثر حالات میں یہ اصلی اور حقیقی دیوالہ ہوتا ہے اگرچہ بسا اوقات ایسا اس ادعا پر کیا جاتا ہے کہ قرضہ ادا کر دیا گیا ہے۔[1]

دیوالے کو چھپانے کا معمولی طریقہ یہ ہے کہ سکے کی قیمت بڑھا دی جائے حالانکہ اس ترکیب سے ان کے مضر نتائج مرتب ہوئے ہیں کہ دیوالے سے نہیں ہوتے۔

قومی دیوالے کو چھپانے کی سب سے زیادہ آسان اور معمولی ترکیب یہ ہے کہ سکے کی قیمت بڑھا دی جاتی ہے اور یہ دعویٰ کر دیا جاتا ہے کہ قرضہ ادا کر دیا گیا ہے۔ مثلاً قانون پارلیمان یا اعلان شاہی کے ذریعے چھ پنس کے سکے کو ایک شلنگ کا سکہ قرار دے دیا جائے اور چھ چھ پنس کے بیس سکوں کو ایک پونڈ طلائی کے برابر ٹھہرا دیا جائے تو وہ شخص جس نے قدیم مالیت کے مطابق بیس شلنگ قرضہ لیا تھا اب وہ بیس چھ پنی سکے ادا کرے گا یا بہ الفاظ دیگر جس نے قریب قریب چار اونس چاندی قرضہ لی تھی اب دو اونس سے کم چاندی ادا کرے گا۔ تقریباً ایک سو اٹھائیس ملین پونڈ کا قومی قرضہ اس طرح سے صرف چونسٹھ ملین پونڈ میں ادا ہو جائے اور برطانیہ کا کفالتی اور غیر کفالتی راس المال یہی (ایک سو اٹھائیس ملین پونڈ) ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس صورت میں ادائگی نہیں کی جاتی بلکہ ادائگی کا ادعا کیا جاتا ہے اور قوم کے دائنوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اور ان

---

[1] ملاحظہ ہو بیان رینل۔ در تاریخ فلسفہ۔ مطبوعہ ایمسٹرڈم ۱۷۷۳ جلد چہارم صفحہ ۲۷۴۔

کو بیس شلنگ کی جگہ صرف دس شلنگ دئے جاتے ھیں۔
یہ مصیبت صرف دائنان قوم تک محدود نہیں رھتی بلکہ
بہت زیادہ وسیع ہو جاتی ھے اور نجی اشخاص و افراد کو بھی
اسی تناسب سے نقصان اٹھانا پڑتا ھے۔ حالانکہ دائنان قوم
کو اس سے کسی قسم کا فائدہ نہیں ھوتا بلکہ اکثر و بیشتر
حالات میں اور بھی زیادہ نقصان ھوتا ھے۔ اگر دائنان قوم
در حقیقت اور لوگوں کے مقروض ھوتے اور ان کو ان
کے قرضہ جات اسی سکے میں ادا کرتے جس میں پبلک نے
زر قرضہ کی رقوم پیش کی تھیں تو اس طرح کسی نہ کسی
حد تک آن کے نقصان کی تلافی کرتے۔ لیکن اکثر ملکوں میں
دائنان قوم دولت مند اور متمول لوگ ھوتے ھیں یا کم سے
کم ان کے بیش تر طبقے کو حیثیت حاصل ھوتی ھے۔ باقی ماندہ
شہریوں کے مقابلے میں یہ زر دار لوگ جس قدر لین دار ھوتے
ھیں اس قدر دین دار نہیں ھوتے۔ اکثر و بیشتر حالات میں
اس ظاھر دارانہ ادائگی سے دائنان قوم کے نقصانات کی تلافی
نہیں ھوتی بلکہ اس سے تو وہ اور بھی زیادہ سنگین و شدید
ھو جاتے ھیں اس سے پبلک کو تو کسی قسم کا فائدہ نہیں
ھوتا بلکہ معصوم اور بے گناہ لوگوں کی تعداد کثیر مصیبت
میں مبتلا ھو جاتی ھے۔ اس کے باعث عام طور پر نجی اشخاص
و افراد کی دولت و ثروت میں ایک گونہ فساد انگیز تحریف
پیدا ھو جاتی ھے اس سے کاھل اور مبذر مدیوں اور سست و
فضول خرچ مقروض لوگ مالا مال ھو جاتے ھیں اور محنت
شعار اور جز رس دائن حضرات نقصان اٹھاتے ھیں۔ اس تحریف
کے باعث قومی راس المال آن بزرگوں کے ھاتھ سے نکلتا ھے،

جن کی ذات سے یہ توقعات وابستہ ہوتی ہیں کہ اس میں اصلاح و ترقی ہو گی اور ان لوگوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے جن کی طرف سے اندیشہ ہوتا ہے کہ اس کو منتشر و برباد کر دیں گے۔ جب کسی ریاست کے لئے یہ امر لابدی اور ضروری ہو جاتا ہے کہ دیوالے کا اعلان کرے تو اس میں اور افراد و اشخاص میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ اس ضرورت و احتیاج کے احساس میں دونوں برابر ہوتے ہیں۔ مدیوں و مقروض لوگوں کے لئے صاف، صریح اور علانیہ دیوالہ کم ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے اور اس میں دائن اور لین دار حضرات کے لئے بھی مضرت و آزار کا پہلو اس قدر کم مضمر ہوتا ہے، جس قدر حیز امکان میں ہوتا ہے۔ جب کوئی ریاست دیوالے کو چھپانے کے لئے اس قسم کی شعبدہ بازی کے دامن میں پناہ لیتی ہے تو اس حرکت میں ریاست کی عزت و شان کا سامان مضمر نہیں ہوتا اس لئے کہ ہر شخص آسانی سے اس شعبدہ بازی کی کنہ تک پہنچ سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ شعبدہ بازی نہایت فساد انگیز ہے۔

یہ طریق کار اکثر ریاستوں میں رائج رہا ہے۔ رومۃ الکبریٰ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

لیکن اس شعبدہ بازی سے کوئی ریاست مستثنیٰ نہیں ہے۔ جب کبھی کسی ریاست کو کوئی اشد ضرورت پیش آتی ہے، اسے اس شعبدہ بازانہ مکر سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ ریاستیں قدیم ہوں یا جدید ہوں پہلی فینشیائی جنگ کے خاتمے پر رومیوں کو ''آس'' کی قیمت گھٹانی پڑی تھی۔ اور آس وہ سکہ تھا جس کی وساطت سے اور تمام سکوں کی قدر و قیمت کا یقین کیا جاتا تھا۔ پہلے اس میں بارہ اونس تانبا

ہوتا تھا - اب صرف دو اونس رہ گیا تھا - بہ الفاظ دیگر رومیوں نے دو اونس تانبے کی قیمت کو بڑھا کر بارہ اونس تانبے کی قیمت کے برابر کر دیا - اس ترکیب سے جمہوریہ رومۃ الکبریٰ اس قابل ہو گئی کہ زر قرضہ کا صرف چھٹا حصہ ادا کرے اور اپنے تمام گرانقدر فرض سے سبک دوش جائے - اس دور کے لوگوں کی رائے ہے کہ اگر آج کل کسی ریاست کا اس طرح اچانک دیوالہ نکل جائے اور اس میں رقوم کو اس قدر نقصان عظیم پہنچے تو اس کے خلاف ہر طرف صدائے احتجاج بلند کی جائے گی - مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس قسم کا کوئی احتجاج نہیں کیا گیا یہ کارروائی ایک قانون کے ذریعے کی گئی تھی اور وہ قانون ایک قانون ساز جماعت نے وضع کیا تھا اور اسی نے اس کو رواج بخشا تھا - اس حیثیت سے اس میں دیگر قوانین متعلقہ سکہ جات میں کچھ فرق نہ تھا - اور گمان غالب ہے کہ یہ قانون بالکل عوام پسند تھا - رومۃ الکبریٰ میں اور تمام قدیم جمہوری ریاستوں میں مفلس اور نادار لوگ ہمیشہ افراد و اکابر کے مقروض رہتے تھے - حصول رائے کے لئے یہ بزرگ سالانہ انتخابات کے موقع پر غریب غربا کو قرض دیتے اور بے قیاس سود لگاتے تھے یہ رقوم کبھی ادا نہ کی جاتی تھیں اس لئے بہت جلد اس سے گذر جاتی تھیں کہ مقروض ان کو خود ادا کر سکیں یا کوئی اور شخص ان کو مقروض کی طرف سے ادا کر سکے - اب مقروض و مدیون لوگوں کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہ تھا کہ وہ اس امیدوار انتخاب کو رائے دیں - جس کو یہ دائن حضرات سفارش کریں - اگر یہ لوگ اس سے انحراف کرتے ہیں تو اپنے آپ کو سخت سے سخت کارروائی کا مستوجب قرار دیتے ہیں-

اس حصول رائے کے لئے زردار حضرات کوئی اور صلہ نہ دیتے
تھے۔ رشوت ستانی اور تخریب کاری کے انسداد کے لئے گوناگوں
قوانین رائج تھے مگر اس کے باوجود بھی امیدواران انتخاب داد و
دهش سے کام لیتے تھے اور کبھی کبھی مجلس شوری کے ارکان
اناج کی تقسیم کے احکام صادر فرماتے تھے - یہ ذخائر تھے کہ
جمہوریہ رومۃ الکبری کے دور آخر میں غربا و مساکین شہر کے
لئے وجہ معاش ثابت ہوتے تھے۔ اندریں حالات غریب اور نادار لوگ
دائنوں اور قرض خواهوں کے غلام تھے۔ اس غلامی سے نجات
پانے کے لئے غریب و نادار طبقات کے لوگ همیشہ اس امر کا
مطالبہ کرتے تھے کہ یہ قرضہ جات بالکل منسوخ کر دئے جائیں
یا کوئی ایسا قانون وضع کیا جائے کہ یہ لوگ اس اجتماعی قرضے
کا صرف ایک حصہ ادا کریں اور اس تمام قرضے سے نجات حاصل
کر لیں۔ اس تحریک کا نام ان کی اصطلاح میں جداول جدیدہ تھا۔
ان جداول جدیدہ میں سب سے زیادہ فائدہ بخش اور نفع رساں
قانون وہ تھا، جس کی رو سے هر قدر و قیمت کا سکہ انحطاط
پذیر هو گیا تھا یعنی هر سکے کی قیمت سابقہ قیمت کا چھٹا
حصہ رہ گئی تھی۔ اس کے طفیل مدیوں و مقروض زر قرضہ کا
ایک سدس دیتے اور تمام قرضے سے سبک دوش هو جاتے تھے۔
عامۃ الناس کو مطمئن کرنے کے لئے امرا و اکابر کبھی کبھی
اپنے آپ کو اس امر پر مجبور جانتے تھے کہ زر قرضہ کی تنسیخ
کے قوانین وضع کریں اور ایسی جداول جدیدہ رائج هو جانے
دیں اور جب یہ امرا و اکابر اس قبیل کے قوانین کے اجرا پر
اظہار رضامندی کرتے تھے تو غالباً کچھ تو اس کی تہ میں یہی
علل و اسباب کار فرما ہوتے تھے اور کچھ یہ وجہ ہوتی تھی کہ

اس کے باعث مداخل و محاصل عامہ کے ذرائع پر سے بار ہلکا ہو جاتا تھا اور اس سے اس حکومت کی شان بحال ہو جاتی تھی، جس کے انصرام و انتظام کی اگام خود ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ اس ترکیب سے بارہ کروڑ اسی لاکھ کا قرضہ کم ہو کر دو کروڑ تیرہ لاکھ تینتیس ہزار تین سو تینتیس پونڈ۔ چھ شلنگ اور آٹھ پنس رہ جاتا ہے۔ دوسری فنیشیائی جنگ کے دوران میں اس کی قیمت میں اور بھی کمی کر دی گئی تھی، یعنی پہلے اس میں دو اونس تانبا ہوتا تھا، اسکے بعد گھٹا کر ایک اونس کر دیا گیا اور بعدہ اسکو ایک اونس سے گھٹا کر نصف اونس کر دیا گیا تھا۔ بہ الفاظ دیگر اب اس کی قیمت اصلی قیمت کا چوبیس واں حصہ رہ گئی تھی۔[۱] جب رومی طریق کار کے یہ اعمال ثلاثہ ایک جگہ جمع کر دئے گئے تو بارہ کروڑ اسی لاکھ کا قرضہ کم ہو کر صرف ترپن لاکھ تینتیس ہزار تین سو تنتیس پونڈ چھ شلنگ آٹھ پنس رہ گیا۔ اس طریق عمل سے تو برطانیہ کا قرضہ عظیم بھی بہت جلد ادا ہو سکتا ہے۔

اس کے باعث تمام دنیا میں سکے کی قیمت میں کمی پڑ گئی ہے۔

مجھے اس امر کا کامل یقین ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی ترکیبوں سے تمام دنیا کے سکوں کی قیمت میں بہت تخفیف ہوتی چلی آئی ہے اور ان کی قیمت اصلی قیمت سے بہت کم رہ گئی ہے اور ہر قسم کے سکے میں چاندی کی مقدار متواتر اور پے در پے کم ہوتی چلی آ رہی ہے۔

۱ تاریخ رومتہ الکبری کا یہ حصہ پلاینی کے چند فقروں پر مبنی ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ طبعی جلد ۳۳ باب سوم۔ تنقیدات حاضرہ سے یہ امر منکشف ہوتا ہے کہ واقعات اس قدر سادہ نہیں ہیں جس قدر متن ہذا میں ظاہر کئے گئے ہیں۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ سکے میں آمیزش کر دی جاتی ہے۔

اسی مقصد کے حصول کے لئے قومیں کبھی کبھی اپنے سکوں میں آمیزش کرتی ہیں اور ان کو معیار سے گرا دیتی ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان سکوں میں کھوٹ کی مقدار زیادہ کر دی جاتی ہے۔ مثلاً آج ایک پونڈ (وزنی) چاندی کے سکوں میں موجودہ معیار کے اعتبار سے اٹھارہ پینی ویٹ (وزنی) کھوٹ موجود ہے۔ اگر اس کی بجائے آٹھ اونس کی آمیزش کر دی جائے تو ایک پونڈ طلائی یا بیس شلنگ کے سکوں کی قیمت موجودہ زر نقد کے حساب سے چھ شلنگ اور آٹھ پنس کے برابر ہوگی۔ اس حساب سے چھ شلنگ آٹھ پنس کے سکوں میں چاندی کی جس قدر مقدار ہے وہ قدر و قیمت میں کم و بیش ایک پونڈ طلائی کے برابر ہوگی۔ معیار زر میں آمیزش کا وہی اثر ہوتا جس کو فرانسیسی میں تکثیر زر کہتے ہیں یعنی اس صورت میں بلا واسطہ سکے کا نام بدل دیا جاتا ہے۔

لیکن یہ فریب ہے۔ اس سے ملک و قوم میں غصے کی لہر دوڑ جاتی ہے اور یہ نا کام ہو جاتا ہے۔

تکثیر زر کی نوعیت کا تقاضا ہے کہ یہ عمل صریح اور واضح ہو اور نام بدل کر سکے کی قیمت جب کبھی بڑھائی جاتی ہے تو ہمیشہ علانیہ طور پر بڑھائی جاتی ہے۔ اس طرح قلیل الوزن اور قلیل الحجم قطعات کا نام وہی رکھ دیا جاتا ہے جو پہلے کثیر الوزن اور کثیر الحجم قطعات کا رکھا جاتا تھا۔ اس کے بر عکس زر نقد کے معیار میں آمیزش ہمیشہ خفیہ طور پر کی جاتی ہے۔ اس طریق کار میں دار الضرب سے ایسے قطعات جاری کئے جاتے ہیں جن کے نام حسب سابق ہوتے ہیں اور

جہاں تک ہو سکتا ہے وہ وزن اور حجم اور شکل و صورت میں بھی یکساں ہوتے ہیں یعنی وہ قطعات ان چیزوں میں ان قطعات سے مشابہ ہوتے ہیں جو اب تک زیادہ قیمتی سکوں کی نمائندگی کرتے تھے - جب شاہ جان والی فرانس نے ادائے قرضہ جات کی غرض سے سکے میں آمیزش کی تھی تو تمام افسران دارالضرب سے رازداری کا حلف اٹھوایا تھا -۱ یہ دونوں طریقے بے انصافی پر مبنی ہیں لیکن تکثیر زر کا طریقہ صریح نا انصافی اور کھلا تشدد ہے - اس کے برعکس آمیزش خفیہ فریب اور خیانت ہے - یہ طریقہ جب کبھی روشنی میں آتا ہے، تکثیر زر کے طریقے کی نسبت زیادہ شورش اور بے چینی پھیلا دیتا ہے اور یہ طریقہ کبھی بہت زیادہ عرصے تک خفیہ نہیں رہ سکتا - جب کسی سکے میں تکثیر زر کا عمل معتدبہ حد تک ہو چکتا ہے تو کبھی اپنے سابقہ وزن پر واپس نہیں لایا جا سکتا - اگر اس کے خلاف ہے تو شاذ ہے - لیکن زیادہ سے زیادہ آمیزش کے باوجود بھی اس کو سابقہ عمدگی و خوبی کی طرف ہمیشہ لانا پڑتا ہے - اس کے علاوہ چارہ کار نہیں ہے - عامۃ الناس کے جذبات اس قدر برانگیختہ

---

۱ ملاحظہ ہو ''فرہنگ زر نقد'' مصنفہ دو کانگے طبع بینیڈ کٹائن - اس تصنیف میں ان تغیرات کی ایک فہرست درج کی گئی ہے جو سکوں میں کئے گئے ہیں- ان میں تاریخ زرفرانس از لی بلانک مطبوعہ ۱۶۹۲ء کا حوالہ مضمر ہے - اس تصنیف میں یہ واقعہ صفحہ نمبر ۲۱۸ پر درج ہے کہ افسران دار الضرب سے قسمیں لی گئی تھیں کہ معاملہ کو صیغہ راز میں رکھینگے - اس کے مصنف نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ''موضوع سیاسیات متعلقہ تجارت'' - یہ کتاب ۱۷۶۱ء میں طبع ہوئی تھی - یہ تصنیف زیادہ سہل الحصول ہے - اس میں بھی یہ واقعہ حلف درج ہے - ملاحظہ ہو باب ۱۳ - صفحہ ۱۷۷ -

ہوتے ہیں کہ ان میں کسی طرح سکون نہیں ہو سکتا۔ اگر ہوتا ہے تو صرف اسی طریق سے ہو سکتا ہے۔

انگلستان، اسکاچستان اور دیگر ممالک میں اس کا تجربہ کیا گیا ہے۔

ہنری ہشتم کے دور اخیر میں اور ایڈورڈ ششم کے دوراول میں معیار زر میں آمیزش کی گئی تھی اور سکوں کے نام بدل کر ان کی قیمت بڑھا دی گئی تھی۔ جیمس ششم کے دوران نا بالغی میں اسکاچستان میں بھی اسی قسم کی فریب کاری سے کام لیا گیا تھا۔ کبھی کبھی دنیا کے اور ملکوں میں بھی اسی قسم کی فریب کاری سے کام لیا جاتا ہے۔

برطانیہ کا قرضہ چکانے یا اس میں معتدبہ کمی کرنے کے لئے لازم آتا ہے کہ مداخل و محاصل میں معتدبہ اضافہ کیا جائے یا اخراجات کم کئے جائیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ توقع سراسر لغو و لا یعنی ہے کہ برطانیہ کے ذرایع مداخل و محاصل کبھی بالکل آزاد اور بے بار ہونگے یا کبھی ان کو آزاد اور بے بار کرنے کے لئے معتدبہ کوشش کی جائے گی کیونکہ سر حاصل مداخل بہت کم ہے اور دوران قیام امن میں انصرام حکومت پر ہر سال جو کچھ صرف ہوتا ہے، اس کے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ بہت خفیف ہے۔ جب تک یہ حالت قائم ہے اس وقت تک یہ توقع محض بے بنیاد ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ مداخل و محاصل کو یہ نجات و آزادی اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی، جب تک محاصل عامہ میں نمایاں اضافہ نہیں کیا جاتا یا مصارف عامہ کو

نمایاں طور پر کم نہیں کیا جاتا۔[۱]

اگر تشخیص محصول میں تبدیلیاں کی جائیں تو مداخل میں نمایاں اضافہ ہو سکتا ہے، مگر کافی نہیں ہو سکتا۔

اگر لگان اراضی اور کرایہ مکانات پر محصول لگانے میں زیادہ مساوات کا خیال رکھا جائے اور محصولات در آمد و بر آمد اور محصول چنگی کے نظام میں ایسی تبدیلیاں کی جائیں جیسی گذشتہ باب میں پیش کی گئی ہیں تو شاید مداخل و محاصل میں نمایاں اضافہ ہوجائے اور اکثر الناس پر بھی بار زیادہ نہ پڑے بلکہ عام افراد قوم پر یہ بار یکساں طور پر تقسیم ہو جائے۔ لیکن کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا کہ اس قسم کے اضافے سے از روئے معقولیت اس امر کی توقع ہو سکتی ہے کہ مداخل عامہ سر تا سر آزاد و بے بار ہو جائینگے یا دوران قیام امن میں ان کی نجات و رستگاری کے باب میں اتنی زیادہ ترقی رونما ہو جائیگی کہ آیندہ دوران جنگ میں ان میں اضافہ نہ ہونے پائے گا یا اگر یہ اضافہ ہو جائیگا تو اس کا معاوضہ ادا کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ سخت سے سخت رجائی منصوبہ باز انسان بھی اسی قسم کی توقعات وابستہ کر کے اپنے نفس کو دھوکا نہیں دے سکتا۔

اگر تشخیص محصولات میں ایرستان اور دیگر نوآبادیات کو شامل کر لیا جائے تو مداخل و محاصل میں اور بھی اضافہ ہو جائیگا۔

اگر سلطنت برطانیہ کے تمام صوبوں میں برطانی نظام محصول رائج کر دیا جائے تو اس امر کی توقع ہے کہ مداخل و محاصل میں اور بھی

---

۱ طبائع اول تا پنجم میں ''کبھی'' کی جگہ ''کبھی نہیں'' ہے اور یہ سہو طباعت ہے۔

زیادہ اضافہ ہوگا، اس لئے کہ اکثر نو آبادیات میں یا تو برطانی نسل کے لوگ آباد ہیں یا دیگر یوروپین اقوام کے لوگ بستے ہیں مگر ایسا کرنا آسان نہیں اس لئے کہ اس کے لئے لازم ہے کہ برطانی دستور اساسی کا احترام ملحوظ رکھا جائے اور اس دستور اساسی کی رو سے ان صوبوں یا نو آبادیات کو برطانی مجلس مقننہ کا رکن بنایا جائے یا بہ الفاظ دیگر ان کو سلطنت برطانیہ کا ممبر قرار دیا جائے۔ صوبہ جات و نو آبادیات پر تشخیص محصولات کے لئے لازم ہے کہ ان کو منصفانہ اور مساویانہ حقوق نیابت عطا کئے جائیں اور ہر نو آبادی کے حق نمایندگی اور مقدار محصول میں وہی نسبت ہونی چاہئے جو اہل برطانیہ کے حق نمایندگی اور مقدار محصول میں ہے۔ اکثر افراد و اشخاص کے ذاتی اغراض و مفاد ہوتے ہیں، اکثر جماعتوں اور گروہوں کے دماغوں میں تعصب رائج ہوتا ہے۔ پس یہ لوگ اس منزل میں پہنچ کر ہر بڑی تبدیلی کی شدید مخالفت کرتے ہیں اور حق تو یہ ہے کہ یہ لوگ اس وقت بھی اس قدر شدید مزاحمت کرینگے کہ اس سے عہدہ برا ہونا دشوار بلکہ محال ہوگا۔ بہر حال اس امر کا ادعا تو نہیں کیا جا سکتا کہ اس قسم کا اتحاد قابل عمل ہے کہ نہیں لیکن اس قبیل کی نظری اور فلسفیانہ تصنیف میں اس امر پر غور کرنا غیر موزوں نہ ہوگا۔ برطانی نظام تشخیص محصول سلطنت برطانیہ کے تمام صوبوں پر قابل اطلاق ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو کس حد تک ہے؟

---

۱ طبع اول میں ہے ''یہ تو''۔

اگر ان صوبوں میں بھی نظام تشخیص محصول رائج کیا جائے تو اس سے کس قدر محاصل و مداخل کی توقع ہو سکتی ہے اور اس قسم کے عام اتحاد و اتفاق کے امکان کی کیا صورت ہے جس سے ان تمام صوبوں کی فلاح و بہبود اور مسرت و شادمانی اور خوش حالی و فارغ البالی وابستہ ہے جو اس سلطنت میں شامل ہیں؟ اس فلسفیانہ قیاس آرائی کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک نئی قسم کا ''خیالستان'' ہے جس کا وجود صفحہ ارض پر نہیں ہے۔ یہ جدید خیالستان قدیم خیالستان کی نسبت کم دلفریب ہے مگر اس سے زیادہ فضول اور بے کار اور اس سے بڑھ کر وہمی اور خیالی ہے۔

محصولات برطانیہ کی انواع اربعہ۔

محصولات برطانیہ کے چار بڑے بڑے شعبے ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) محصولات اراضی

(۲) رسوم اسٹام

(۳) محصول در آمد و بر آمد

(۴) محصول چنگی

محصول اراضی۔ یہ محصول آسانی سے ایرستان، امریکہ اور غرب الہند میں رائج ہو سکتا ہے۔

یہ امر یقینی ہے کہ ایرستان محصول اراضی کی ادائگی کی قابلیت میں برطانیہ سے فائق و سابق ہے اور امریکی اور غرب الہندی نو آبادیات اس قابلیت میں ایرستان سے بھی آگے ہیں۔ ان ملکوں میں زمینداروں کے ذمے نہ تو

عشر ہے اور نہ ان کو محصول مساکین دینا پڑتا ہے۔ لہذا یہ
زمیندار محصول اراضی اس سے زیادہ آسانی سے دے سکتے ہیں جس
آسانی سے وہ زمیندار دے سکتے ہیں جن کے ذمے یہ دونوں
بار بھی ہوتے ہیں۔ بعض ملکوں میں عشر غلے کی صورت میں
دیا جاتا ہے اور بعض میں اس کی جگہ زر نقد ادا کیا جاتا۔ جن
ملکوں عشر زر نقد کی صورت میں نہیں بلکہ غلے کی صورت میں ادا
کیا جاتا ہے، ان ملکوں میں اس سے زمینداروں کے لگان میں
کمی واقع ہو جاتی ہے اور یہ کمی اس سے زیادہ ہوتی ہے
جتنی محصول اراضی سے ہو سکتی ہے اس لئے کہ اس کی
شرح در اصل پانچ شلنگ فی پونڈ ہے۔ اکثر ملکوں میں اس
عشر کی مقدار لگان اراضی کے چوتھائی حصے سے زیادہ ہوتی
ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ وہ رقم ہوتی ہے جو زراعت کار کے
راس المال کی بازیابی اور اس کے واجبی منافع کے حصول کے
بعد باقی رہ جاتی ہے۔ اگر وہ تمام عشر موقوف کر دئے جائیں
جو زر نقد کی صورت میں دئے جاتے ہیں اور اسی طرح
کلیسائی تملیکیں بھی منسوخ کر دی جائیں تو برطانیہ اور
ایرستان کے تمام کلیسائی عشرات کی مقدار کا تخمینہ ساٹھ ستر
لاکھ پونڈ طلائی سے کم نہیں ہو سکتا۔ اگر برطانیہ اور
ایرستان میں عشرات کا رواج نہ ہوتا تو ان ملکوں کے
زمیندار یہ ساٹھ ستر لاکھ پونڈ محصول اراضی کے طور پر
ادا کر سکتے اور ان پر اس سے زیادہ کچھ بار بھی نہ پڑتا
جتنا اس کے بیشتر حصے پر اب پڑتا ہے۔ امریکہ میں عشرات
کا رواج نہیں ہے اس لئے اہل امریکہ آسانی سے محصول
اراضی ادا کر سکتے ہیں۔ البتہ امریکہ اور غرب الہند کی

زمینیں لگان پر نہیں اٹھائی جاتیں اور نہ زراعت کاروں کو پٹے پر دی جاتی ہیں،۱۔ اس لئے وہاں کوئی فرد لگان نہیں ہے جس کی مدد سے وہاں کی زمینوں کا محصول تشخیص کیا جائے۔ ولیم اور میری کے چوتھے سال جلوس تک برطانیہ کی بھی یہی حالت تھی۔ وہاں کی زمینوں کا محصول بھی کسی فرد لگان کی رو سے تشخیص نہ کیا گیا بلکہ یونہی ایک تخمینہ لگا لیا گیا تھا اور اس کے مطابق تخمینہ تشخیص کر لیا گیا تھا۔ اسی طریقے سے امریکہ کی زمینوں پر محصول لگایا جا سکتا ہے یا ان کی پیمائش کرا کر ان کی قیمت کا صحیح صحیح تخمینہ لگایا جا سکتا ہے اور اس کے مطابق ان پر محصول لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طریقے کے مطابق ابھی حال ہی میں ریاست میلان میں محصول تشخیص کیا گیا اور یہی طریقہ آسٹریا، پرشیا اور سارڈینیا میں اختیار کیا گیا۔۲

رسوم اسٹام۔ ان میں آسانی سے توسیع ہو سکتی ہے۔

یہ امر بدیہی ہے کہ رسوم اسٹام ان تمام ملکوں میں قابل ترویج ہیں جہاں نفاذ قانون کی مشکلیں بالکل یکساں یا قریب قریب یکساں ہیں اور جہاں دستاویزیں بھی یکساں یا قریب قریب یکساں ہیں، جن کی رو سے جائداد کا انتقال عمل میں آتا ہے۔ خواہ وہ جائداد اصلی ہو یا محض شخصی ہو، ان میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

۱۔ طبع اول میں ''نہ'' کی جگہ ''یا'' ہے۔

۲۔ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے دفتر پنجم کا دوسرا باب۔

محصولات در آمدوبرآمد - ان میں توسیع کی جائے تو سب کے لئے مفید و سود مند ہے اس لئے کہ ان کے ساتھ آزاد تجارت کی توسیع کا سلسلہ مربوط ہے۔

اگر برطانیہ کے قوانین در آمد و برآمد میں توسیع کی جائے اور ان کو ایرستان اور دیگر نو آبادیات میں بھی رائج کر دیا جائے تو مادر ملک اور نو آبادیات کے لئے نہایت مفید اور سود مند ثابت ہو گا بشرطیکہ اس کے ساتھ ھی آزادی تجارت میں توسیع کی جائے اور حق تو یہ اور عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آزادی تجارت میں بھی توسیع کی جائے۔ گونا گوں مزاحمتیں ھیں کہ اس وقت ایرستان کی تجارت کی راہ میں حائل ھیں مگر یہ سب کی سب کینہ توزی پر منحصر ھیں۔ اسی طرح امریکہ میں اشیائے محسوبہ اور اشیائے غیر محسوبہ میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ یہ بھی انتقام کیشی پر مبنی ہے اگر برطانیہ کے قوانین در آمد و بر آمد میں توسیع ہو جائے تو ان چیزوں کا خود بخود خاتمہ ہو جائے۔[۱] راس فنسٹر کے جنوب میں جو ملک ھیں ان میں اس وقت امریکہ کی پیداوار کا ایک حصہ آتا ہے۔ اگر ان قوانین میں توسیع ہو جائے تو اس پیداوار کا ایک حصہ ان تمام ملکوں میں بھی پہنچنے لگے جو راس فنسٹر کے شمال میں واقع ھیں۔ اگر برطانیہ کے قوانین در آمد بر آمد میں ایک گونہ یکسانی پیدا ہو جائے تو سلطنت برطانیہ کے تمام حصوں کے درمیان تجارت بالکل آزاد اور بے قید ہو جائے اور اس باب میں اس میں اور برطانیہ کی ساحلی تجارت میں کچھ امتیاز نہ رہے۔

۱ - ملاحظہ ہو کتاب ھذا کے دفتر چہارم کا ساتواں باب۔

اس صورت میں خود سلطنت برطانیہ میں اندرونی تجارت کے لئے ایک وسیع اور کشادہ بازار بن جائے جس میں تمام صوبوں کی پیداوار کا ایک حصہ آئے اور بیچا جائے۔ جب بازار میں اس قدر وسعت ہو جائیگی تو ایرستان اور دیگر نو آبادیات کے نقصان کی بہت جلد تلافی ہو جائیگی جو ان کو محصولات درآمد و برآمد میں اضافہ کی وجہ سے پہنچ سکتا ہے۔

محصولات چنگی۔ ان میں تغیر و تبدل کی گنجائش ہے۔

برطانیہ کے نظام تشخیص محصول میں صرف محصول چنگی ایسا محصول ہے جس میں تغیر و تبدل کرنے اور اس کو سلطنت برطانیہ کے دیگر ممالک کے حالات کے مطابق بنانے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ اس نظام کو ایرستان میں رائج کرنے کے لئے کسی قسم کے تغیر کی ضرورت پیش نہ آئیگی۔ اس ملک کی پیداوار وہی ہے جو برطانیہ کی ہے اور یہاں انھیں چیزوں کا مصرف ہے جن کا برطانیہ میں ہے۔ لیکن امریکہ اور غرب الہند اس باب میں برطانیہ سے مختلف ہیں۔ ان کی پیداوار اس سے مختلف ہے اور ان میں جن چیزوں کا مصرف ہے ان کا برطانیہ میں نہیں ہے، اس لئے ان ملکوں میں اس قانون کی ترویج کے لئے اس میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت پیش آئیگی۔ یہ ترمیم و تنسیخ ایسی ہی ہوگی جیسی انگلستان کے ان صوبوں میں اس کی ترویج میں پیش آئی تھی جن میں سیب کی اور جو کی شراب تیار ہوتی ہے۔

مثلاً امریکہ کی شراب جو کی حالت میں۔

مثلاً ایک جوشندہ عرق ہے جس کو امریکہ میں بیرہ کہتے ہیں۔ مگر یہ شیرے یا راب سے بنتا ہے اس لئے اس میں اور ہماری شراب

جو میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ امریکہ میں عامۃ الناس کا
ایک معتدبہ حصہ اس عرق کو استعمال کرتا ہے۔ یہ عرق
ہماری شراب جو کے مانند نہیں ہوتا۔ یہ صرف چند روز کے لئے
رکھا جاتا ہے۔ اس کو بڑی بڑی بیر بھٹیوں میں تیار نہیں
کیا جا سکتا کیونکہ فروخت کے لئے اس کا ذخیرہ نہیں رکھا
جا سکتا بلکہ ہر خاندان اس کو اپنے صرف کے لئے خود
کشید کرتا ہے اور خود استعمال کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی
ہے کہ ہر خاندان اپنے لئے آپ کھانا پکاتا ہے اور آپ کھاتا
ہے۔ شراب فروشوں کی دکانیں اور کشید کاروں کے
کارخانے اس امر کے لئے مفتوح ہیں کہ افسران محصول آئیں
اور ان کا معاینہ کریں لیکن اگر اسی طرح نجی خاندانوں کو اس
قسم کے نفرت خیز معاینوں کے لئے مفتوح کر دیا جائے تو
آزادی کے منافی ہے۔ اگر مساوات کے خیال سے یہ امر ضروری
سمجھا جائے کہ اس عرق پر محصول لگایا جائے تو اس سامان
پر محصول لگایا جائے جس سے یہ تیار ہوتا ہے اور یہ محصول
اس جگہ لگایا جائے جہاں یہ عرق بنتا ہے اور اگر اس پیشے
اور اس تجارت کے حالات اس امر کی اجازت دیں کہ یہ محصول
لگایا جائے تو اس آبادی میں اس کی در آمد میں اس پر محصول
لگایا جائے جہاں یہ عرق برتا جاتا ہے۔ برطانی مجلس مقننہ
نے امریکہ میں شیرے یا راب کی در آمد پر ایک پنس فی گیلن
کے حساب سے محصول لگا رکھا ہے۔ اس کے علاوہ خلیج
میسا چیوسٹ کے علاقے میں اس کی در آمد پر ایک اور محصول
بھی ہے۔ یہ محصول آٹھ پنس فی خوکسر (پنچ منا) کے حساب
سے اس وقت لگایا جاتا ہے جب اس علاقے میں اس کی در آمد

ان جہازوں میں کی جاتی ہے جو کسی اور نو آبادی کی ملکیت ہوتے ہیں اور جب ان کو شمالی نو آبادیات سے جنوبی کیرولینیا میں در آمد کیا جاتا ہے تو پانچ پنس فی گیلن کے حساب سے محصول لیا جاتا ہے۔ اگر ان طریقوں میں سے کوئی طریقہ آسان ثابت نہ ہو تو ہر خاندان پر بالمقطع لگا دیا جائے یا افراد خاندان کی عمروں اور ان کے جنسوں کے اعتبار سے لگا دیا جائے جس طرح ہالستان میں اکثر محصول لگائے جاتے ہیں یا قریب قریب اس طرح محصولات عائد کئے جائیں جس طرح سر میتھیو ڈیکر کی تجویز ہے کہ قابل صرف اشیا پر تمام محصولات انگلستان میں وصول کئے جائیں۔[۱] یہ امر قبل ازیں معرض بیان میں آچکا ہے کہ تشخیص محصول کا یہ طریقہ اس وقت سہولت رساں نہیں جب اس کا اطلاق ان اشیا پر کیا جاتا ہے جن کا استعمال جلد کیا جاتا ہے لیکن جب کوئی اور بہتر طریقہ نظر میں نہیں ہوتا تو اس کو اختیار کیا جاتا ہے۔

شکر، رم اور تمباکو پر محصول چنگی لگایا جا سکتا ہے۔

شکر، رم اور تمباکو کا شمار کسی ملک میں بھی ضروریات حیات میں نہیں ہے۔ لیکن یہ چیزیں ہر ملک میں عام طور پر برتی جاتی ہیں، اس لئے تشخیص محصول کے لئے یہ چیزیں نہایت موزوں اور مناسب ہیں۔ اگر مادر ملک ار نو آبادیات میں اتحاد ہو جائے تو ان چیزوں پر محصول لگ سکتا ہے اور کاشت کاروں کے ہاتھوں سے نکلنے سے پہلے لگ سکتا ہے اور اگر تشخیص محصول کا یہ طریقہ ان لوگوں کے حالات کے موافق ثابت نہ

[۱] ملاحظہ ہو کتاب ھذا کے دفتر پنجم کا دوسرا باب۔

ہو تو ان چیزوں کو پبلک گوداموں میں جمع کرایا جا سکتا ہے اور یہ گودام مقامات مصنوعات میں بھی بنائے جا سکتے ہیں اور سلطنت کی دیگر بندرگاہوں میں بھی قائم کئے جا سکتے ہیں، جہاں یہ چیزیں بعد میں شامل کی جا سکتی ہیں اور وہاں مالکوں اور سرکاری افسروں کی تحویل میں اس وقت تک رہ سکتی ہیں جب تک صارفوں اور خردہ فروش تاجروں کے حوالے نہ کر دی جائیں۔ یہ برآمد کار تاجروں کو نہ دے دی جائیں اور جب تک اس قسم کی حوالگی وجود میں نہ آجائے اس وقت تک محصول ادا نہ کیا جائے اور جب ان کو برآمد کے لئے حوالے کیا جائے تو محصول نہ لیا جائے، لیکن اس امر کی باضابطہ ضمانت ے لی جائے کہ ان چیزوں کو واقعی ملک سے باہر بھیجا جائیگا۔ اگر مادر ملک اور نوآبادیات میں اتحاد ہو جائے تو برطانیہ کے طریق تشخیص محصول میں ایک گونہ تبدیلی لازم ہو جائیگی۔ مگر شاید یہی اجناس ثلاثہ ہیں جن کے متعلق کوئی بڑی تبدیلی کرنی پڑیگی۔

اس سے مداخل و محاصل میں اضافہ ہوجائیگا۔ اگر یہ اضافہ آبادی کے تناسب سے ہوگا تو اس سے سواچھ ملین پونڈ منافع وصول ہوگا۔ اس سے قرضے میں تخفیف ہو جائیگی اور یہ رقم بھی ترقی پذیر ہو جائیگی۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اس امر کا تعین سر تا سر غیر یقینی ہے کہ ان مداخل و محاصل کی ٹھیک ٹھیک مقدار کیا ہوگی جو اس طریقے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ یعنی یہ امر یقینی نہیں ہے کہ اگر تشخیص محصول کے اس طریقے کو وسیع کر دیا جائے اور اس کو سلطنت برطانیہ کے اور

صوبوں میں بھی رائج کر دیا جائے تو آمدنی کس قدر ہوگی۔ تشخیص محصول کے اس نظام کی رو سے برطانیہ کو کچھ کم آٹھ ملین باشندوں سے بہر حال کچھ اوپر دس ملین پونڈ بطور محصول وصول ہوتے ہیں۔ ایرستان کی آبادی دو ملین سے زیادہ ہے اور ان حسابات کی رو سے جو امریکن کانگرس کے سامنے پیش کئے گئے تھے، امریکہ کے بارہ متحدہ صوبوں کی آبادی تین ملین سے زیادہ ہے۔[1] لیکن ان حسابات میں مبالغے کا احتمال موجود ہے اور اس مبالغے کی وجہ یا تو یہ ہے کہ ارکان کانگریس اپنی پبلک کی ہمت افزائی کرنی چاہتے ہیں یا اس سے برطانیہ کو مرعوب کرنے کی خواہاں ہیں۔ بہر کیف حال یہ ہے کہ شمالی امریکہ اور غرب الہند کی نو آبادیات کی مجموعی آبادی تین ملین سے زیادہ نہیں ہے۔ بہ الفاظ دیگر تمام سلطنت برطانیہ کی آبادی تیرہ ملین سے زیادہ نہیں ہے، جس میں یورپ اور امریکہ دونوں شامل ہیں۔ جب تشخیص محصول کے اس نظام کی رو سے کچھ کم آٹھ ملین باشندوں سے کچھ اوپر دس ملین طلائی پونڈ ہر سال بہ طریق محصول وصول ہو سکتے ہیں تو اس طریقے سے تیرہ ملین باشندوں سے کچھ اوپر ایک کروڑ باسٹھ لاکھ پچاس ہزار پونڈ طلائی وصول ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اس طریق محصول سے اس قدر آمدنی ہو سکتی ہے تو ان مداخل و محاصل میں سے وہ مداخل و محاصل منہا کرنے پڑینگے جو ایرستان اور نو آبادیات سے حاصل ہوتے ہیں اس لئے کہ یہ رقوم ان ملکوں کی

---

۱ مندرجہ بہ سلسلہ کتاب ''تجارت'' مطبوعہ ۱۷۷۴ء مصنفہ اینڈرسن جلد چہارم ۔صفحہ ۱۷۸ در طبع ۱۸۰۱ء۔

حکومتیں غیر مصافی امور کے انصرام پر صرف کرتی ھیں۔ حکومت ایرستان کے مصافی اور غیر مصافی امور کے انصرام کے اخراجات کی مقدار کچھ کم ساڑھے سات لاکھ پونڈ سالانہ ھے۔ اس رقم میں وہ سود بھی شامل ھے جو قرضہ جات عامہ پر دینا پڑتا ھے۔ یہ مقدار ان دو سال کی اوسط کا نتیجہ ھے جن کا خاتمہ مارچ ۱۷۷۵ءپر ھوا تھا۔ امریکہ اور غرب الہند کی بڑی بڑی نو آبادیات کے حسابات ٹھیک ٹھیک موجود ھیں۔۱ ان حسابات سے معلوم ھوتا ھے کہ ان نو آبادیات کے مداخل و محاصل کی مقدار موجودہ فسادات کے آغاز سے پہلے ایک لاکھ اکتالیس ہزار آٹھ سو پونڈ تھی۔۲ لیکن ان حسابات میں میری لینڈ اور شمالی کیرولینا کے مداخل و محاصل شامل نہیں ھیں اور ان میں وہ مداخل بھی شامل نہیں ھیں جو ھمارے ان دیرینہ مقبوضات سے حاصل ھوتے ھیں جو براعظم اور دیگر جزائر میں ھیں۔ اگر ان کو بھی محسوب کیا جائیگا تو شاید تیس چالیس ہزار پونڈ کا فرق پڑ جائیگا۔ لھذا ھم محض آبادی کے اعتبار سے یہ فرض کرتے ھیں کہ وہ مداخل و محاصل جو ایرستان اور دیگر نو آبادیوں کے غیر مصافی معاملات کے انصرام کے لئے ضروری ھیں وہ دس لاکھ پونڈ ھیں۔ اس حساب سے ایک کروڑ باون لاکھ پچاس ہزار پونڈ باقی رہ جائینگے جو سلطنت کے مصارف عامہ میں برتے جائینگے اور اسی رقم میں سے قرضہ جات عامہ بھی ادا کئے جا سکینگے۔ لیکن اگر برطانیہ کے موجودہ

---

۱ ملاحظہ ھو کتاب ھذا کے دفتر چہارم کا ساتواں باب۔

۲ طبع اول میں ''موجودہ'' کی جگہ ''دیرینہ'' ھے۔

محاصل و مداخل میں سے دوران قیام امن میں دس لاکھ پونڈ کی رقم حاصل ہو سکتی ہے اور قرضہ جات عامہ کی ادائگی میں کام آ سکتی ہے تو باسٹھ لاکھ پچاس ہزار پونڈ کی رقم اس اصلاح یافتہ مداخل و محاصل و مداخل میں آسانی سے فاضل قرار دی جا سکتی ہے۔ یہ ایک گرانقدر ذخیرہ ادائی ہے۔ اس ذخیرے میں ہر سال ان قرضہ جات عامہ کے سود سے اضافہ ہو سکتا ہے جو سال ماقبل میں ادا کر دئے گئے ہیں اور اس طریقے سے اس میں نہایت جلد جلد اضافہ ہو سکتا ہے کہ چند سال میں تمام قرضہ جات کی ادائگی کے لئے کافی ہو سکتا ہے اور اس سلطنت کی قوت پوری طرح بحال ہو سکتی ہے جو اس وقت ضعیف و ناتواں ہو گئی ہے۔ اس دوران میں اس امر کا امکان بھی ہے کہ عامة الناس پر سے بعض گران بار محصولات کا بوجھ ھلکا ہو جائے یعنی وہ محصولات مرتفع ہو جائیں جو ضروریات حیات پر عائد ہیں یا سامان مصنوعات پر لگائے جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جفا کش اور محنت شعار غریبوں کی حالت بہتر ہو جائےگی اور وہ اس لائق ہو جائیں گے کہ کام سستا کر سکیں اور اپنی ساختہ چیزیں بازار میں ارزاں بھیج سکیں۔ جب یہ لوگ یہ چیزیں ارزاں بھیج سکیں گے تو ان کی مانگ میں اضافہ ہو جائیگا اور اسی سے ان لوگوں کی محنت کی مانگ میں اضافہ ہو جائیگا جو ان چیزوں کو بناتے اور پیدا کرتے ہیں۔ جب یہ مانگ بڑھ جائے گی تو اجیروں کی تعداد میں اضافہ ہو جائیگا اور جفا کش اجیروں کے حالات رو بہ اصلاح ہو جائینگے۔ ان کے صرف میں بھی اضافہ رو نما ہو جائیگا اور ان کے ساتھ ھی ان مداخل و

محاصل میں بھی اضافہ ہو جائیگا جو ان کے صرف و استعمال کی ان چیزوں سے حاصل ہوتے ہیں جن پر محصولات قائم رکھے جاتے ہیں۔

اس تخمینے میں ایک گونہ تخفیف لازم آئیگی مگر اس کی تلافی ان اضافوں سے ہو جائیگی جو چند سیدھے سادے تغیرات سے پیدا ہونگے۔

تشخیص محصولات کے اس طریقے سے جو مداخل و محاصل حاصل ہوتے ہیں ان میں یہ احتمال ہے کہ وہ اسی نسبت سے ترقی نہ کریں جس نسبت سے وہ آبادی ترقی کرتی ہے جس پر وہ محصول عائد کئے جاتے ہیں۔ سلطنت میں بعض صوبے اس طرح کے بھی ہوتے ہیں کہ ادائے محصولات کے عادی نہیں ہوتے۔ جب ان پر پہلی بار محصول کا بار عائد کیا جاتا ہے تو کچھ عرصے کے لئے ان کو بہت کچھ مراعات دینی پڑتی ہیں۔ اس طرح گو تشخیص محصول کے باب میں اس قدر مساوات کی احتیاط رکھی جاتی ہے جس قدر رکھی جا سکتی ہے لیکن اس کے با وجود بھی مداخل و محاصل اس قدر وصول نہیں ہوتے جس قدر آبادی کے تناسب سے ہونے چاہئیں۔ مفلس اور نادار ملکوں میں ان چیزوں کا صرف بہت کم ہوتا ہے جن پر محصولات در آمد و بر آمد واجب ہوتے ہیں یا جن پر محصول چنگی دیا جاتا ہے اور جن میں آبادی گھنی نہیں ہوتی ان میں چور تجارت اور محصول مار بیوپار کے موقعے بہ کثرت ہوتے ہیں۔ اسکاچستان کے طبقات ادنیٰ میں عرق بوزہ کا صرف بہت کم ہے اور بوزہ، بیر اور شراب جو پر محصول چنگی سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ اس سے بہت کم

ہے جو آبادی کے تناسب اور شرح محصول کے اعتبار سے انگلستان میں ہوتی ہے۔ عام طور پر یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ ان دونوں ملکوں میں بوزے کی وصف و خوبی میں اختلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس باب میں بھی اختلاف ہے۔ میرے نزدیک محصولات چنگی کے ان معنوں میں محصول مار تجارت کے امکانات تمام ملکوں میں قریب قریب برابر ہیں۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ نہیں ہیں۔ جب ان دونوں ملکوں کی آبادی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کشید گاہوں کے محصول سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اور محصول در آمد و بر آمد سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے، اس کا بڑا حصہ، دونوں مل کر اسکاچستان میں اس قدر مداخل و محاصل کا ذریعہ ثابت نہیں ہوتے ہیں جس قدر انگلستان میں ہوتے ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ صرف یہی امر نہیں ہے کہ اشیائے محصولہ کا صرف کم ہے بلکہ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ محصول مار تجارت کے لئے بہت کچھ سہولتیں موجود ہیں۔ ایرستان کے طبقات زیرین کی حالت اس سے بھی زیادہ گئی گزری ہے جتنی اسکاچستان کے طبقات ادنیٰ کے لوگوں کی ہے اور محصول مار تجارت کے لئے یہاں بھی اتنی ہی آسانی ہے جتنی اسکاچستان میں ہے۔ امریکہ اور غرب الہند میں گوروں کی حالت انگلستان کے گوروں کی حالت سے بہتر ہے خواہ یہ گورے طبقات ادنیٰ ہی کے افراد کیوں نہ ہوں۔ یہی باعث ہے کہ یہ گورے عیش و راحت کے خو گر ہیں اور ان میں عیش و عشرت کی چیزوں کا صرف اس سے بہت زیادہ ہے جتنا انگلستانی گوروں میں ہے۔ امریکہ کی جنوبی نو آبادیات میں اور

غرب الہند میں سیاہ فام لوگوں کی کثرت ہے اور بلا شک و شبہ ان کی حالت نہایت زار و زبوں ہے اس لئے کہ یہ تو غلام ہیں۔ یہ لوگ اس کاچستان اور ایرستان کے مفلس تریں لوگوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان لوگوں کے کھانے پینے کی حالت ان گوروں سے ابتر ہے یا ان میں ان چیزوں کا صرف کم ہے جن پر واجبی سا محصول لگایا جا سکتا ہے۔ اس خصوص میں یہ لوگ انگلستان کے طبقہ زیریں کے لوگوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ ان کے مالکوں اور آقاؤں کا فائدہ اسی میں مضمر ہے کہ ان کو اچھا کھانا کھلائیں اور انھیں خوش رکھیں۔

که مزدور خوش دل کند کار بیش

اسی طرح مالکوں اور آقاؤں کا فائدہ اس میں ہوتا ہے کہ ان کے مواشی اچھی حالت میں رہیں۔ یہی باعث ہے کہ ان سیاہ فام غلاموں کو ہر جگہ راشن میں آم اور صنوبری شراب دی جاتی ہے اور کچھ نہ کچھ گڑ بھی دیا جاتا ہے۔ اس باب میں ان میں اور گورے نوکروں میں کچھ امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ اگر ان چیزوں پر واجبی محصول لگا دیا جائے گا تو بھی یہ چیزیں ان کے روزانہ راشن سے خارج نہ کی جائیں گی۔ لہذا آبادی کے تناسب سے اشیائے محصولہ کا صرف امریکہ اور غرب الہند میں اسی قدر زیادہ ہوگا جتنا سلطنت برطانیہ کے کسی اور حصے میں ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ چور اور محصول مار تجارت کے مواقع زیادہ ہوں گے۔ وسعت اور رقبے کے تناسب کے اعتبار سے امریکہ کی آبادی اسکاچستان

اور ایرستان کی آبادی سے بہت کم ہے ۔ آج کل بوزے پر اور بوزے کی شراب پر گوناگوں محصول ہیں ۔ ان سے جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اگر وہ صرف ایک محصول بوزہ سے حاصل ہو جائے تو محصول مار تجارت کے مواقع قریب قریب معدوم ہو جائیں گے، اس لئے کہ محصول کے شعبوں میں یہ اہم ترین شعبہ ہے اور اگر محصولات درآمد و برآمد تمام درآمدی اشیا پر نہ لگائے جائیں بلکہ ان کو صرف چند چیزوں تک محدود کر دیا جائے جو نہایت کثیر الاستعمال ہوں اور ان محصولات کی وصول یابی کو قوانین چنگی کے تابع کر دیا جائے، محصول مار تجارت کے مواقع نہایت کم رہ جائینگے اگرچہ سر تا سر معدوم نہ ہونگے ۔ یہ دونوں تبدیلیاں بہ ظاہر سیدھی سادی اور آسان ہیں ۔ اگر ان کو اختیار کیا جائے، محصولات درآمد و برآمد اور محصولات چنگی سے سب کچھ مداخل و محاصل کی توقع ہو سکتی ہے یعنی آج کل گھنی سے گھنی آبادی کے صوبوں سے جس قدر محاصل کی توقع ہو سکتی ہے، ان کو اختیار کرنے میں وہ مداخل کم سے کم آبادی کے صوبوں سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں ۔

اہل امریکہ کے پاس سونے چاندی کی مقدار کم ہے ۔

لیکن یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل امریکہ کے پاس طلائی اور نقرئی زر کی کمی ہے ۔ اس ملک کی چھوٹی موٹی تجارت میں زر کاغذ چلتا ہے ان کے پاس کبھی کبھی طلائی اور نقرئی زر نقد بھی آ جاتا ہے ۔ مگر یہ انگلستان بھیج دیا جاتا ہے اور وہاں سے سامان منگا لیا جاتا ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ زر سیم کی عدم موجودگی

میں ادائے محصولات کا کوئی امکان نہیں ہو سکتا۔ جس قدر زر و سیم ان کے پاس تھا، وہ سب ہم لے چکے ہیں۔ ان سے وہ چیز کیوں کر لے سکتے ہیں جو ان کے پاس ہے ہی نہیں؟

لیکن یہ اختیار کا اثر ہے ضرورت کا نتیجہ نہیں۔

اس وقت امریکہ میں طلائی اور نقرئی زر نقد کی کمی ہے مگر یہ کمی اس ملک کے افلاس کا نتیجہ نہیں ہے یا اس امر کا ماحصل نہیں ہے کہ وہاں کے باشندے سونا چاندی خریدنے سے قاصر ہیں۔ کسی ایسے ملک میں جہاں اجیروں کی اجرتیں انگلستان سے زیادہ ہوں اور اشیا خور و نوش کی قیمتیں بھی کم ہوں تو اس ملک کے باشندوں کی تعداد غالب اس امر پر ضرور قادر ہوتی ہے کہ ان چیزوں کی مقدار کثیر خرید سکے بشرطیکہ وہ چیزوں کو اپنے لئے ضروری سمجھے یا آرام دہ خیال کرے۔ اس لئے زر و سیم کی قلت ان کے اختیار و انتخاب کا نتیجہ ہے، ان کے احتیاج کا ماحصل نہیں ہے۔

ملکی اور غیر ملکی تجارت کے انصرام کے لئے زر و سیم ضروری اور آرام دہ ہے۔

اہل امریکہ کے لئے اندرونی تجارت کے لئے زر کاغذی آرام دہ ہے۔

اس تصنیف کے دفتر دوم میں یہ امر معرض بیان میں آ چکا ہے کہ کم از کم صلح و آتشی کے زمانے میں ہر ملک کی اندرونی تجارت زر کاغذی کے ذریعے انصرام پذیر ہو سکتی ہے۔[1] اس میں کم و بیش اتنا ہی آرام رہتا ہے جتنا زر و سیم کی وساطت سے انصرام تجارت میں رہتا ہے۔ اہل امریکہ اپنی

---

1 ملاحظہ ہو کتاب ھذا کے دفتر دوم کا دوسرا باب۔

اراضی کی اصلاح و ترمیم پر اس سے زیادہ سرمایہ لگا سکتے ہیں جتنا ان کو آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس میں ان کو فائدہ رہتا ہے۔ اس کے بر عکس زر و سیم نہایت قیمتی اور گرانقدر آلات تجارت ہیں۔ اہل امریکہ کے لئے یہ امر آرام دہ ہے کہ وہ ان قیمتی آلات تجارت کو بہت کم خرچ کریں اور زر نقد اس قدر پس انداز کریں جس قدر کر سکتے ہیں۔ ان کی امن و عافیت اسی میں ہے کہ اپنی سر زائد پیداوار ان کی خرید پر صرف نہ کریں بلکہ آلات کشا ورزی پر صرف کریں یا اس کے معاوضے میں سامان پارچہ جات اور اثاث البیت حاصل کریں یا اس سے آہنی سامان بہم پہنچائیں کہ تعمیر مکانات کے کام آئے اور ان کی تجلبندیوں کو استحکام بخشے۔ ان کے لئے یہ بہتر ہے کہ اس سے مردہ سرمایہ نہ خریدیں بلکہ زندہ اور حاصل خیز سرمایہ فراہم کریں۔ ان نو آبادیات کی حکومتیں اس امر کو اپنے لئے مفید اور سود مند سمجھتی ہیں کہ اپنی رعایا کے لئے اس قدر زر کاغذی فراہم کر دیں جس قدر ان کی اندرونی تجارت کے لئے ضروری ہو بلکہ اسی سے کچھ نہ کچھ زیادہ ہی فراہم کر دیں۔ بعض حکومتیں ایسی بھی ہیں کہ زر کاغذی اپنی رعایا کو قرض دیتی اور ان سے سود لیتی ہیں۔ ان سے ان حکومتوں کو آمدنی ہوتی ہے۔ اس خصوص میں پنسلوینیا خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ بعض حکومتیں ایسی بھی ہیں کہ غیر معمولی ضرورتوں کے وقت اس قسم کا زر کاغذی قرض لیتی ہیں اور اس کو مصارف عالیہ کے انصرام میں صرف کرتی ہیں۔ اس کے بعد جب کبھی ان کو سہولت ہوتی ہے وہ ان کی قیمت میں کمی بھی کرتی ہیں اور

قرضہ بے باق کر دیتی ہیں اس لئے کہ شدہ شدہ ان کی قیمت میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اس باب میں میسا چیوسٹ بے ممتاز ہے۔ اس نو آبادی نے اس طریق سے ۱۷۴۷ء میں اپنے قرضہ جات عالیہ کا بیشتر حصہ بے باق کر دیا تھا اور اس مالیت کا صرف دسواں حصہ دیا تھا جس کی اس نے ہنڈیاں دے رکھی تھیں۔[1] نو آبادیوں کو اس میں آرام رہتا ہے کہ اپنے اندرونی کاروبار میں طلائی اور نقرئی زر نقد سے کام نہ لیں اور اس پر جو خرچ ہوتا ہے اس کو پس انداز کر لیں اور نو آبادیات کی حکومتوں کو اس میں آرام رہتا ہے کہ ان کے لئے وہ وسیلہ بہم پہنچا دیں کہ وہ اس خرچ سے بچے رہیں۔ اگرچہ اس قبیل کے وسائل و ذرائع بعض اوقات مضر اور نقصان رساں بھی ہوتے ہیں کیونکہ زر کاغذی کی بہتات ہوتی ہے اس لئے نو آبادیات کی اندرونی تجارت میں یہ زر کاغذی زر نقد کی جگہ لے لیتا ہے۔ اسی طرح اور اسی وجہ سے زر کاغذی اسکاچستان میں ملک کے اندرونی کار و بار کے انصرام میں زر فلزاتی کی جگہ لے بیٹھا ہے۔[2] ان دونوں ملکوں میں زر کاغذی کی افراط کا باعث ان ملکوں کا افلاس نہیں ہے بلکہ ان کا عزم و ارادہ اور ان کے باشندوں کا جوش منصوبہ سازی ہے۔ ان لوگوں کی طبعی خواہش ہے کہ جس قدر سرمایہ دستیاب ہو سکے اس کو رواں رکھیں اور بار آور کاموں میں لگائیں۔ یہی باعث ہے کہ ان میں زر کاغذی کی فراوانی ہے۔

---

۱ ملاحظہ ہو تاریخ نو آبادی میسا چیوسٹ بے طبع دوم مطبوعہ ۱۷۶۵-۸ء مصنفہ ہچن سن جلد دوم صفحہ ۴۳۶۔

۲ طبع اول میں ''میں'' کی جگہ ''کے'' ہے۔

غیر ملکی تجارت میں زر و سیم کی ضرورت ہوتی ہے۔

مختلف نو آبادیات برطانیہ کے ساتھ تجارت کرتی ہیں۔ یہ غیر ملکی تجارت ہے۔ اس کے انصرام کے لئے زر و سیم ضروری ہے اور کم و بیش ان کا استعمال اس نسبت سے ہوتا ہے جس نسبت سے ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں ان دھاتوں کی ضرورت نہیں ہوتی وہاں یہ ظاہر نہیں ہوتیں۔ جہاں ان کی ضرورت ہوتی ہے وہاں یہ عام طور پر پائی جاتی ہیں۔

برطانیہ۔ ورجنیا اور میری لینڈ کے درمیان تجارت میں تمباکو زر و سیم کی نسبت زیادہ سہل وسیلہ کار و بار ہے۔

برطانیہ اور تمباکو خیز نو آبادیات میں جو تجارت ہوتی ہے، ان نو آبادیات کے باشندوں کو برطانی مال طویل المیعاد وعدے پر قرض دے دیا جاتا ہے اور بعد میں اس کے معاوضے میں ایک خاص مقررہ شرح سے ان لوگوں سے تمباکو لے لیا جاتا ہے۔ نو آبادیات کے باشندوں کے لئے اس قرضے کے معاوضے میں تمباکو دینا زر و سیم دینے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ ہر تاجر کے لئے اس امر میں وہاں سہولت ہوتی ہے کہ ان چیزوں کے معاوضے میں، جو کارندے اور گماشتے اس کی طرف سے خریدتے ہیں، کوئی ایسی چیز دے دے جس کا وہ کار و بار کرتا ہے۔ زر نقد دینے میں اتنی آسانی نہیں رہتی۔ اس قسم کے تاجروں کو یہ ضرورت پیش نہیں آتی کہ اپنے سرمایے کا کوئی حصہ اپنے پاس بیکار پڑا رہنے دیں اور گاہے گاہے کی ضروریات کے انصرام کے لئے زر نقد ہر وقت اپنے پاس تیار رکھیں۔ یہ تاجر اپنی دکانوں اور اپنے گوداموں میں ہر وقت کافی مال رکھتے ہیں اور اس سے

زیادہ رکھتے ھیں جتنا ان کے کار و بار کے لئے ضروری ھوتا ھے - لیکن سوداگروں کے کارندوں اور گماشتوں کے لئے یہ امر ھمیشہ موجب سہولت نہیں ھوتا کہ اشیائے فروخت کردہ کے معاوضے میں کوئی شے لیں جس کا وہ تاجر کار و بار کرتا ھو - برطانی تاجر جو ورجینا اور میری لینڈ کے درمیان تمباکو کا کار و بار کرتے ھیں ، ایک گونہ کارندے اور گماشتے ھیں - ان کے لئے یہ امر زیادہ باعث سہولت ھوتا ھے کہ اشیائے فروخت کردہ کے معاوضے میں تمباکو لے لیں ، زر نقد لینا اتنا زیادہ باعث سہولت نہیں ھوتا - تمباکو کی فروخت سے ان کو نفع کی توقع ھوتی ھے ، زر و سیم سے ان کو یہ توقع نہیں ھو سکتی - لہذا برطانیہ اور تمباکو خیز نو آبادیات کے درمیان جو تجارت ھوتی ھے - اس میں زر و سیم کا ظہور شاذ ھے - ورجینیا اور میری لینڈ کو اپنی بیرونی تجارت میں زر و سیم کی اتنی ھی کم ضرورت پیش آتی ھے جتنی اندرونی تجارت میں لاحق ھوتی ھے - یہی باعث ھے کہ لوگ کہتے ھیں کہ ان کے ھاں اور نو آبادیات کی نسبت زر و سیم کی قلت ھے - لیکن یہ سر سبز اور خوش حال گنی جاتی ھیں - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ دولت و ثروت میں یہ اپنی ھمسایہ نو آبادیات کے برابر ھیں -

شمالی نو آبادیات کے لئے زر و سیم ضروری ھے - کہ اس کی وساطت سے برطانیہ کے باقیات تجارت بے باق کریں -

پنسلوینیا ، نیو یارک ، نیو جرسی اور نیوانگلستان کی چار حکومتوں کا شمار شمالی نو آبادیات میں ھے - یہ نوآبادیات اپنی پیداوار انگلستان بھیجتی ھیں - لیکن اس بر آمد کی مالیت اتنی نہیں ھوتی کہ ان در آمدی

چیزوں کے معاوضے کے لئے کافی ہو جو اس قسم کی مصنوعات وہ انگلستان سے منگاتی ہیں اس کے ساتھ یہ نوآبادیات دیگر نوآبادیات کے صرف کی چیزیں بھی برطانیہ سے منگاتی ہیں۔ اس باب میں ان کی حیثیت برندگان مال کی ہے۔ اس لئے اور ملک کا قرضہ ان کے ذمے رہتا ہے۔ تجارت کی ان باقیات کی ادائگی کے لئے زر و سیم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ زر و سیم عموماً ان کو حاصل ہو جاتا ہے۔

شکر ساز نوآبادیات میں بھی زر و سیم کی ضرورت ہوتی ہے کہ برطانیہ کی باقیات ادا کی جا سکیں۔ یہ ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ شکر ساز نوآبادکار غیر حاضر ہوتے ہیں۔

شکر ساز نوآبادیات میں اس سالانہ پیداوار کی قیمت جو وہ برطانیہ کے ہاں بھیجتی ہیں، ہمیشہ ان چیزوں کی قیمت سے بہت زیادہ ہوتی ہے جو وہ وہاں سے منگاتی ہیں۔ اگر اس شکر اور رم کی قیمت جو سالانہ مادر ملک کو بھیجی جاتی ہے، ان نوآبادیات کو ادا کی جاتی تو برطانیہ کو اس امر پر مجبور ہونا پڑتا کہ ہر سال زر نقد کی رقوم کثیر باقیات تجارت کی حیثیت سے ادا کرے۔ اس صورت میں ہمارے مدبروں اور سیاست دانوں کا ایک فریق غرب الہند کی تجارت کو نہایت غیر مفید قرار دیتا۔ لیکن اتفاق حسنہ سے اکثر بڑے بڑے شکر ساز نوآبادکار برطانیہ میں مقیم ہیں۔ ان کے لگانات ان کے پاس شکر، رم اور ان کی جائدادوں کی دیگر پیداوار کی صورت میں بھیجے جاتے ہیں۔ ان نوآبادیات میں غرب الہند کے تاجر شکر اور رم بطور خود خریدتے ہیں۔ یہ چیزیں قیمت میں ان چیزوں کے

برابر نہیں ہوتیں جو یہ تاجر ہر سال وہاں بھیجتے ہیں۔[1]
اس لئے وہاں فاضلات کا بھیجنا ضروری ہوتا ہے اور یہ فاضلات
زر و سیم کی صورت میں ادا کی جاتی ہیں اور عام طور پر
قابل حصول ہوتی ہیں۔

مشکلات پیدا ہوتی ہیں مگر یہ مشکلات مقدار فاضلات کے متناسب نہیں ہوتیں۔

مختلف نو آبادیات یہ فاضلات و باقیات
برطانیہ کو ادا کرتی ہیں۔ ان میں
دقتیں اور دشواریاں بھی پیش آتی ہیں
اور بے قاعدگیاں بھی رونما ہوتی ہیں لیکن یہ دشواریاں اور
بے قاعدگیاں فاضلات کی کمی بیشی کے متناسب نہیں ہوتیں۔ شمالی
نو آبادیات کی طرف سے جو ادایان عمل میں آتی ہیں وہ ان کی نسبت
زیادہ باقاعدہ ہوتی ہیں جو تمباکو خیز نو آبادیات کی طرف سے کی
جاتی ہیں اگرچہ مقدم الذکر نو آبادیات کو اکثر اوقات فاضلات
کثیر زر نقد کی صورت میں ادا کرنی پڑتی ہیں اور موخرالذکر کو یاتو
کبھی کسی قسم کی باقی کی ادائگی نہیں کرنی پڑتی اور اگر کرنی پڑتی
ہے تو بہت قلیل رقم کی کرنی پڑتی ہے۔ شکر ساز نو آبادیات سے
رقوم کے حصول میں دشواریاں پیش آتی ہیں اور یہ دشواریاں
فاضلات کی وسعت سے متناسب نہیں ہوتیں بلکہ غیر مزروعہ
اراضی کے رقبے کے متناسب ہوتی ہیں، یعنی غیر مزروعہ اراضی
کی مقدار جتنی زیادہ ہوتی ہے، دقت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے
اور یہ مقدار جس نسبت سے کم ہوتی ہے، دشواری اسی نسبت
سے کم ہوتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر نو آبادکاروں کو اپنی بساط

---

[1] طبع اول مین ہے ''عموماً بھیجنا لازم ہوتا ہے''۔

سے زیادہ تجارت کرنے کی تحریص ہوتی ہے - یہ جتنی زیادہ ہوتی ہے، دقت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے اور یہ جتنی کم ہوتی ہے، دقت اتنی کم ہوتی ہے۔ اس طرح ان نو آبادکاروں کے دل میں یہ ترغیب پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس سے زیادہ اراضی پر قبضہ کر لیں جتنی ان کے راس المال کے لحاظ سے مناسب ہوتی ہے اور اس سے زیادہ رقبے کی شجر بندی کی طرف راغب ہو جائیں، جتنے لگانے ممکن العمل ہوں۔ یہ تحریص و ترغیب جس نسبت سے زیادہ ہوتی ہے، دشواریاں اسی نسبت سے زیادہ ہوتی ہیں اور جس نسبت سے کم ہوتی ہیں، دقتیں اسی نسبت سے کم ہوتی ہیں - جمیکا ایک بہت بڑا جزیرہ ہے، یہاں اب تک بہت زیادہ اراضیات غیر مزروعہ پڑی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس جزیرے سے جو بازیابیاں ہوتی ہیں وہ اکثر بے قاعدہ اور غیر یقینی ہوتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں باربا ڈوس، انٹی گوا اور سینٹ کرسٹوفر چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں - یہ جزیرے کافی عرصے سے زیر کاشت آچکے ہیں، اس لئے ان کی بازیابیاں اس قدر بے قاعدہ نہیں کیونکہ یہاں نو آبادکاروں کیلئے ظن و تخمین کے مواقع کم نکلتے ہیں - گریناڈہ، توباگو، سینٹ وینسنٹ اور ڈوسی نیکا نئے علاقے ہیں۔[1] ان کے انکشاف کے باعث نو آبادکاروں کے ظن و تخمین کے نئے نئے باب کھل گئے ہیں اور گذشتہ چند سال سے ان جزیروں سے جو بازیابیاں ہو رہی ہیں وہ ایسی بے قاعدہ ہیں جیسی وہ بازیابیاں ہوتی ہیں جو جزیرہ جمیکا سے ہوتی ہیں۔

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے دفتر چہارم کا ساتواں باب۔

مشکلات غیر ضروری الوالعزمی کا نتیجہ ھیں -

اس لئے آجکل ان نو آبادیات میں جو زر و سیم کی قلت ھے، اس کی تہہ میں ان کے باشندوں کا افلاس مضمر نہیں ھے، بلکہ اس کی تہہ میں ان کی وافر الوالعزمی مضمر ھے، ان کو ھر وقت ثمر خیز اور رواں سرمایے کی طلب رھتی ھے، اس لئے ان کے لئے یہ امر باعث سہولت ھے کہ ان کے پاس مردہ سرمایہ اس قدر کم ھو جس قدر ھو سکتا ھے - یہ بات ان کو اس بات کی طرف رجوع کرتی ھے کہ وہ ایک ایسے آلۂ تجارت پر قناعت کریں جو زر و سیم کی نسبت ارزاں ھو، خواہ آرام رسانی میں کم ھی کیوں نہ ھو - اس طرح یہ لوگ زر و سیم کی مالیت کو آلات پیشہ میں تبدیل کرنے کے لائق ھو جاتے ھیں اور سامان پارچہ جات اور اثاث البیت حاصل کرتے ھیں اور وہ آھنی سامان فراھم کرتے ھیں جو ان نو آبادیات کی تعمیر و توسیع میں انکی نخل بندیوں کے استحکام کے لئے لابدی ھے - البتہ کاروبار کے کچھ ایسے شعبے بھی ھیں کہ زر و سیم کی وساطت کے بغیر انصرام پذیر نہیں ھو سکتے - ان کے انصرام کے لئے زر و سیم کی ضروری مقدار ھمیشہ قابل حصول ھوتی ھے اور اگر کبھی قابل حصول نہیں ھوتی تو ناکامی ان کی ناداری کا نتیجہ نہیں ھوتی بلکہ ان کے غیر ضروری عزائم اور ان کی وافر الوالعزمی کا محاصل ھوتی ھے - ان کی ادایان بے قاعدہ اور غیر یقینی ضرور ھیں مگر ان کی تہہ میں ان کا افلاس مضمر نہیں ھے بلکہ یہ امر ھے کہ وہ جلد از جلد بے حد امیر بننے کے متمنی ھیں - اگر نو آبادیات کے محصولات کی پیداوار کا وہ حصہ جو مصافی اور غیر مصافی محکموں کے انتظام و انصرام کے مصارف و اخراجات سے زائد ھوتا ھے، برطانیہ

کو زر و سیم کی صورت میں دلایا جاتا تو بھی یہاں کے باشندوں کے پاس بہ افراط ذخائر بچ رہتے جن سے وہ زر و سیم کی ضروری مقدار حاصل کر سکتے لیکن اس صورت میں ان کو اس پر مجبور ہونا پڑتا کہ اپنی سر زائد پیداوار کے ایک حصے سے مردہ سرمایہ فراہم کریں جس سے آجکل یہ لوگ زندہ ثمر خیز سرمایہ حاصل کرتے ہیں۔ اس صورت میں ان کو اندرونی تجارت کے انتظام و انصرام میں زیادہ قیمتی آلات تجارت سے کام لینا پڑتا حالانکہ آجکل وہ یہی کام ارزاں آلات تجارت سے لیتے ہیں۔ اس قیمتی آلہ تجارت کی خرید پر جو کچھ خرچ کرنا پڑتا اس سے ان کے جذبات الوالعزی کم و بیش افسردہ و پژمردہ ہو جاتے اور اراضیات کی اصلاح و ترمیم کے متعلق ان کے جوش ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ تاہم یہ ضروری بھی نہیں کہ امریکن مداخل و محاصل کا کوئی حصہ زر و سیم کی صورت میں ادا کیا جائے، ہنڈیوں کی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے جو برطانیہ کے تاجروں اور کمپنیوں کے نام جاری کی جائیں اور انہیں کی طرف سے سکاری جائیں۔ ان کے پاس امریکہ کی زاید پیداوار کا ایک حصہ بھیج دیا جاتا اور لوگ امریکن مداخل و محاصل سرکاری خزانے میں زر نقد کی صورت میں داخل کر دیتے اور داخل کرنے سے پہلے اس زر نقد کا معاوضہ مال کی صورت میں وصول کر لیتے اور اس طرح تمام کاروبار باقاعدہ چلتا رہتا اور امریکہ سے زر یا سیم کا ایک اونس بھی باہر نہ بھیجا جاتا۔[1]

---

1 طبع اول میں ''زر و سیم'' ہے

انصاف کا تقاضا ہے کہ ایرستان اور امریکہ برطانیہ کے قرضے کی ادائگی میں حصہ لیں۔

یہ امر قرین عدل و انصاف ہے کہ ایرستان اور امریکہ دونوں برطانیہ کے قرضہ جات عامہ کی ادائگی میں حصہ لیں۔ یہ قرضہ جات حکومت کی اعانت و امداد کی غرض سے لئے گئے تھے اور یہ حکومت انقلاب کے ذریعے قائم کی گئی تھی۔ ایرستان کے احتجاجی لوگ اس کے خاص طور پر مرھون منت ھیں۔ اس وقت ان لوگوں کو اپنے ملک میں جو کچھ اقتدار و اختیار حاصل ہے، وہ سب اسی حکومت کے طفیل ہے۔ اس کے علاوہ جان اور مال کی سلامتی اور مذھب کی آزادی بھی اسی کی برکات ھیں۔ یہی حکومت ہے کہ امریکہ کی اکثر نو آبادیات اپنے منشور کے باب میں اس کی منت پذیر ھیں۔ ان کا دستور العمل اسی پر منحصر ہے۔ یہاں جو کچھ امن و امان اور حفاظت مال و جان ہے، وہ سب اسی کی کائنات ہے۔ یہ قرضہ جات صرف برطانیہ کے دفاع و تحفظ کے لئے نہ لئے گئے تھے بلکہ سلطنت کے تمام صوبوں کی حفاظت کے واسطے لئے گئے تھے۔ خاص طور پر دیرینہ جنگ میں جو گراں بار قرضہ لیا گیا تھا وہ صرف امریکہ کی حفاظت کے لئے لیا گیا تھا۔ اسی طرح اس سے پہلا قرضہ بھی اسی غرض کے لئے لیا گیا تھا۔

اتحاد کے باعث ایرستان گروہ شرفا کے جبر و تشدد سے آزاد ھوجائے گا۔ یہ گروہ مذھبی اور سیاسی تعصبات کی کائنات ہے۔

جب ایرستان اور برطانیہ میں اتحاد ھو گا، ایرستان تجارت میں آزاد ھو جائے گا۔ اس کے علاوہ اس کو اور بھی فائدے حاصل ھوں گے جو اس سے بھی زیادہ اھم ھیں۔

اگر اس اتحاد کے باعث اھل ایرستان کے محصول میں

قدرے اضافہ کر دیا جائے تو اس سے نقصان ضرور ہو گا مگر اس اتحاد سے جو فوائد ہوں گے وہ اس کی ضرورت سے زیادہ تلافی کر دیں گے - جب سے انگلستان اور اسکاچستان میں اتحاد ہوا ہے اس وقت سے اسکاچستان کے درمیانی اور زیرین طبقے گروہ شرفا کے پنجوں سے آزاد ہو گئے ہیں ، جو ان کو ہمیشہ ستاتے رہتے تھے - برطانیہ اور ایرستان کے اتحاد سے ایرستان کے ہر طبقے کے لوگوں کی کثیر تعداد اس سے زیادہ ظالم اور جابر گروہ شرفاء کے ہاتھوں سے نجات یافتہ ہو جائے گی - اسکاچستان کے گروہ شرفا کی بزرگی کا انحصار شرف ذات اور وفور مال پر ہے - یہ امتیاز فطری اور واجب الاحترام ہے - اس کے برعکس ایرستان کے گروہ شرفا کے شرف کی بنا مذہبی تعصب اور سیاسی بزرگی ہے اور یہ امتیاز نہایت مکروہ اور قابل نفرت ہے - ان امتیازوں کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ شوخ چشم ، دیدہ دلیر اور ظالم و جابر بن جاتے ہیں - مظلوم قوموں کو جس قدر نفرت ان امتیازات سے ہے اور جس قدر غصے کے جذبات ان کی وجہ سے مشتعل ہیں اتنے اور کسی امتیاز سے نہیں ہیں - ان نا معقول امتیازات کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک ہی ملک کے باشندے آپس میں اس قدر معاند ہو جاتے ہیں کہ اتنے دو مختلف ملکوں کے باشندے نہیں ہوتے - برطانیہ سے اتحاد کے بغیر اہل ایرستان اپنے آپ کو مدتوں ایک متحدہ قوم نہیں سمجھ سکیں گے -

نو آبادیات میں سخت خونخوار طبقے موجود ہیں - اگر نوآبادیات کبھی برطانیہ سے علیحدہ ہوگئیں تو یہ فرقے خون ریزی پر اتر آئیں گے -

نو آبادیات میں کبھی گروہ شرفا کا غلبہ نہیں ہوتا - لیکن برطانیہ سے اتحاد کے ساتھ ان کو فائدہ ہے - اس سے امن و سکون و مسرت و انبساط میں اضافہ ہو جائے گا - اس کی بدولت ان کو ان خون آشام فرقوں سے نجات مل سکتی ہے جن کا ہونا چھوٹی چھوٹی جمہوری حکومتوں میں لازم ہے - ان ملکوں کے باشندوں کی محبت منقسم ہوتی ہے اور حکومتیں ہمیشہ پریشان اور مضطرب رہتی ہیں، اگرچہ یہ حکومتیں بہ ظاہر جمہوری ہوتی ہیں - اگر برطانیہ اور نوآبادیات میں کبھی افتراق پیدا ہو گیا تو یہ فرقے پہلے سے دہ چند خونخوار ہو جائیں گے اور اس افتراق کا ظہور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے - اس کے روکنے کی صورت صرف اتحاد ہے - موجودہ فسادات کے آغاز سے پہلے مادر ملک میں اس قدر قوت تھی کہ ان فرقوں کو خون ریزی سے باز رکھ سکتی تھی اور ان کو اجازت نہ دیتی تھی کہ وہ خالص بہیمیت پر اتر آئیں اور ایک دوسرے کی تذلیل کے درپے ہو جائیں - اگر مادر سے وہ قوت سلب ہو جائے، جس کے ذریعے وہ ان کو فسادات سے باز رکھ سکتی ہے تو یہ فرقے کھلم کھلا جبر و تشدد پر اتر آئیں اور ایک دوسرے کا خون بہانے لگیں - تمام بڑے بڑے ملک جو کسی حکومت کے ماتحت متحد و مجتمع ہوتے ہیں ان میں فرقہ پرستانہ جذبات کم ہوتے ہیں اور اگر ہوتے بھی ہیں تو ان صوبوں میں بہت کم ہوتے ہیں جو مرکز سے دور ہوتے ہیں - یہ صوبے مرکز حکومت سے

دور ہوتے ہیں اور دارالحکومت وہ مرکز ہوتا ہے جہاں تمام فرقے حصول اختیار و اقتدار کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ اس فاصلے کے باعث لوگ معاند فرقوں کے خیالات سے کم تعارض کرتے ہیں اور تمام کے اجتماعی کردار کو غیر جانب دارانہ اور منصفانہ انداز سے دیکھنے لگتے ہیں۔ فرقہ پرستانہ جذبات کا جس قدر دور انگلستان میں ہے اس قدر اسکاچستان میں نہیں۔ اتحاد کی صورت میں ان جذبات کا دور جس قدر اسکاچستان میں ہے اس قدر ایرستان میں نہ ہوگا اور نو آبادیات میں اس قدر یک سوئی اور یک جہتی ہوگی کہ سلطنت برطانیہ کے کسی حصے پر نہ ملے گی۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ایرستان اور نو آبادیات پر محصولات کا بار اس سے زیادہ ہوگا جتنا آج کل ہے۔ لیکن محاصل و مداخل سرکاری کو اگر قومی قرضہ جات کی ادائگی میں صرف کیا جائے گا اور اس معاملے میں محنت اور دیانت داری سے بھی کام لیا جائے گا تو ان محصولات کا بیشتر حصہ کچھ زیادہ دیر پا نہ ہوگا اور برطانیہ کے مداخل و محاصل بہت جلد اس قدر رہ جائیں گے کہ جس قدر دوران قیام امن میں انصرام حکومت کے معمولی مصارف کے لئے کافی ہوں۔

شرق الہند میں اگر محصولات کا بار کم ہو، مگر حکومت میں خرابی زیادہ نہ ہو تو مداخل و محاصل میں اضافہ ہو جائے۔

شرکت شرق الہند نے جن علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے وہ حقیقت میں تاجدار برطانیہ کا حق ہیں یعنی وہ ریاست برطانیہ اور قوم برطانیہ کا مال ہیں۔ یہ علاقے بھی مداخل و محاصل کے ذرائع ثابت ہو سکتے ہیں اور شاید یہ ان تمام ذرائع سے زیادہ

وافر ثابت ہوں گے جن کا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ علاقے نہایت وسیع اور زرخیز ہیں اور وسعت و رقبے کے اعتبار سے انگلستان سے زیادہ گنجان آباد اور زیادہ مال دار ہیں۔ ان علاقوں سے مداخل و محاصل کے حصول کے لئے اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ یہاں تشخیص محصول کا کوئی نیا نظام رائج کیا جائے، اس لئے کہ یہ ملک تو پہلے زیر بار ہیں، بلکہ ضرورت سے زیادہ زیر بار ہیں اس لئے مناسب ہے کہ ان بدبخت ملکوں پر محصولات کا بار زیادہ نہ ڈالا جائے بلکہ اس بار کو ہلکا کیا جائے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس غبن و تصرف بے جا کا سد باب کیا جائے جو ان محصولات میں ہوتا ہے جو یہ ملک ادا کرتے ہیں۔ اگر اس کے بیشتر حصے کو روکنے کی کوشش کی جائے گی تو اس امر کی ضرورت پیش نہ آئے گی کہ ازدیاد محاصل و مداخل کے لئے نئے محصول لگائے جائیں۔

اگر ازدیاد مداخل و محاصل کا امکان نہیں ہے تو برطانیہ کو چاہئے کہ اخراجات و مصارف نوآبادیات سے نجات حاصل کرے اور دوران امن و جنگ میں خرچ کر دے۔

اگر برطانیہ کے لئے یہ امر نا قابل عمل ثابت ہو کہ متذکرہ بالا طریقوں میں سے کسی طریقے سے وہ اپنے مداخل و محاصل میں اضافہ کرے تو اس صورت میں اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ اپنے اخراجات و مصارف کو کم کر دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ طریق تشخیص محصول میں اور محاصل و مداخل عامہ کے خرچ کرنے میں برطانیہ اتنی ہی کفایت شعاری اور جز رسی سے کام لیتا ہے جتنی کفایت و جز رسی سے اور ہمسایہ اقوام کام لیتی ہیں، اگرچہ ان دونوں

میں اصلاح و ترمیم کی گنجائش ہے۔ دوران قیام امن میں اس کو اپنے دفاع و تحفظ کے لئے ایک فوجی قوت رکھنی پڑتی ہے اور اس طرح ہر ایک ریاست کو رکھنی پڑتی ہے، لیکن یہ فوجی قوت دیگر یوروپین ریاستوں کی نسبت زیادہ معتدل اور متوسط ہے، جو دولت و قوت میں اس کے ساتھ ہم سری کا دعویٰ کر سکتی ہیں۔ ان مدات میں سے ایک مد بھی ایسی معلوم نہیں ہوتی جس میں تخفیف اخراجات کی زیادہ گنجائش دکھائی دیتی ہو۔ موجودہ فسادات کے آغاز سے پہلے دوران قیام امن میں نو آبادیات کے رکھ رکھاؤ کا خرچ بہت زیادہ تھا۔ یہ خرچ ایسا ہے جس کو پوری طرح بچایا جا سکتا ہے اور اگر نو آبادیات سے کچھ آمدنی حاصل نہیں ہوتی تو اس خرچ کو ضرور بچا لینا چاہئے۔ دوران قیام امن میں یہ مستقل خرچ نہایت گراں بار ہے لیکن جب اس کا مقابلہ ان اخراجات سے کیا جاتا ہے جو نو آبادیات کے دفاع و تحفظ کے لئے دوران جنگ میں مادر ملک کو برداشت کرنے پڑتے ہیں تو یہ مستقل خرچ گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ گذشتہ جنگ میں برطانیہ کو محض نو آبادیات کی وجہ سے جنگ میں در آنا پڑا تھا۔ یہ امر قبل ازیں معرض بیان میں آچکا ہے کہ اس جنگ میں برطانیہ کو نو کروڑ پونڈ سے زیادہ خرچ کرنے پڑے۔[۱] ۱۷۳۹ء کی ہسپانوی جنگ میں بھی محض نو آبادیات کی وجہ سے در آنا پڑا تھا اور جنگ فرانس بھی اسی کا نتیجہ تھی۔ ان دونوں میں برطانیہ کو تقریباً ساڑھے چار کروڑ پونڈ سے زیادہ

---

۱ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے دفتر چہارم کا دوسرا باب۔

خرچ کرنے پڑے تھے اور حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ
ان اخراجات کا بیشتر حصہ نو آبادیات سے وصول کیا جائے۔
ان دونوں جنگوں کے باعث برطانیہ پر قومی قرضے کا بار اس
سے دو چند ہو گیا ہے جتنا ان میں سے پہلی جنگ کے آغاز
سے قبل تھا اور یہ سب کچھ نو آبادیات کی وجہ سے ہوا۔
اگر یہ لڑائیاں نہ ہوتیں تو شاید وہ قومی قرضہ اب تک بے
باق ہو چکا ہوتا بلکہ گمان غالب یہ ہے کہ بالضرور بے
باق ہو چکا ہوتا اور اگر نو آبادیات کا تعلق نہ ہوتا تو شاید
یہ جنگ نہ ہوتی اور دوسری تو یقیناً نہ ہوتی۔ یہ اس لئے
ہوا کہ نو آبادیات برطانیہ کے صوبے متصور ہوتے ہیں۔ اسی
لئے ان کے دفاع و تحفظ پر اس قدر خرچ کیا گیا۔ لیکن ہم
ان ملکوں کو سلطنت کے صوبے نہیں سمجھ سکتے جو نہ تو
مداخل و محاصل میں حصہ لیتے ہیں اور نہ سلطنت کی اعانت
و امداد کے لئے کوئی قوت دیتے ہیں۔ ان کو محض ملحقات
خیال کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ یہ سلطنت کے لوازم
ہیں کہ اس کی شان و شوکت کے لئے لازم ہیں۔ اگر سلطنت
اس تزک و احتشام کے مصارف کے تحمل سے عاجز اور ان
لوازم کی برداشت سے قاصر ہے تو اس کو چاہئیے کہ ان سے
کنارہ کش ہو جائے۔ اگر سلطنت اپنے مداخل و محاصل میں
اسی نسبت سے ترقی نہیں کرتی جس نسبت سے اس کے اخراجات
و مصارف میں اضافہ ہوتا ہے تو کم از کم اس کو چاہئیے
کہ اپنے اخراجات و مصارف کو اپنے مداخل و محاصل کے تابع
رکھے۔ نو آبادیات ان محصولات کے سامنے گردن جھکانے سے منکر
ہیں جو مادر ملک ان پر عائد کرتی ہے۔ اگر اس انکار کے

با وجود بھی وہ سلطنت برطانیہ کے صوبے سمجھے جاتے ھیں تو کسی آیندہ جنگ میں برطانیہ کو ان کے دفاع و تحفظ پر اس قدر خرچ کرنا پڑے گا کہ اتنا پہلے تمام جنگوں پر نہ کرنا پڑا ھوگا۔ برطانیہ کا حکمران طبقہ ایک صدی سے زیادہ سے یہ کہتا چلا آیا ھے کہ ھم بحر ظلمات کے مغرب میں ایک عظیم الشان سلطنت کے مالک ھیں اور اس طرح عامۃ الناس کے تخیل کو بہلاتا رہا ھے، لیکن یہ سلطنت محض وھمی اور خیالی ھے۔ اب تک تو یہ سلطنت نہیں ھے بلکہ سلطنت کا ایک منصوبہ ھے۔ معدن زر نہیں بلکہ معدن زر کا ایک منصوبہ ھے، اس منصوبے پر بے قیاس دولت صرف ھو چکی ھے اور اب تک ھو رھی ھے اور اگر یونہیں رھنے دیا گیا یا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا تو گمان غالب ھے کہ اس پر بے حد و حساب خرچ ھوگا اور غالباً اس سے کچھ فائدہ نہ ھوگا۔ یہ امر قبل ازیں بیان ھو چکا ھے کہ نو آبادیات کی تجارت اجارہ دارانہ تجارت ھے۔ اس تجارت سے عامۃ الناس کی جماعت کثیر کو کچھ فائدہ نہیں ھوتا۔[۱] بلکہ نقصان ھوتا ھے۔ اس لئے اب وہ وقت آ گیا ھے کہ ھمارے حکمران طبقے کے بزرگ اس زرین خواب کو عملی جامہ پہنائیں جو وہ دیکھتے اور عامۃ الناس کو دکھاتے چلے آئے ھیں یا اس خواب نوشیں سے خود بھی بیدار ھوں اور لوگوں کو بھی بیدار کریں اگر یہ منصوبہ شرمندہ تکمیل نہیں ھوتا تو اس سے دست کش ھو جائیں۔ اگر سلطنت برطانیہ میں کوئی ایسا

---

۱ ملاحظہ ھو کتاب ھذا کے دفتر چہارم کا ساتواں باب۔

صوبہ ہے کہ تمام سلطنت کی اعانت و امداد میں حصہ نہیں لے سکتا تو یقیناً اب وہ وقت آ گیا ہے کہ برطانیہ اپنے آپ کو دوران جنگ میں اس صوبے کے دفاع و تحفظ کے اخراجات سے سبک دوش کرے اور دوران قیام امن میں اس صوبے کے مصافی اور غیر مصافی امور کے انصرام کے مصارف سے دست کش ہو جائے اور اس طرح ان کی اعانت و امداد میں حصہ نہ لے اور اس امر کو حق الیقین طور پر مان لے کہ میں ایک متوسط الحال سلطنت ہوں اور ہمیشہ یہ کوشش کرے کہ اپنے خیالات و عزائم کو اپنے حالات کے مطابق اور ان کے تابع رکھے۔

J & K UNIVERSITY LIB
Acc No ....63323.....
Date ....27..X..66